

فَبَارِكْ اللَّهُ أَحْسَنُ الْمَخْلُوقِينَ

تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب بہتر بنانے والا

کلنتنا کے عجیب راز



ترجمہ و تہذیب

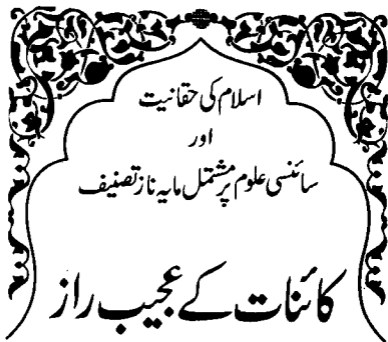
مُصَنَّف

حُجَّةُ الْإِسْلَامِ إِمَامُ مُحَمَّدٍ غَزَالِي

ترجمہ و ترتیب

حافظ محمد سعید عظیمی مدظلہ العالی

عِدْبِي پبلسشرز لاہور



اسلام کی حقانیت
اور
سائنسی علوم پر مشتمل مایہ ناز تصنیف

کائنات کے عجیب راز

مصنف

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ترتیب

حافظ محمد وسیم شرف قادری

پتہ
علمی پبلیشرز

اردو بازار لاہور

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب الحکمة فی مخلوقات اللہ

(کائنات کے عجیب راز)

مصنف حجة الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب حافظ محمد وسیم شرف قادری

خطیب جامع مسجد صغریٰ غوثیہ خضر روڈ اپر مال لاہور

خصوصی شفقت حضرت علامہ مولانا محمد نشاء تائبش قصوری مدظلہ العالی

کمپوزنگ اعجاز حسین حیدری-7234132

تک دتاز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

صفحات 163

تعداد 1100

قیمت 75 روپے

ناشر علمی پبلیشرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ سادات پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور ☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی ☆ ضیاء الدین پبلیکیشنز سبزی منڈی کراچی

الشیخ محمد عبد الحکیم شرف القادری داعیا الی اللہ تعالیٰ علی بصیرة

اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
پس اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
ختم نبوت پر عمل کرنا۔
اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔

ان العلم نور ویزد لمن عملوا به لئلا تترن بالقمل ولا خلاص الا التواضع لله

شرك له و من عمل على هذا العلم فله فله من عمل لله تبارك وتعالى فورا عليه

ولم تضي حجة من كذب عن خلقه من التحصيف المتكلمة بالعلم المنكورة لئلا

وان الشيخ محمد عبد الحکیم شرف القادری واحد من التحصيف المتكلمة بصيروة

كثيرين من أهل العلم

تاج محمد خان الزهري

محمد خان زہری، صاحب اہل و عاقل جامعہ
فی العلم اسلامی و فی جامعہ الزہری
صورت فی سال ۱۹۰۰ میلاد و فی
ان یصلها و بہ عفا صفا صاحب
لایسلا و ولد فی جمادی الثانی ۱۳۰۰
سورت فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد

و سوال للفرع و فی جمادی الثانی
صورت فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد

و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد

و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد

و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد
و فی جمادی الثانی ۱۳۰۰ میلاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسرار المعروف و غیبی عن انکار کے موضوع پر احباب شاہکار

سچی کی دعوت

مصنف

حجتہ الاسلام

رحمۃ اللہ علیہ

ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی

علمی پبلشرز اردو بازار لاہور

فون: 0300-4295247

www.marfat.com

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے
طفیل بارگاہ رحمۃ اللعالمین ﷺ میں پیش کرنے کے بعد

☆ قائمہ طبع اسلامیہ حضرت مولانا حافظہ قاری **الذہبی** مدظلہ العالی مدظلہ العالی

☆ اپنے پیارے پیر و مرشد عاشق شہنشاہ ابرار امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ

مولانا **محمد علی صاحب** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

☆ پیکر علم و عمل، محسن ابلسنت استاد محترم شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا

محمد علی صاحب قادری مدظلہ العالی اور تمام علمائے ابلسنت کی طرف منسوب

کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں جو دن رات اسلام کی سر بلندی کے لیے محنت

اور کوششیں کرتے رہے ہیں اور آج بھی خدمت اسلام کے لیے تڑپ رہے ہیں

ان ہی بزرگ ہستیوں کے طفیل ان پر فتن دور میں بھی مخلوق خدا راہ ہدایت

حاصل کر رہی ہے۔ ان عظیم شخصیتوں کی نظر کرم اور صحبت بابرکت کے طفیل ہی میں

تنبیہ کار اس قابل ہوا ہوں کہ اپنے لیے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کیلئے

چھوٹے بڑے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کر سکوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

ونب علیسا انک انت التواب الرحيم

خادم العلم والعلماء

محمد علی صاحب

الربیع الاول ۱۴۲۵ھ

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	حالات حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	1
9	مقدمہ کتاب از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	2
11	اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا کی	3
12	کائنات میں غور و فکر کی دعوت	4
12	اس مکان کا مالک انسان ہے	5
14	آسمان کی طرف نظر کرنے سے دس فائدے ہیں	6
15	سورج جہاں کو روشن کر دیتا ہے	7
16	زمین میں گرمی کا پیدہا ہوتا	8
17	کل جدید لذیذ "ہر تخی چیز مزہ اور ہوتی ہے"	9
19	سورج کا برجوں میں داخل ہونا	10
19	آفتاب کا عجیب راز	11
21	چاند ستاروں سے آسمان کی سجاوٹ	12
22	ستاروں سے آسمان کی رونق دو بالا ہو جاتی ہے	13
23	کبھی کبھی نمودار ہونے والے ستارے	14
24	اس خالق کا یہ کمال قدرت ہے	15
26	زمین کو فرش کی طرح بچھایا گیا	16
26	ہمارے لیے زمین پر راستے بنائے	17
28	زمین کی پیدائش میں عجیب حکمت	18
29	زمین کے نرم ہونے میں حکمت	19
33	پہاڑوں پر درخت اور جڑی بوٹیاں	20

34	زمین میں سونے چاندی کے خزانوں کو کھنڈنا	21
36	سمندر کی پیدائش کی حکمتیں	22
37	صدف کے پیتھ میں سوتی	23
38	خدا نے کس طرح سے انسان کو سمندر پر قدرت کو اختیار دیا	24
41	تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت جھٹلاؤ گے	25
42	پانی کی پیدائش کی حکمتیں	26
42	پانی کی لطافت اور رقت پر نظر کیجئے	27
43	نہسے کا ملائ پانی سے ہو جاتا ہے	28
45	ہوا کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا	29
46	ہواؤں میں خدا کی حکمت	30
48	ہر چیز کو خالق نے بقدر ضرورت بنایا ہے	31
49	انسان کے لیے لو لگو یہ	32
51	انسان کے لیے آگ کے فوائد	33
52	اگر آگ کا وجود نہ ہوتا	34
54	آگ کی بدولت ہم روشنی حاصل کرتے ہیں	35
55	انسان کی تخلیق کیسے ہوئی	36
56	خدا کا شکر ادا کر پیار سے	37
57	چہرے کا سن و زینت	38
58	دانتوں کی ساخت چہرے پر ناک بنانے کی حکمت	39
61	چہرے پر ناک بنانے کی حکمت	40
61	آواز سے بھی انسان کی پہچان ہو جاتی ہے	41
62	قدرت نے انسان کو دو ہاتھ دیے	42
63	انسان ہاتھوں کے بغیر کیسا	43

65	انسان کا سر 55 بذریعوں سے مرکب ہے	44
66	خدا کی قدرت اور کارگیری پر نور کرو	45
67	انسان کی تخلیق کی صورت	46
71	بچے میں عقل تدریجی طور پر آتی ہے	47
75	بہرے اور تاجینا کی مشکلات کا اندازہ کیجئے	48
77	نعت کی قدر و قیمت کھونے پر حاصل ہوتی ہے	49
78	جس کا ایک ہاتھ بیکار ہو جائے	50
79	دماغ کی ساخت کیسی حیرت انگیز بنائی	51
81	بانوں کو مناسب جگہ پیدا کرنے کی حکمت	52
82	انسان کی جسمانی ضروریات	53
83	انسانی جسم میں خواہش جماع رکھی گئی	54
84	بدن کی ترتیب و ترکیب کو دیکھو	55
85	قوت حافظہ یقیناً بڑی نعت الہی ہے	56
86	قوت گویائی پر نظر کرو	57
88	انسان میں قدرت نے امید اور تمنا کا مادہ رکھا	58
89	عمر کی مدت اور اس کی موت کا علم	59
89	انسان کے لیے مختلف نعتیں	60
92	انسان اشرف المخلوقات ہے	61
94	انسان میں موجود مختلف صلاحیتیں	62
95	قدرت نے انسان میں خواہش پیدا کی	63
96	آخرت کے گھر کی معرفت کے لیے نور رسالت کو پیدا کیا	64
97	خوش نصیب اللہ پر ایمان لاتا ہے	65
99	پرندوں کی پیدائش میں کھتیں	66

102	پندہاں کی تخلیق خدا نے کسی خوبصورت بنائی	67
103	پندہاں اپنے بچوں کی پرورش تھی محنت سے نہ	68
104	پندہاں اپنی اندھاں کی حفاظت سے تھکتی ہیں	69
106	اندھاں کی تخلیق پر غور کرو	70
111	پد پاؤں کی پیداوار میں حکمتیں	71
114	گوشت خور جانوروں کی تخلیق	72
118	جانوروں کا لباس کیسا خوبصورت ہے	73
120	جانوروں کی تعداد اور ان میں سے	74
123	خدا کی عجب خلقت	75
127	شہد کی مکھی، بیہوشی اور رشیم کا کینہ، نیرد میں خدا کی حکمت ہے	76
128	اب تم شہد کی مکھی پر غور کرو	77
131	رشیم کے چھوٹے سے کیزے کو دیکھو	78
132	اس مکھی کو دیکھو جو ہمیں حقیر نظر آتی ہے	79
136	مجموعہ انسانی مخلوق قدرت نے اس کا جسم بھی لٹکا چھوڑا بنایا	80
138	مچھلی ن خوبصورتی کو دیکھو	81
140	مچھلی ن تیز رفتاری	82
141	تھکن چھلیوں کی دنیا	83
144	تارے لیے خوبصورت بانگ اگاتے تھے	84
155	انہوں میں اللہ کی عظمت پیدا کرنے والی باتیں	85
159	سب تاروں میں اللہ کی شان، نیرد	86

تساہف کے دنیا کوئی کام کر جاؤں اگر ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

حالات زندگی

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) اسلام کے تیسرے ائمہ کرام، مفکر اور مجددِ جنیم کیسے گئے ہیں۔ انہوں نے فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر، اصول کلام، اسرار کلام، اخلاق، تصوف، احسان، فلسفہ، منطق، منطق، منطق و فنون پر ایک سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جو ان کی زندگی مبارک میں بھی مقبول ہوئی تھیں۔

ان کی تعلیمات و افکار کو اسلامی دنیا میں بے پناہ پذیرائی کے علاوہ یورپ میں بھی قدرتی نگاہ سے دیکھا گیا۔

اور ایک حد تک ان کی تصانیف وہاں کے اہل علم کی تحقیق کا مرکز بنی ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں فلاسفہ، متکلمین اور بد مذہبوں نے اپنے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ کو بڑے شد و مد سے پھیلانا شروع کر دیا تھا اور دین کے نام پر طرح طرح کے فتنے سر اٹھا رہے تھے۔

امام حجتہ الاسلام نے ان بد مذہبوں کے مذموم مسوم نظریات کا بلخ رو فرمایا، اور اپنے کلام کے ذریعے اسلام کی صحیح تعلیمات کی پر زور ترجمانی کی۔

حق یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم کلام کے خود موجد اور خود خاتم تھے۔ ان کا طریقہ استدلال اور انداز افہام بالکل نرالا ہے۔ ان کے بعد ان جیسا کوئی اور مفکر اور متکلم دنیا کے اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔ علامہ اقبال نے بھی ان لیے فرمایا ہے۔

رہ کنی رسم اذان روح بلالی نہ رہی

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

تصنیفات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات یوں تو بیشتر علوم و فنون میں پائی جاتی ہیں خاص کر علم کلام اور اخلاق پر آپ کی تصانیف نہایت مسبوط اور جامع ہیں۔ مجملہ ان کے چند تصانیف درج ذیل ہیں۔

احیاء العلوم، کیسائے سعادت، جواہر القرآن، تہافت الفلاسفہ، حقیقۃ الروح، الحکمتہ فی مخلوقات اللہ، یا قوت، التاویل فی التفسیر منہاج العابدین، میلاد خیر الامام، مکاشفہ، القلوب، تعلیم الدین، معیار العلم و میزان العمل، زاد آخرہ، کشف علوم آخرہ وغیرہ۔

آپ کی بے شمار تصنیفات کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے، اس ۵۵ سال کی مختصر و محدود زندگی میں تعلیم عزت نشینی و ریاضت و مجاہدات کا زمانہ بھی شامل ہے۔ اور پھر مصائب و آلام روزگار سے بھی دوچار ہونا تصنیفات و تالیفات کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دینا آسان نہیں۔

الحکمة فی مخلوقات اللہ

یہ کتاب امام غزالی رضی اللہ عنہ کی مشہور زمانہ کتاب ہے۔ اور اس کتاب کو لکھنے کا موضوع و مقصد نام سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کائنات میں جو پراسرار راز رکھے ہیں انہیں بیان کیا جائے تاکہ اسلام کو قبول نہ کرنے والوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات مبارکہ کی پہچان نہ رکھنے والوں کی آنکھیں کھل سکیں۔

اس کتاب میں امام غزالی رضی اللہ عنہ کسی ایک مخلوق پر باب باندھ کر پھر تفصیل کے ساتھ اس کی تخلیق اور اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرتے ہیں پہلے قرآن مجید کی آیات پیش کرتے ہیں پھر اس کی تفصیل بیان کرنے کے بعد عقلی دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ اس کا پیدا کرنے والا اور چلانے والا فقط اللہ جل جلالہ کے اور کوئی نہیں۔

کتاب کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے بد مذہبوں اور کفار نے فکر جب اسلام کو جھٹلانا چاہا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خدا بنانا چاہا تو امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف ان کا جواب دیا بلکہ ان کے باطل عقائد کو گھر تک پہنچا دیا اور ثابت کر دیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اور پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور اسلام کے علاوہ خالق حقیقی کے نزدیک کوئی دین نہیں۔

امام اہلسنت مجدد دین ملت حضرت علامہ مولانا حافظ الشاہ احمد رضا خان بریلوی ر. د. ا. علیہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف، فتاویٰ رضویہ اور دیگر تصنیفات کو پڑھ کر اسلام کی حقانیت اور سائنسی علوم سے متعلق کھنسنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور خوش قسمتی سے یہ کتاب (الحکمۃ فی مخلوقات اللہ) (کائنات کے عجیب راز) میسر آگئی۔

آج جس قدر اسلام کے خلاف سازشیں اور پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ آج سے قبل اتنی شدت سے نہ ہوا ہو۔ اسلام کو کمزور کرنے کیلئے سارا عالم کفر ایک جگہ اکٹھا ہو چکا ہے اس کتاب کی جتنی ضرورت اس وقت تھی اس سے کہیں زیادہ آج ہے اسی وجہ سے میں نے یہ کوشش کہ کوئی راہ ہدایت سے بھٹکا ہوا حجتہ الاسلام کی اس مایہ ناز تصنیف کو پڑھ کر راہ ہدایت پر آجائے اور میرے والدین کیلئے نجات کا سامان ہو جائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری امید ہے جو کوئی حق کی تلاش کیلئے اس کتاب کو پڑھے گا ضرور راہ ہدایت پائے گا۔ بفضل تعالیٰ۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلمان اپنے فردی اخلاقیات کو ختم کر کے اکٹھے ہو جائیں تاکہ اسلام کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا ملکہ مقابلہ کیا جاسکے۔

اب نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے مسلمانوں

تمہاری داستان بھی نہ ملے گی کبھی داستانوں میں

تاکہ ہمارے علمائے کرام بھی فردی موضوعات سے ہٹ کر اسلام کی حقانیت کے موضوع پر تقاریر کر سکیں اور امام غزالی ر. د. ا. علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی بے مثال کتابیں لکھ کر بچے بچے کے ذہن پر اللہ عزوجل اور اسکے پیارے محبوب ﷺ کے پیارے دین اسلام کا نقشہ بیٹھا سکیں۔

یہی آرزو ہے تعلیم قرآن عام ہو جائے

ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

خادم العلم والعلماء

محمد وسیم شرف قادری

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

مقدمہ کتاب

حمد و ثناء اس خدائے واحد کیلئے جس نے اپنے مقررین بارگاہ کو مخصوص نعمتوں سے نوازا، اور اپنی ممنوعات میں غور و فکر کرنے والوں پر خاص لطف و کرم فرمایا، اپنی کائنات میں تدبیر و فکر کو ایمان و یقین کے استحکام کا ذریعہ بنایا۔ ان اصحاب فکر و نظر نے غور و فکر سے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا، اس کے واحد و یکتا ہونے کا کامل یقین حاصل کیا اور خدا کی عظمت و قدرت کا مشاہدہ کیا، اور اس کو تمام محبوب سے پاک ہونے کا دل سے اعتراف کیا۔ بلاشبہ وہی عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہے اور اہل نظر اس کے کمال قدرت پر شاہد عدل ہیں، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ صرف وہی قادر و توانا ہے، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب ہمین میں فرمایا ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے شاہد ہیں کہ بجز اس ذات واحد کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور صرف وہی عدل و انصاف کا مالک ہے، اپنے ارادہ میں غالب ہے اور اپنے تمام امور کو حکمت و مصلحت کے ساتھ انجام دینے والا ہے درود اور سلام گویا اس ذات پر جو سید المرسلین امام المؤمنین ہیں، اور ہم جیسے گنہگاروں کی سننے والے ہیں، جن کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے، جو تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں اور صلوة و سلام ہو ان کی اولاد و اصحاب پر جب تک دنیا قائم ہے

اما بعد! اے میرے بھائی! خدا تجھ کو حقیقت شناسوں کی توفیق عطا کرے، اور دین و دنیا کی فلاح و کامرانی نصیب فرمائے۔ خدا کی معرفت اس کی عجائبات و مصنوعات میں تدبر و تفکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور درحقیقت یہی معرفت ایمان و یقین کے ثابت رہنے اور قائم رہنے کا موجب ہے۔ اور اسی سے ابرار و اتقیاء کے منازل و مدارج میں تقادت ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی معرفت کا حصول مخلوقات الہی میں غور و فکر کرنے پر منحصر تھا اسی لیے اس کتاب کو عقل رکھنے والوں کی راہنمائی اور ان کے استفادہ کے لیے لکھا گیا۔ اس میں ان حکمتوں اور مصلحتوں کو بیان کیا گیا ہے جن کی طرف قرآن حکیم نے متعدد جگہ ارشاد فرمایا ہے۔



اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا کی

وحی کے ذریعہ اس کی رہ نمائی فرمائی، اور اصحاب نظر اور ارباب عقول کو

اپنی مصنوعات میں غور و فکر کی اپنی اپنی استعداد کے مطابق دعوت دی:-

قل انظرو اماذا فی السموات
والارض (یونس: ۱۰۱) تم فرماؤ دیکھو آسمانوں اور زمین میں
کیا ہے۔

وجعلنا من الماء کل شئی حی
افلا یؤمنون اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے
بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔

(سورہ انبیاء: ۳۰)

اس قسم کی اور بھی متعدد آیت ہیں جن کے معانی میں غور و فکر کرنے سے خدا کی معرفت اور حقیقی عظمت کا علم ہوتا ہے۔ جو سعادت و فلاح کا حقیقی سبب ہے اور جس پر انعامات الہی کا مدار ہے۔ اس کتاب میں چند ابواب ہیں اور ہر باب میں مخلوقات الہی کی تکوینی حکمتوں اور مصلحتوں کو جسے الامکان و ضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اگر دنیا کی تمام مخلوقات اپنی تمام قوتوں کو صرف کردے کہ کسی ایک مخلوق الہی کی تمام حکمتوں کو مکمل بیان کرے تو یہ کام نامکمل رہے گا اور سب عاجز ہوں گے۔

فلسفی سر حقیقت نہ تو اُنت کشود

عشت راز و گر آں راز کہ افشای کرہ



کائنات میں غور و فکر کی دعوت

افلم ينظرو الى السماء
فوقهم كيف بنينها وزينها
وما لها من فروع ۝
تو کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا
ہم نے اسے کیا بنایا اور سنوارا اور اس
میں کہیں رکھنا نہیں۔

(ق: ۶)

دوسری جگہ فرمایا:-

الله الذي خلق سبع سموات . الله ہے جس نے سات آسمان بنائے۔
(طلاق: ۱۲)

جب تم اس جہاں میں غور و فکر کرو گے تو ایسا معلوم ہوگا یہ تمام جہاں ایک
مکان ہے جس میں ہماری جملہ ضروریات کی اشیاء موجود ہیں۔ آسمان کی نیلگوں
چھت ہے اور زمین ہمارے لیے بستر ہے۔ یہ سیارے آسمان میں روشنی کے لیے
بجلی کے لائٹوں کے قائم مقام ہیں۔ جو اہرات زمین کے خانوں میں اس طرح
سے محفوظ ہیں جیسے قیمتی ذخیروں کو جمع کر دیا گیا ہے اور ہر ایک چیز اپنے اپنے قرینہ
سے اپنے مقصد کی تکمیل میں کار فرما ہے۔

اس مکان کا مالک انسان ہے

اور اس مکان کی جملہ اشیاء، مالک مکان کی ضروریات کے لیے مہیا کی گئی

ہیں۔ نباتات ہوں یا حیوانات سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ خالق حقیقی نے آسمان کا رنگ ایسا بنایا ہے جو نگاہ کے لیے موزوں ہے اور قوت بخشا ہے۔ اگر اس رنگ کے خلاف یہ آسمان شعاعوں اور انوار کا مجموعہ ہوتا تو نگاہوں کو نقصان پہنچاتا کیوں کہ سبز اور نیلے رنگ نگاہ کے لیے مناسب اور سازگار ہے انسان، آسمان کی وسعت و فراخی کو دیکھ کر نفس میں کیف اور سرور حاصل کرتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ ستارے اپنی پوری تابانی کے ساتھ نکلے ہوئے ہوں اور چاند اپنی روشنی سے تمام جہان کو منور کئے ہوئے ہو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اپنے شاہی قلعوں میں زیب و زینت کے لیے بہتر سے بہتر سامان مہیا کرتے ہیں اپنے دربار کی چھتوں پر نہایت خوبصورت نقوش و نگار کراتے ہیں جن کو دیکھ کر آنکھوں میں نور اور قلب میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ان زیبائش و آرائش کی طرف بھی اگر متواتر دیکھا جائے تو آخر کار دل اکتا جاتا ہے اور ایک قسم کی کوفت ہونے لگتی ہے۔ برخلاف آسمان کے قدرتی مناظر و خوبصورتی اور اس کی وسعت اور ستاروں کی چمک دمک کو جتنا بھی دیکھا جائے طبیعت اس سے کبھی گھبرائی نہیں بلکہ قدرت کی کارگیری اور اس کی صنعت کو دیکھ کر انسان کے دل میں اللہ کی عظمت اور اس کے کمال و قدرت کا سکھ مینہ جاتا ہے اور وہ دل کی گھبرائی سے بے ساختہ پڑھنے لگتا ہے کہ۔

ربنا ما خلقت هذا باطل

”اے رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہ بنایا“

اس لیے حکمانے کہا ہے کہ جب تو رنجیدہ ہو تو آسمان کی طرف دیکھ کر خدا کی

قدرت اور اس کی صنعت میں اپنا دل بہلا کیونکہ یہ تیرے رنج و غم کو دور کرنے کے لیے کافی سامان ہے اور ستاروں کو دیکھ اور پھر ان کی برکتوں اور فائدوں پر نظر کر کہ دنیا والے کس طرح ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور سمندر کی تاریک اور اندھیری راتوں میں یہ ستارے مسافروں کی کیسی رہ نمائی کرتے ہیں۔ اور بعض حکماء اس کے بھی قائل ہیں کہ ستاروں میں جانے سے لیے راستے بنے ہیں۔ کسی حکیم نے کہا ہے کہ۔

آسمان کی طرف نظر کرنے سے دس فائدے حاصل ہوتے ہیں

- ۱۔ انسان کا رنج و غم دور ہوتا ہے۔
- ۲۔ برے خیالات دور ہوتے ہیں۔
- ۳۔ خوف و ہراس دل سے جاتا رہتا ہے۔
- ۴۔ خدا کی یاد تازہ ہوتی ہے۔
- ۵۔ خدا کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے۔
- ۶۔ فاسد تفکرات دور ہوتے ہیں۔
- ۷۔ سو راوی امراض کو فائدہ ہوتا ہے۔
- ۸۔ مشتاق دلوں کو تسلی و سکون ہوتا ہے۔
- ۹۔ عشق الہی کے بیماروں کو شفا ہوتی ہے۔ دعا کرنے والوں کی دعاؤں کا مرکز و قبلہ ہے



سورج جہان کو روشن کر دیتا ہے

وجعل الشمس سراجا. (نوح: ۱۶)

اور سورج کو چراغ (بنایا)۔

اللہ تعالیٰ نے جن حکمتوں اور کاموں کے لیے آفتاب کو پیدا فرمایا ہے۔ اس کا مکمل علم تو خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ ہم اپنی قدرت و نظر کے مطابق جتنا جانتے ہیں یہاں لکھتے ہیں آفتاب کی حرکت سے رات اور دن کا قیام ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو دین کے بہت سے کاموں کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اور دنیا کے بھی بہت سے کام خراب ہو جائیں۔ روزگار اور معاش کی طلب و سعی میں بڑی دشواری ہو جائے گی۔ اگر ساری دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو تو روشنی سے آنکھیں کیوں کر لذت اٹھا سکتی ہیں۔ اور اشیاء کے مختلف رنگ کا امتیاز کیوں کر ممکن ہوگا۔ انسانی جسم کو راحت و آرام کیوں کر نصیب ہوگا بلکہ معدے میں غذا کی ہضم کا نظام بھی بگڑ جائے گا۔

اگر سورج غروب نہ ہو تو

اسی طرح اگر روشنی ہی روشنی ہو اور آفتاب غروب نہ ہو تب بھی بڑی دشواریاں پیدا ہو جائیں گی رات میں انسان آرام کر کے اپنے دن بھر کے تھکے ماندے جسم کو راحت پہنچا کر دوسرے دن کام کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اگر

رات نہ ہو تو ایک طرف کام کرنے کی حرص و آرزفس میں بڑھے گی اور دوسری طرف آرام نصیب نہ ہونے سے جسم میں نئی اور تازہ قوت نہ ہوگی۔ اس سے قوت میں کمزوری اور بدن کے انتظام میں خرابی کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ اور یہ اسباب انسان کی بیماری کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح وہ جانور جو دن بھر کام کر کے رات کو کام چھوڑ کر آرام کرنے کے لیے باندھ دیئے جاتے ہیں تاکہ رات بھر آرام کر کے پھر دوسرے دن کام کرنے کے قابل ہو جائیں۔ ان کا حال بھی خراب ہو جائے گا۔

زمین میں گرمی کا پیدا ہونا

ادھر آفتاب غروب نہ ہونے اور متواتر نکلے رہنے سے زمین اتنی گرم ہو جائے گی کہ زمین پر بسنے والے انسان و جانور اس گرمی کی شدت سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورج کا طلوع و غروب دونوں ہی اپنی اپنی جگہ پر بڑی مصلحت و حکمت پر مبنی ہیں۔ انسان نیز دوسری مخلوق کا سکون و راحت اسی میں مضمر ہے جس طرح کہ انسان بجلی کی متواتر روشنی سے گھبرا کر روشنی کو بند کر کے آرام حاصل کرتا ہے اور جب طویل تاریکی سے دل اکتا جاتا ہے تو روشنی کر کے اپنی اضطرابی کیفیت کو تسلی دیتا ہے اور جیسا کہ انسان آگ سے کھانا وغیرہ تیار کر کے خود نفع اٹھاتا ہے۔ پھر دوسروں کو دے دیتا ہے کہ اب وہ اس سے اپنا کھانا وغیرہ تیار کر لیں۔ اور دوسرا تیسرے کو تیسرا چوتھے کو اسی طرح نظام عالم قائم ہے۔ روشنی اور تاریکی،

سردی اور گرمی دونوں طبعی ہمیں پورا پورا فائدہ پہنچاتے ہیں۔

اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اشارہ فرمایا ہے۔

قل ارايتم ان جعل الله عليكم
الليل سرمدا الى يوم القيمة من
الہ غیر اللہ باتیکم بضياء . افلا
تسمعون . (القصص: ۷۱)

تم فرماؤ! بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیں ہمیشہ تم پر
قیامت تک رات رکھے تو اللہ کے سوا
کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لادے تو
کیا تم سنتے نہیں۔ (کنز الایمان)

پس جس طرح آفتاب کے طلوع و غروب میں حکمتیں ہیں اسی طرح اس
کے تقدم و تاخر یعنی تغیر موسم کے اعتبار سے اس کے طلوع و غروب میں اوقات و
مقام کا تغیر و تبدل اس میں بھی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ نباتات و حیوانات کا بہت
کچھ نظام آفتاب کی اسی تقدم و تاخر سے طلوع و غروب ہونے پر موقوف ہے
فصلوں کا پکنا اور نلکا اور پھلوں کا اپنے وقت پر تیار ہو جانا بھی اسی پر موقوف ہے
اور شب و روز کا موسم کے لحاظ سے ہمیشہ ہونا بھی اسی حکمت پر مبنی ہے۔ اگر
طلوع و غروب ایک مقررہ وقت پر ہی ہوا کرے تو رات دن میں یہ کمی بیشی کیونکر
ہو سکتی ہے۔ انسان کی اقدار طبیعت بھی کچھ اسی طرح ہے کہ وہ ہرگز تبدیلی کو
پسند کرتی ہے۔ اور اس سے لطف اٹھاتی ہے۔

کل جدید لذیذ ”ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے“

اوقات کا پہچانا اور پھر اس سے مطابق اپنے کاموں کو ترتیب دینا وغیرہ یہ

سب امور اسی آفتاب کے طلوع و غروب پر منحصر ہیں۔ دیکھو خدا نے رات کو راحت و سکون کا سبب اور دن کو طلب معاش کسب و معیشت کے لیے کس حکمت و مصلحت سے بنایا ہے پھر سال میں موسموں کا تبدیل ہونا اور ان موسموں میں آب و ہوا کے اثرات میں تبدیلیاں یہ سب آفتاب ہی کی برکتوں کا ثمرہ ہیں اور آب و ہوا میں سردی و گرمی اور رطوبت کے اثرات شجر و نباتات اور ان کے پھلوں اور پھولوں پر پڑتے ہیں۔ اور آفتاب کے طلوع و غروب اور موسم کے تغیر و تبدل اور اس کے اثرات ہی سے بادلوں کا پیدا ہونا اور وقت پر بارش کا ہونا موقوف ہے جو انسانات، حیوانات اور نباتات کے نشاۃ ثانیہ کا موجب ہے۔ انسان کی طبیعتوں میں اختلافات بھی اس کی برکات کا سبب ہے۔ مزاج میں کمی و بیشی اور اعتدال کا پیدا ہونا اس کا دار و مدار بھی اسی پر ہے۔ غرض کہ امراض کا پیدا ہونا اور دوسرے موسم کے آنے سے امراض کا جانا رہنا بدنوں میں قوت پیدا ہونا اور کاموں میں از سر نوجد و جہد جذبہ کامل پیدا ہونا یہ بھی اسی کے ثمرات ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے اوقات پر تدریجی طور پر کام جاری ہیں۔ جس میں بیش بہا حکمتیں و مصلحتیں کشیدہ ہیں۔ جن پر نظر و غور و فکر سے اس صانع و حکیم کی کارگیری کی داد دینا پڑتی ہے۔ کہ اس نے کمال قدرت اور نہایت حکمت سے کیسا نظام عالم بنایا ہے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین ۵ (مومنون: ۱۳)

”تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا“ (کنز الایمان)

سورج کا برجوں میں داخل ہونا

پھر آفتاب کا برجوں میں جانا۔ جس سے سال کے دوروں کا قیام ہے اور اسی سے موسم گرما موسم سرما بیخ و خریف چاروں موسم کا پیدا ہونا موقوف ہے اور اسی سے مال کا حساب اور زمینوں اور دنوں کا شمار اور چیزوں کی مدتوں اور عمروں کا علم اسی پر موقوف ہے۔

آفتاب کا عجیب راز

تمام جہان پر آفتاب کے بلند ہونے پر نظر کرو۔ خدا نے کس بلیغ حکمت سے اس کو بلند کیا ہے۔ اگر ایک ہی جگہ پر وہ قائم ہوتا تو اس کی شعاعوں سے زمین کے ایک ہی حصہ کو فائدہ ہوتا باقی حصے اس کے فیض سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوتے اور پھر اس کے اثرات و ثمرات بھی تمام جہان کو یکساں طور پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس کی روشنی ہمیشہ ایک ہی طرف پر پڑتی اور دوسری طرفیں اس سے محروم رہتیں۔ یہ خدا کی بلیغ حکمت ہے کہ اس نے آفتاب کو متحرک بنایا طلوع ہوتے وقت جن اطراف و اکناف میں اس کی روشنی پڑتی ہے غروب ہوتے وقت وہاں سایہ ہوتا ہے اور جو حصہ طلوع ہوتے وقت روشنی سے محروم تھے۔ اب غروب ہوتے وقت وہ بھی اس کی روشنی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس طرح سے آفتاب کا فیض سب کو یکساں طور پر حاصل ہوتا ہے۔

اب رات و دن کی مقداروں پر نظر کرو۔ خدا نے کس خوبی سے اس کا نظام رکھا ہے جس میں عالم کی فلاح و بہبود مد نظر ہے۔ کہ اگر ذرا بھی اس میں فرق آجائے تو اس کا بڑا اثر زمین پر پڑنے والی تمام مخلوقات کو کم و بیش پہنچے گا۔ خواہ وہ حیوانات ہوں یا نباتات، حیوانات کو لیجئے کہ جب تک وہ دن کی روشنی دیکھتے رہیں گے کام میں لگے رہیں گے حتیٰ کہ ان کی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ چوپائے چرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ حد سے کسی چیز کا بڑھنا اس کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے نباتات کو ذرا دیکھیے۔ آفتاب کی حرارت اگر متواتر ان پر رہے گی تو نباتات خشک ہو کر جل جائے گی۔ اور یہی حال رات کے برابر رہنے کا ہے۔ اگر دن نہ ہو اور رات ہی رہے تو حیوانات و انسان طلب معاش اور کسب معیشت میں اختلال کا موجب ہوگی۔ اور طبعی حرارتیں سرد پڑ جانے سے نباتات و حیوانات کے فساد و تلف ہو جانے کا سبب ہوگا۔ جس طرح کہ اس مقام پر نباتات کا حال ہوتا ہے۔ جہاں آفتاب کی روشنی و گرمی پہنچنے کا بندوبست نہ کریں۔ اور اس کی شعاعوں کے اثرات کو وہاں تک نہ پہنچنے دیں۔



چاند ستاروں سے آسمان کی سجاوٹ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

تبارک الذی جعل فی السماء بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان
بروجا و جعل فیہا سراجا و قمرا میں برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا
منیرا ۵ اور چمکتا چاند۔ (کنز الایمان)

(سورۃ الفرقان: ۶۱)

اس حکیم مطلق نے جب رات کو وجہ سکون و راحت بنایا۔ ہوا کو خوشگوار
ٹھنڈا کر دیا۔ تو اس نے رات کو تاریک اور مطلق ظلمت نہیں رکھا۔ ورنہ رات کی
تاریکی میں انسان اپنے ان کاموں کو کیونکر انجام دیتا جن کے انجام دینے میں وہ
روشنی کا محتاج ہے۔ کیوں کہ شدت گرمی یا ٹھنڈی وقت کی وجہ سے کبھی اس کو راتوں کو
اپنے دن کے کام انجام دینا ہوتے ہیں۔ تو چاند کی روشنی سے اس کو بڑی مدد ملتی
ہے اور چاند کو ٹھنڈی اور خوشگوار روشنی سے جو بعض راتوں میں اپنی پوری تابانی
سے پھیلی ہوتی ہے۔ انسان کو اس سے نشاط و فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان
راتوں میں جب چاند کی روشنی پوری نہیں ہوتی۔ ستاروں کی روشنی سے وہ کمی
پوری ہو جاتی ہے۔

ستاروں سے آسمان کی رونق دو بالا ہو جاتی ہے

اس کے علاوہ چاند ستاروں سے آسمان کی رونق دو بالا ہو جاتی ہے۔ دیکھنے والے کو ایک فرحت و انبساط حاصل ہوتا ہے۔ خدا کی اس حکمت کو دیکھو کہ اس نے کس خوبی سے رات کی تاریکی کو چاند ستاروں کی ٹھنڈی اور خوشگوار روشنی سے دور کیا۔ تاکہ انسان اپنی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

پھر چاند کی نقل و حرکت پر سالوں اور مہینوں کا علم کس طرح موقوف کیا ہے یہ اللہ کی بڑی مصلحت و حکمت ہے۔ ستاروں میں روشنی کے علاوہ اور بھی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ زراعت و کاشت کا بہت کچھ معاملہ چاند و ستاروں پر موقوف ہے۔

بحر و بر کے مسافرین کے لیے رہ نمائی کا بڑا سبب ہے۔ بڑے بڑے تاریک جنگلوں میں رات کی تاریکی میں سفر کرنا اور اسی طرح سمندر کی تاریک راتوں میں راستہ کا معلوم کرنا انہیں سیاروں کے وجود پر موقوف ہے۔

وہو الذی جعل لکم النجوم
لنہتدو بہا فی ظلمت البر
والبحر قد فصلنا لایات لقوم
یعلمون . (انعام: ۹۷)

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تارے
بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے
اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان
کر دیں علم والوں کے لیے۔

(کنز الایمان)

آفتاب کی طرح ماہتاب کے طلوع غروب اور آنے جانے میں اور پھر اس کے پہلے دن طلوع ہونے اور کم و بیش ہونے اور بعض راتوں میں اس کے غائب ہونے اور بعض اوقات اس کے کسوف بے نور ہوتے ہیں۔ جو جو حکمتیں پوشیدہ ہیں جو قدرت الہی پر دلائل ہیں۔ ان کا احاطہ کون کر سکتا ہے؟

پھر آسمان کا ان ستاروں کے ساتھ ہر شب و روز سرعت سے حرکت کرنا۔ جس کو ہم خود بھی طلوع غروب کے وقت مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر یہ حرکت اس سرعت سے نہ ہوتی تو یہ رات و دن کے ۲۴ گھنٹہ کی طویل مسافت کیونکر پوری ہوتی۔ اگر خدائے تعالیٰ چاند کو ہم سے اتنا بلند نہ رکھتا جس سے ہم اس کی شدت رفتار کو محسوس نہیں کر سکتے تو یقیناً اس کی حرکت کی سرعت رفتار سے ہماری آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ جس طرح کہ کبھی کبھی خلا میں بجلی کے چمکنے سے ہم محسوس کرتے ہیں۔ اور اس حکمت سے بھی اس نے ہم سے اتنا دور اور بلند رکھا ہے۔ کہ قریب و محسوس ہونے سے ایسے حادثات نہ پیدا ہوں جن کے ہم متحمل نہ ہوں۔ اس لیے ایک خاص انداز اور مقدار پر اس نے بنایا۔

کبھی کبھی نمودار ہونے والے ستارے

ان ستاروں پر نظر کرو جو سال کے بعض ایام میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور بعض ایام میں طلوع جیسا کہ ثریا جوزا، اور شعرئی اگر یہ ہمیشہ ایک وقت میں نکلتے رہتے۔ تو انسان کو وہ فوائد حاصل نہ ہوتے جو اس موجودہ صورت میں حاصل

ہیں۔ اور انہیں فوائد و مصالح انسانی کے پیش نظر اس نے نبات نغش (سات ستاروں کے مجموعے کو کہتے ہیں) کو ہمیشہ نکلا ہوا بنایا ہے جو کسی وقت غائب نہیں ہوتی کہ وہ بمنزلہ نشانات و دلائل کے ہے مسافروں کو رات کی تاریکی میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ اس طرح سے اگر یہ ستارے ایک جگہ پر ٹھہرے ہوئے خدا بنانا جو حرکت نہ کرتے اور ہر برج میں سے ہو کر نہ گذرتے تو پھر ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونے میں جو ان سے دلالت و ہدایت کا کام لیا جاتا ہے اس سے ہم محروم ہو جاتے جس طرح کہ ہم چاند و سورج کے اپنے اپنے منازل و برجوں میں منتقل ہونے سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ زمین پر سفر کرنے والا راستہ کی منازل و دراج میں ہو کر گذرنے میں اپنے لیے سہولت و فائدے حاصل کرتا ہے۔

کہ آسمان اور آسمان کے یہ تمام سیارے اس عالم پر سال کے چاروں فصلوں میں اس لیے گردش کرتے ہیں کہ اس میں حیوانات و نباتات و دیگر مخلوقات کے ہزاروں فوائد اور ان کی مصلحتیں مضمر ہیں۔

اس خالق کا یہ کمال قدرت ہے

اس نے آسمان کو ایسا بلند ایسا خوشنما اور مستحکم اور ثابت بنایا ہے کہ صدیاں گزر جانے پر بھی اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل محسوس نہیں کہ اس کا ادنیٰ سا تغیر بھی اہل زمین کے ایک بڑے تغیر و تبدل کا موجب ہوتا۔ اور نظام عالم میں بڑا

انقلاب پیدا ہو جاتا کیوں کہ زمین کا نظم و نسق آسمان کے ساتھ کچھ اس طرح سے وابستہ ہے اور خدا کی یہ بڑی قدرت ہے کہ نظام عالم ایک نیچ پر اسی طرح جاری اور ساری ہے۔ سبحان العلیم القدیر۔



زمین کو فرش کی طرح بچھایا گیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

والارض فرسناها فنعم المهدون. (الذريت: ۳۸)
 اچھے بچھانے والے (کنز الایمان)

خدا تعالیٰ نے زمین کا کیسا اچھا بستر بچھایا ہے۔ جس پر ہم آرام کرتے ہیں اس بستر کے بغیر ہمارے لیے رہنا دشوار تھا۔ پھر ہمارے لیے زندگی کی تمام ضروریات کھانے پینے کے سامان کے لیے زمین کو خزانہ بنایا۔ ہماری ضرورت کی تمام چیزیں زمین سے حاصل ہوتی ہیں۔ سردی اور گرمی سے حفاظت بھی زمین پر رہ کر کر سکتے ہیں۔ اور بدبودار چیزیں اور مردار جن کے تعفن کی وجہ سے ہمیں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی چیزوں کو زمین میں دفن کر کے ہم ان کی خراب ہوا کے اثر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

الم نجعل الارض كفاتا احياء وامواتا.
 اور کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی
 تمہارے زندوں اور مردوں کو۔
 (مسلات ۲۶، ۲۵)

ہمارے لیے زمین پر راستے بنائے

تاکہ ہم اپنے لیے ضروری سامان لانے لیجانے کے لیے سفر کریں۔ اور

ایک دوسرے کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ اس طرح سے ہمارے جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ بھی زمین ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ہماری کھیتی باڑی بھی زمین پر ہوتی ہے ان تمام چیزوں میں ہم زمین کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ہمیں متنبہ کیا ہے:-

اخرج منها ماءها ومرعاها ۝ اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور
والجبال ارسها ۝ پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے
ولا نعماکم ۝ چوپاؤں کے فائدے کو۔

(النزعت: ۳۱، ۳۲، ۳۳)

زمین کو نرم اور ہماری ضرورتوں کے مناسب پیدا فرما کر اس نے ہم کو اختیار دیا کہ ہم زمین کو اپنی ضرورتوں کے لیے استعمال کریں۔ اس پر بیٹھیں آرام کریں سوئیں اپنے کام کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کریں۔ یہ سب آسانیاں اس لیے حاصل ہیں کہ زمین کو ہمارے حسب حال بنایا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ زیادہ نرم اور متحرک ہوتی تو ہم اس پر نہ مکانات بنا سکتے نہ کھیتی باڑی کر سکتے نہ اس پر ٹھہر سکتے۔ نہ آرام کر سکتے تھے۔ جیسے کہ زلزلوں کے جھٹکوں سے ہم ڈر جاتے ہیں۔ اور اس سے ڈر کر ہم اپنا کوئی کام بھی نہیں کر پاتے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے نافرمان بندوں کی تنبیہ کے لیے اور ان کو راہ راست پر لانے کیلئے کبھی کبھی اپنی قدرت اس طرح سے ظاہر فرماتا ہے یہ بھی خدا کی بڑی حکمت ہے۔

جس طرح خدا نے زمین کو مناسب نرم بنایا ہے اسی طرح اس نے مناسب خشک اور سرد بنایا ہے۔ اور اگر زیادہ خشک پتھر جیسی سخت بنا دیتا تو ہم کاشت کے لیے اور مکانات کے لیے اس کو کیوں کر استعمال کر سکتے تھے۔ اس لیے اس نے کمال حکمت سے اس کو مناسب نرم اور خشک سرد بنایا کہ زمین پر رہنے والوں کے استعمال کرنے میں سہولت ہو۔

زمین کی پیدائش میں عجیب حکمت

پھر اس نے اپنی حکمت سے شمالی حصہ کو جنوبی حصہ سے قدرے بلند بنایا کہ پانی ایک طرف سے بہہ کر دوسری طرف جا سکے۔ اور اس طرح سے حیوانات کو فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے۔ اور آخر میں وہ پانی سمندر میں جا کر گر جائے اگر ایسا نہ ہوتا یعنی زمین ایک طرف سے ذرا بلند اور دوسری طرف سے ذرا نشیب میں نہ ہوتی تو پانی سطح زمین پر رک کر اس کو سمندر بنا دیتا۔ اور آمد و رفت بند ہو جاتی۔ لوگوں کے کاموں میں بڑا حرج واقع ہوتا۔ جیسا کہ ہم سیلاب کے زمانے میں پریشانیوں اور تکلیفوں کو محسوس کرتے ہیں۔

اب زمین کے اندرون کی طرف ذرا غور کرو۔ خدا نے اس کے اندر کیسے کیسے خزانے پوشیدہ رکھے ہیں۔ کہیں جواہرات کی کانیں ہیں تو کہیں سونے چاندی کے خزانے کہیں یا قوت و زمر کے ذخیرے کہیں لوہے تاجے سیسے گندھک ہڑتال، سنگ مرمر، چونا، سینٹ، ٹرولی وغیرہ کے بڑے بڑے خزانے اگر تفصیل

سے ان کو لکھا جائے تو اس کے لیے کافی وقت اور صفحات کی ضرورت ہوگی ان تمام خزانوں اور ذخیروں کو ہم اپنی ضرورتوں میں استعمال کرتے ہیں اور کس کس طرح سے یہ چیزیں ہمارے کام آتی ہیں۔

اگر زمین پہاڑ کی طرح بلند اور سخت ہوتی تو ہم اس سے خاطر خواہ نفع حاصل نہ کر سکتے۔ خدا نے اپنی حکمت سے سطح ہموار حسب ضرورت نرم و سرد اور خشک بنایا کہ ہم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ زمین کے پہاڑ کی طرح بلند و سخت ہونے میں ہم کاشت کے لیے اسے کیوں استعمال کر سکتے تھے۔ کیوں کہ کاشت اسی زمین پر ہو سکتی ہے کہ زمین نرم ہو اور ہموار بھی ہوتا کہ ضرورت پر پانی کو پل سکیں۔ اور نرم و نازک پودے زمین کے نرم سینے کو چاک کر کے باہر آسکیں۔ اور وہ نرم و نازک پودے جب تناور درخت ہو کر زمین پر قائم ہوں تو درختوں کی جڑیں اور نرم و نازک ان کی رگیں زمین کی گہرائی میں چاروں طرف پھیل کر درخت کو قائم رکھنے میں مددگار ہوں اور اس کو سرسبز و شاداب کرنے میں زمین سے اپنی خوراک حاصل کر کے درخت کو سیراب کر سکیں اور اس کو قائم رکھ سکیں۔

زمین کے نرم ہونے میں حکمت

زمین کے نرم ہونے میں جہاں اور بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس میں آسانی سے جہاں ہم چاہتے ہیں کنویں کھود لیتے ہیں اگر زمین

پیاز کی طرح سخت ہوتی تو کنویں کھودنے میں بڑی دشواری ہوتی۔ اس طرح سے ہمارے سفر کرنے میں بھی بڑی دشواری ہوتی کیوں کہ پتھروں میں راستوں کا بنانا بڑا سخت کم ہے اور راستوں کے موجود نہ ہونے سے اور ان کے متعین نہ ہونے سے ہمارے لیے سفر کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

هو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناكبھا وکلوا من رزقہ والیہ النشورہ
 وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین نرم کر دی تو اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔
 (الملک: ۱۵)

(کنز الایمان)

رجعل لکم فیھا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون .
 اور ہم نے اس میں بہت وہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں۔
 (انبیاء: ۳۱)

منجملہ اور فوائد کے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مکانات کے بنانے میں اس کی مٹی کو باآسانی استعمال کر سکتے ہیں۔ اینٹیں بناتے ہیں گارے کے لیے استعمال میں لاتے ہیں اور برتن وغیرہ دوسری بہت سی ضروری چیزیں تیار کرتے ہیں۔

جن مقامات پر زمین سے نمک، پھلگری، ابرق اور گندھک وغیرہ نکلتی ہے

وہاں کی مٹی زیادہ نرم ہوتی ہے اور نرم زمین میں طرح طرح کی نباتات پیدا ہو سکتی ہے سخت اور پہاڑی زمین میں یہ نہیں ہو سکتی اور زمین کے نرم ہونے سے بہت سے جانور اپنے رہنے کے ٹھکانے بناتے ہیں۔ حشرات الارض کے رہنے کے لیے سوراخ اور بل اور کھوکھیں زمین ہی میں ہوتی ہیں اور یہ سب آسانی زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے ہے۔ کانوں کا زمین کے اندر پیدا فرمانا خدا کی بڑی حکمتوں میں سے ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بطور احسان فرمایا ہے۔

”اور ہم نے ان کے لیے تابنہ کا چشمہ بہا دیا“

یعنی ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تابنہ سے تمتع حاصل کرنے کے لیے طریقوں کو آسان کر دیا۔ اور ان کو اس کی کان (خزانہ) پر مطلع کیا اور اسی طرح سے اپنے بندوں پر امتناناً ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

وانزلنا الحديد فيه باس اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ
شديد ومنافع للناس. اور لوگوں کے فائدے۔

(کنز الایمان)

(حديد)

اس مقام پر نزول کا مفہوم خلق ہے یعنی پیدا کرنا جس طرح کہ دوسری جگہ

لفظ انزل سے خلق کے معنی کو مراد لیا گیا۔ جیسے ایک جگہ فرمایا۔

وانزلنا لكم من الانعام. خدا نے تمہارے فائدے کے لیے

موسیقی پیدا فرمائے۔

حضرت سلیمان کے حق میں آیت میں انزلنا ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے معنی اس طرح ہیں کہ ہم نے پیدا فرمایا اور ان پوشیدہ خزانوں سے سونا وغیرہ معدنیات کو نکال کر اپنے کاموں میں لانے کے طریقوں کی تعلیم دی کہ ان معدنیات کو کس کس کام میں کیوں کر لایا جاسکتا ہے۔ شیشہ سے نفیس برتن تیار کیے جاسکتے ہیں۔ جن میں اپنی ضروری چیزوں کو طویل مدت تک کے لیے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

ان کانوں سے سرمہ، سومیا، سلاجیت وغیرہ مفید چیزوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جو ہمارے بہت سے کام آتی ہے۔

اس کی بڑی حکمت یہ ہے کہ اس نے زمین پر پہاڑوں کو قائم فرما کر زمین کو مستحکم کر دیا۔ جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا:-

والجبال ارسہاہ اور پہاڑوں کو جمایا۔ (کنز الایمان)
(النزعت: ۳۳)

والقی فی الارض رواسی ان اور زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ
تمید بکم. (لقمان: ۱۰) کا پنے۔ (کنز الایمان)

وانزلنا من السماء ماء بقدر اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک
فاسکھ فی الارض وانا علی اندازے پر پھر اسے زمین میں ٹھہرایا اور
ذہاب بہ لقدرون۔ بے شک اس کے لے جانے پر قادر ہیں۔

(مومنون: ۱۸) (کنز الایمان)

اس حکیم مطلق نے زمین پر پہاڑوں کو بنایا۔ جن کے تمام فائدوں اور

مصلحتوں کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مجملہ ان حکمتوں کے یہ ہے کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے۔ جو حیوانات و نباتات کی زندگی و تازگی کا سبب ہے۔ اگر زمین پر پہاڑ نہ ہوتے تو ہوا اور سورج کی گرمی پانی کو خشک کر دیتی اور اس صورت میں زمین کو کھود کر مشقت کے بعد پانی حاصل ہو سکتا۔ خدا نے بڑی حکمت سے پہاڑوں کو زمین پر پیدا کیا۔ جن کے اندر پانی کے بڑے بڑے ذخیرہ جمع ہو کر تھوڑا تھوڑا کر کے چشموں اور نہروں اور دریاؤں کی شکل میں پانی بہتا ہے اور اس طرح زمین کے دور دراز کے مقامات تک کو سیراب کرتا ہے اور یہ پانی گرم موسم میں اور بھی قابل قدر ہوتا ہے اور اس زمانے تک اس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بارش کا زمانہ شروع ہوا اور جن پہاڑوں پر برف کی شکل میں پانی کے خزانے کو محفوظ کر دیا جو سورج کی گرمی سے تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت پگھل کر ندیوں نالوں اور نہروں میں جا کر زمین اور اہل زمین کو سیراب کرتا ہے۔ پہاڑوں پر کہیں کہیں بڑے بڑے حوض بھی ہوتے ہیں۔ جہاں پانی جمع رہتا ہے اور ضرورت پر اس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ غلہ کے بڑے بڑے ذخیروں اور گوداموں سے ضرورت کے وقت غلہ حاصل کیا جاتا ہے۔

پہاڑوں پر درخت اور جڑی بوٹیاں

حالا وہ اس کے پہاڑوں پر بعض خاص قسم کے درخت اور جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں جو اور کہیں دستیاب نہیں ہوتیں۔ پہاڑوں پر نہایت بلند درخت پائے

جاتے ہیں۔ جن کی لکڑی عمارتوں اور کشتیوں کے بنانے میں خاص کر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ لکڑی دوسرے درختوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پہاڑوں پر ایسے پر فضا اور شاداب مقامات ہیں کہ وہاں جا کر لوگ اپنے فرصت کے ایام گزارتے ہیں۔ اور صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ چوپاؤں اور دوسرے جانوروں کے لیے بھی وہاں سامان خورد و نوش اور آرام کرنے کے پر فضا مقامات بنے ہوتے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کے لیے خاص کر وہ جگہ مخصوص ہے جہاں وہ اپنے گھر بناتی ہیں اور انسان بھی گرمی کے موسم میں تفریح کے لیے جاتے ہیں۔ اور اپنے مردوں کی ایشوں کو محفوظ رکھنے کے لیے وہاں دفن کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

تہلجہ و یثرفوانم یہ بھی ہیں کہ پہاڑوں پر راستوں کی شناخت کے لیے بڑے بڑے نشانات نصب کرتے ہیں۔ مسافروں کو اٹھائے سفر میں ان نشانات سے بڑی مدد ملتی ہے۔

ایک یہ بھی بڑا فائدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے لشکر اور جماعتیں جو اپنے مقابل سے نہیں لڑ سکتے۔ وہ پہاڑوں پر پناہ لیتے ہیں۔ اور پہاڑوں کو قلعہ کی جگہ استعمال کر کے اپنے کو دشمن سے محفوظ سمجھتے ہیں۔

زمین میں سونے چاندی کے خزانوں کو محفوظ کیا

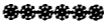
خدائی حکمت کو دیکھو کہ اس نے کس حکمت سے زمین میں سونے چاندی کے خزانوں کو محفوظ کیا ہے۔ اور پھر خاص انداز سے اس کو پیدا فرمایا ہے اور پانی

کی طرح سونے اور چاندی کو وافر نہیں پیدا کیا۔ اگرچہ اس کی قدرت میں یہ بھی تھا کہ پانی کی طرح ان چیزوں کو بھی اتنا ہی کثیر مقدار میں پیدا فرما دیتا۔ یہ بھی اس کی بڑی صلت اور مصلحت ہے کہ اور مخلوق کی فلاح و بہبود اس انداز پر موقوف ہے جس کا علم سوائے اس کے کسی کو نہیں۔

اس نے فرمایا ہے۔۔

وان من شئی الاعد ناخزانہ وما
 نزلہ الابقدر معلوم۔
 اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے
 پاس خزانے نہ ہو اور ہم اسے نہیں
 اتارتے مگر ایک معلوم انداز سے
 (کنز الایمان) ہے۔

(انجیر، ۲۱)



سمندر کی پیدائش کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

وهو الذي سخر
لبحرنا كلوا منه لحما طريا.
(التخل: ۱۴)

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے
دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ
گوشت کھاتے ہو۔

خدا تعالیٰ نے سمندر کو پیدا فرمایا اور اس کے کثیر منافع اور فوائد کی وجہ سے اس کو بہت وسیع کیا اور زمین کے اطراف و جوانب میں اس طرح پھیلا دیا۔ کہ زمین کا خشک حصہ اور پہاڑ وغیرہ اس کی نسبت ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک چھوٹا سا جزیرہ نما بلند حصہ ہو جو ہر طرف سے پانی میں گھرا ہوا اور اسی نسبت سے زمین کے جانور ہیں۔ ان جانوروں کی نسبت سے جو خدا نے سمندر میں بنائے ہیں۔ یعنی سمندر میں رہنے بسنے والے جانور خشکی کے جانوروں سے کئی حصے زائد ہیں۔ اور سمندر میں خدا نے بڑے بڑے جانبات پیدا کئے ہیں جن کو دیکھ کر خالق کی قدرت نظر آتی ہے۔ سمندر میں حیوانات جو آب ات اور خوشبو اس کثرت سے ہم کو ملتی ہیں کہ زمین پر اتنی کثرت سے نہیں پائی جاتیں اور ایسے ایسے قد و قامت والے جانور پانی میں پائے جاتے ہیں کہ اگر وہ کسی وقت اپنی پشت کا ایک حصہ پانی سے بلند کر دیں۔ تو اس پر کسی وسیع بلند نیند یا پہاڑ کا شہہ ہونے لگتا ہے اور جس

طرح خشکی میں انسان پرندے گھوڑے اور گائے وغیرہ مختلف انواع و اقسام کے حیوانات ہیں اسی طرح اس سے کئی حصہ زائد پانی میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ جتنی اقسام کے جانور پانی میں پائے جاتے ہیں خشکی میں تو دکھائی بھی نہیں دیتے۔ پھر خدا نے عجیب قدرت و حکمت سے ان کی ضروریات کو بنایا ہے کہ اگر ان تمام باتوں کو تفصیل سے بیان کیا جائے تو اس کے لیے کئی ضخیم کتابوں کی ضرورت ہو گی۔

صدف کے پیٹ میں موتی

خدا نے کس خوبی اور حکمت سے موتی کو پسی کے اندر محفوظ طریقہ سے پانی میں رکھا ہے اور مرجان کو پانی کے اندر پتھر کی چٹان کی تہ میں کس طرح محفوظ کیا ہے۔ خدا نے بندوں پر اتمانا فرمایا۔

يسخرج منها اللؤلؤ والمرجان. ان میں سے موتی اور موتی نکلتا

(الرحمن) ہے۔ (کنز الایمان)

اس مرجان کے متعلق جس کا قرآن کی اس مذکورہ آیت میں ذکر ہے۔

بعض حکماء نے کہا ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا موتی ہے۔ جو لولو سے زیادہ رقیق اور

چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس احسان و انعام کے ذکر کے بعد خدا فرماتا ہے۔

فبای آلاء ربکما تکذبان. تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹکنا

(الرحمن) کے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں الاء سے مراد خدا کے انعامات و احسانات ہیں۔
اسی طرح عنبر اور دیگر قیمتی چیزوں کو دیکھو جن کو خدا نے اپنے کمالِ صحت
سے سمندر میں پیدا فرمایا ہے۔

پانی کی سطح پر بڑے بڑے جہازوں، کشتیوں کی روانی پر نظر کرو، کہ بندوں
کی کتنی ضرورتیں ان کشتیوں اور جہازوں کی آمد و رفت سے پوری ہوتی ہیں۔ خدا
نے اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

والفلك النبی تجری فی البحر اور ان جہازوں میں جو سمندر میں چلتے
بما ینفع الناس . ہیں انسانوں کی نفع کی چیزیں اور
اسباب لے کر (اس میں بڑی عزت و
موعظت ہے)۔

خدا نے کس طرح سے انسان کو

سمندر پر قدرت و اختیار دیا ہے

کہ وہ اس کے سینہ پر مال سے لدے ہوئے کیسے بڑے بڑے جہاز
ادھر سے ادھر ایک ملک سے دوسرے ملک کو لے جاتا ہے اگر انسان کے پاس
بار برداری کے لیے بہ سامان نہ ہو تو اس کے لیے بڑی دشواری پیدا ہو جائے اور
ایک ملک کا مال اتنی کافی مقدار میں دوسرے ملک تک پہنچانا ناممکن ہو جائے اور

اس میں کافی زیر باہر اور مشقت پیدا ہو جائیگی۔

خدا نے اپنے بندوں پر بڑا کرم فرمایا کہ اس نے لکڑی ایسی ہلکی اور مضبوط چیز بنائی جو پانی پر اتنے بوجھ کو لے کر قائم رہ سکے۔ اور خدا نے اپنی رحمت سے انسان کو کشتیاں اور جہاز تیار کرنے کی حکمت اور سمجھ عطا فرمائی پھر ہواؤں کو اس انداز سے چلایا کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جہازوں اور کشتیوں کو لیے جائیں اور انسان کو ہواؤں کے چلنے کے اوقات اور اس کا علم عطا فرمایا۔ ان تمام نعمتوں کے لیے ہمیں خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

شکر نعمتوں کے تو چند اٹکے نعمتوں کے تو

نذر تقصیرات ما چند اٹکے تقصیرات ما

خدا کی اس قدرت کو دیکھ کہ اس نے کیسا سیال متصل الٰہی جزا۔ پتلا لطیف بنایا ہے گویا کہ تمام پانی ایک بڑا جسم ہے اور اتصال و انفصال کو جہد قبول کر لیتا ہے کہ جلد ہی دوسرے پانی سے مل کر ایک متصل جسم ہو جاتا ہے جس میں تصرف کرنا آسان ہوتا ہے۔ اور پانی کی روانی اور لطافت جیسی خوبیوں کی بدولت اس پر کشتی اور جہاز آسانی سے رواں ہو سکتے ہیں۔

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

اس کی عقل پر افسوس کرنا پڑتا ہے جو خدا کی اتنی نعمتوں اور بخششوں پر نظر نہ کرے اور غافل بنا رہے حالانکہ ان تمام چیزوں میں خدا کی قدرت و حکمت کی

بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

وفی کل شیء لہ آیۃ۔ اور ہر چیز میں نشانی ہے۔

یہ تمام کمالات قدرت زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اسے انسان اپنی آنکھوں سے غفلت کا پردہ چاک کر دے اور دل کی آنکھوں سے دیکھ کہ میں نے کسی کسی گونا گوں نعمتیں اور مفید چیزیں بنائی ہیں۔ کیا ان کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ جس کو میرے ساتھ تو شریک ٹھہراتا ہے؟ بلکہ یہ صرف اسی اللہ واحد قادر اور حکیم مطلق کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے فائدے کے لیے بنائی ہے۔



پانی کی پیدائش کی حکمتیں

(انسانی خلیوں میں ساٹھ فی صد پانی ہے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وجعلنا من الماء كل شئ حي افلا يؤمنون
اور بنائی پانی سے ہر جاندار چیز کیا اب
ایمان لائیں گے۔

(انبیاء: ۳۰)

(کنز الایمان)

فانبتا به حدائق ذات بھجة
ما كان لكم ان تنبتوا شجر
ماء الہ مع اللہ بل ہم قوم
يعدلون۔ (النمل)
تو ہم نے باغ اگائے رونی والے تمہاری
طاقت نہ تھی کہ ان کے پھل اگاتے کیا اللہ
کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ بلکہ وہ لوگ راہ
سے کتراتے ہیں۔ (کنز الایمان)

خدا نے پانی جیسی ضروری چیز کو اتنی افراط سے پیدا فرما کر بندوں پر کتنا
بڑا احسان فرمایا ہے۔ انسان حیوان نباتات سب کی زندگی کے لیے پانی کا ہونا
لازمی ہے۔ شدت پیاس میں اگر پانی میسر نہ آئے تو ایک گھونٹ پانی کے لیے
... انسان ... بڑی سے بڑی دولت دینے کے لیے آمادہ ہوگا۔ اس وقت انسان
کو پانی کی قدر و قیمت معلوم ہوگی۔

خدا کی اتنی مفید نعمت سے ہم غفلت میں ہیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا

نہیں کرتے۔

پھر خدا کی بڑی حکمت یہ کہ اس نے اتنی ضروری چیز کو کیسی فروانی اور افراط سے پیدا فرمایا کہ ہر انسان و حیوان ادنیٰ سی طلب کے بعد پانی حاصل کر سکے۔ اگر پانی دوسری اشیاء کی طرح ایک محدود مقدار میں ہو تو نہ زندگی میں بڑی دشواریاں پیدا ہو جاتیں۔ بلکہ نظام عالم ہی منتشر ہو جاتا ہے۔

پانی کی لطافت اور رقت پر نظر کیجئے

کہ جوں ہی آسمان سے برس کر زمین پر آتا ہے۔ درختوں کی جڑوں میں پہنچ کر ان کی غذا بن جاتا ہے۔ اور سورج کی حرارت سے بخارات کی شکل میں اوپر کی طرف چلا جاتا ہے اور اپنی لطافت ہی کی وجہ سے غذا کو معدے میں با آسانی لے جا کر ہضم میں مدد دیتا ہے پیاس کے وقت اس کے پینے میں کیسی لذت محسوس ہوتی ہے اور اس کو پی کر ہم تمام تکان اور بے چینی کو بھول جاتے ہیں اور جسم میں ایک راحت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ غسل کرنے میں ہم اس کو استعمال کرتے ہیں بدن کا تمام میل اس سے غسل کر کے دور کرتے ہیں۔ اپنے میلے اور گندے کپڑے اسی سے دھو کر صاف کرتے ہیں پانی مٹی میں آسانی سے مل جاتا ہے جو ہمارے مکان بنانے میں کام آتی ہے اور ہر سوکھی اور خشک چیز کو ہم پانی کے ذریعہ نرم اور تر کر لیتے ہیں۔ طرح طرح کے مشروبات پانی ملا کر ہی تیار ہوتے ہیں بڑی سے بڑی آگ لگنے پر ہم پانی کی مدد سے اس پر قابو پالیتے ہیں۔ اور پانی چمڑکتے ہی آگ لگنے پر ہم پانی کی مدد سے اس پر قابو پالیتے ہیں۔ اور پانی

چمکتے ہی آگ کے بجز کتے ہوئے شعلے سرد پڑ جاتے ہیں۔

غصے کا علاج پانی سے ہو جاتا ہے

اسی طرح جب انسان انتہائی غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو پانی کے دو گھونٹ پی کر اس کا غصہ فرو ہو جاتا ہے۔ اور آتش غضب سرد ہو جاتی ہے۔ اور نزع کے عالم میں جب سکرات کی تکلیف ہوتی ہے تو پانی پی کر اس میں کمی ہوتی ہے۔ ایک مزدور دن بھر کی سخت مشقت کر کے جب پانی سے غسل کرتا ہے اور ایک گلاس پیتا ہے تو وہ تمام دن کی مشقت کو بھول جاتا ہے۔ ہمارے تمام کھانوں میں اس کا استعمال ضروری ہے۔ اسی سے ہمارے کھانے تیار ہوتے ہیں کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں مرطوب ہیں۔ مگر پانی کے تیار نہیں ہو سکتیں۔ پس خدا کی اس بیش بہا نعمت کو دیکھ کہ اس نے کس افراط سے اس کو پیدا کیا ہے کہ آسانی سے ہم اس کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اگر اتنی افراط سے اور آسانی سے یہ ہم نہ ہو سکتا تو زندگی میں بڑی تنگی ہو جاتی اور ہمارا تمام عیش و راحت مکدر ہو جاتا۔

پس خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے پانی کو پیدا فرما کر ہمیں اتنے کاموں میں استعمال کرنے کی قدرت وہی اور اس سے بے شمار فائدے پہنچ کر ہماری زندگی میں بڑی سہولت عطا فرمائی۔ خدا کے ان انعامات کو ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔

اور اے اللہ کی نعمتیں منوں تو شمار نہ کر
سکوں گے، بے شک اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔

وان تعدوا نعمة الله لا
تحصوها ان الله
لعفور رحيم.
(النحل: ۱۸)



ہوا کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وارسلسا الريح لواقع فانزلنا
 من السماء ماء فاسفیکموہ و
 ما انتم له بخرنین۔
 اور ہم نے ہوا میں بھیجیں بادلوں کو بار
 وررنے والیاں تو ہم نے آسمان سے
 پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم
 اس کے کچھ فریاد بھی نہیں۔
 (الحجر: ۲۲)

(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت سے ہوا کو اس طرح خلق کیا ہے کہ اس کے
 اندر ریاخت داخل ہیں۔ اگر یہ ہوا موجود نہ ہوتی تو خشکی کے سارے جانور بلا
 ہو جاتے۔ ہوا کے چلنے اور حیوانات کے جسموں کو تھکنے سے بدن کی حرارت
 معتدل حالت میں ہوتی رہتی ہے۔ یونکہ ہوا بڑی جانوروں کے لیے بالکل اس
 طرح ہے جس طرح پانی کے جانوروں کے لیے پانی کا، جو کہ وہ بدون پانی کے
 تھوڑی دیر بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔

انسانی جسم کا بدن و کھانا اور بدن کے اندرون میں جاننا نہ ہو یا تھوڑی دیر سے
 لیے ہو ایسا ہو جائے تو بدن کی تمام حرارت قلب کے اندر جمع ہو جائے اور
 حرارت سے موت واقع ہو جائے گی۔ جیسا کہ ہم اس وقت دہشت مٹھنے اور سانس

کے رکنے سے محسوس کرتے ہیں۔ جب گرمی شدید ہو اور سانس کے رکنے سے محسوس کرتے ہیں۔ جب گرمی شدید ہو اور ہوا بند ہو جائے۔

ہواؤں میں خدا کی حکمت

پھر خدا کی اس حکمت کو دیکھو کہ اس نے ہوا کو بادلوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے پر کیسا مامور کیا ہے۔ ہوا بادلوں کو ایسی زمین پر لے جا کر بارش برساتی ہے جہاں کی زمینی سوکھی اور پانی کے لیے پیاسی ہو اس طرح سے خدائے تعالیٰ ہواؤں کو بادلوں کے چلانے پر مامور نہ کرتا تو بادل پانی کے بوجھ سے بوجھل ہو کر ایک ہی مقام پر رکے رہتے اور پھر ہماری کھیتاں اور باغات سوکھے رہ کر ضائع ہو جاتے۔

ہواؤں میں خدا نے یہ بھی حکمت پوشیدہ رکھی ہے۔ کہ وہ جہازوں اور کشتیوں کو ادھر سے ادھر لے جاتی ہے۔ اور اس طرح سے ایک ملک کی پیداوار سے دوسرے ملک کے باشندے نفع اٹھاتے ہیں اگر جہازوں اور کشتیوں سے اس طرح سے مال لیجانے کا انتظام نہ ہوتا تو لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہو سکتی تھیں اس طرح سے ایک چیز ایک جگہ ضرورت سے زائد پیدا ہو کر بے قدر ہوتی۔ اور ضائع ہو جاتی اور دوسرے مقام کے لوگ اس چیز کے معدوم ہونے سے اس کے لیے ترستے رہتے اور ان کی ضرورتیں پوری نہ ہوتیں۔

دیکھو خدا نے ہوا کو کیسا لطیف اور جزا بنا دیا ہے۔ کہ جب چلتی ہے تو لطیف

الا جزاء ہونے کی وجہ سے ہر چیز میں با آسانی پہنچ جاتی ہے اور پھر ہر جگہ کی بدبو کو پاک و صاف کر دیتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو چیزوں اور زمین میں بدبو کے بڑھ جانے سے طرح طرح کی بیماریاں پھوٹ جاتیں اور انسان و حیوانات کی ہلاکت کا سبب ہوتیں۔

جب ہوا چلتی ہے تو اپنے ساتھ غبار اور خاک کو لے جاتی ہے باغوں میں جب وہ غبار ہوا کی حرکت سے درختوں کے پتوں میں سے ہو کر گزرتا ہے تو اس سے درخت صاف ہوتے ہیں۔ اور ان کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی طرح سے ہوا پہاڑوں پر مٹی کی تہ جمادیتی ہے۔ جس سے پہاڑوں میں زراعت کے نشوونما کی قوت آ جاتی ہے اور اسی طرح سے سمندر کے ساحل پر ہوا کی حرکت سے پانی میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور سمندر غبر جیسی قیمتی اور مفید اشیاء کو پیدا کرتا ہے۔ ہوا کے چلنے سے بارش کے قطرے ہلکے ہو کر ہوا میں منتشر ہو کر زمین پر گرتے ہیں۔ اور اگر ہوا ان کو متفرق و منتشر نہ کرتی تو بارش کا پانی بادلوں میں بلندی سے یک بارگی جمع ہو کر زمین پر گرتا جس سے جانی اور مالی نقصان ہوتا۔ لیکن خدا نے بڑی حکمت سے ہوا کے ذریعہ اس پانی کے زمین پر گرنے کو ایسا آسان کر دیا کہ کسی کو اس سے نقصان نہیں اور وہ منتشر قطرات زمین کی وسیع سطح پر تدریجی طور پر جمع ہو کر تالوں اور نہروں کی شکل میں ہو کر نشیبی علاقوں میں بہہ کر جا گرتے ہیں اور پھر خدا کی اس نعمت کی وسعت اور ہمہ گیری پر نظر کرو کہ دوست و دشمن سب ہی کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ جتنی یہ زندگی کے لیے ضروری ہے اتنا ہی

خدا نے اس کو دافر پیدا کیا ہے۔ اس کے بے انتہا فوائد اور چند در چند منافع پر نظر کرو خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔

هو الذى انزل من السماء ماء لكم منه شراب و
منه شجر فيه تسمون ۝ ينبت
لكم به الزرع والزيتون
والنخيل والاعناب ومن كل
الشمرات ان فى ذلك لآية
لقوم يتفكرون ۝
وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا
اس سے تمہارا پیتا ہے اس سے درخت
ہیں جس سے چراتے ہو اور اس پانی سے
تمہاری بھتی اگاتا ہے اور زيتون اور کھجور
اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس
میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کے
لیے۔ (کنز الایمان)

(النحل: ۱۰، ۱۱)

بیٹک اس میں سوپنے والوں کے لیے توحید کی دلیل موجود ہے۔

ہر چیز کو خالق نے ضرورت کے مطابق بنایا

پھر خدا کی قدرت کو دیکھو کہ بارش کے ایام میں کچھ ایسے دن بھی ہوتے ہیں کہ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نہیں ہوتا ہوا بھی ساکن ہوتی ہے۔ اس میں لوگوں کے بڑے فوائد ہیں اگر بارش ہی بارش مسلسل ہو تو بھی انسان اور حیوانات اکتا جائیں۔ اسی طرح اگر ہوا برابر ساکن رہے تو بھی بڑی تکلیف کا باعث ہو اور پھر لوگوں کے کاموں میں بڑا حرج واقع ہو۔ تم آئے دن دیکھتے ہو کہ جب بارش کا سلسلہ زیادہ رہتا ہے تو تمام بھتی باڑی سڑ جاتی ہے۔ مکانات منہدم ہونے لگتے

ہیں۔ راستے پانی کی کثرت سے بند ہو جاتے ہیں۔ آمدورفت کے وسائل منقطع ہونے سے تمام کاروبار میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے۔ ملازم پیشہ ورکارگیر سب کے کاموں میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

اور اگر جس کا سلسلہ رہے یعنی بارش نہ ہو، ہوارک جائے تو بدن خشک ہو جائیں۔ کھیت کیاری سب سوکھ جائیں۔ چشموں اور دریاؤں اور حوضوں کا پانی سڑ جائے اور اس کی عفونت سے ہوا میں بھی عفونت اور آلودگی غالب آجائے۔ جس سے بہت سی بیماریوں کے پھوٹ پڑنے کا امکان ہے اشیاء کے کم پیدا ہونے یا قطعاً پیدا نہ ہونے سے سخت گرانی ہو جائے۔ جانور چارہ نہ ملنے سے کمزور اور لاغر ہو جائیں۔ چراگا ہیں بیکار ہو جائیں شہد کی کھیاں پوست کے غلبہ کی وجہ سے شہد کے ذخیروں کو جمع نہ کر سکیں غرضیکہ کسی بھی ایک حالت کے رہنے سے نظام عالم فاسد ہو جائے گا اس لیے اس حکیم مطلق نے انہوں حالتوں کو یکے بعد دیگرے مقرر کیا کہ ایک دوسرے کے نقصانات اور مضرتوں کو رفع کر دے۔ ہوا میں اعتدال پیدا ہو کر اس میں مفید اثرات ظاہر ہوں اور اس طرح تمام اشیاء میں صلاحیت اور افادیت پیدا ہو کر دوسروں کے لیے مفید ہوں۔ پس یہ خدا کی بڑی مشیت اور غالب حکمت ہے کہ اس طرح پر نظام قائم ہے۔

انسان کے لیے لمحہ فکر یہ

اگر کوئی شخص دیدہ بصیرت سے محروم ہو اور یہ اعتراض کرے کہ بعض

وقت اس طرح بھی نقصان اور فرد پہنچتا ہے۔ اس لیے ہم یہ جواب دیں گے کہ اس سے انسان کا امتحان اور اس کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ اور انسان کو آگاہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ خدا کی اس قدرت و حکمت کو سمجھے کہ اس نے متضاد اشیاء سے کیوں کر نفع اٹھانے کے مواقع دیئے ہیں جو اسی کے فضل و کرم پر موقوف ہیں اس سے بہت سے ظالموں کو ان کے ظلم و ستم سے باز رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ انسان جب بیمار پڑتا ہے تو بیماری کو دور کرنے کی خاطر کیسی کیسی تلخ اور کڑوی دواؤں کو استعمال کرتا ہے اور اس کو ایک لمحہ فکر کے لیے یہ موقع ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ خدا نے کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ نہیں بنائی۔ اور جو چیزیں ذاتاً ہی کیسی کیسی بدمزہ اور بری ہیں ان میں قدرت نے پانی حکمت سے شفاء کے لیے کیسے کیسے راز پوشیدہ کیے ہیں۔ ان کو وہی، خوب جانتا ہے۔

ولکن ينزل بقدر ما يشاء انه
بعباده خبير بصير ۰
(الشوری: ۲۷)

لیکن وہ اندازے سے اتارتا ہے
جتنا چاہے بے شک وہ اپنے
بندوں سے خبردار ہے انھیں دیکھتا
ہے۔ (کنز الایمان)



انسان کے لیے آگ کے فوائد

خدا تعالیٰ نے فرمایا:-

افرایتم النار التي تورون ۝
 ء انتم انشأتم شجر تھا ام نحن
 المنشون ۝
 نحن جعلناها تذكرة و متاعا
 للمقوين ۝
 فسبح باسم ربك العظيم ۝
 (الواقعه: ۷۱ تا ۷۳)

تو بھلا بتلاؤ تو وہ آگ جو تم روشن
 کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا
 ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اسے
 جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں
 مسافروں کا فائدہ، تو اے محبوب تم
 پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کی۔
 (کنز الایمان)

خدا نے آگ جیسی ضروری نفع بخش چیز کو پیدا فرما کر بندوں پر بڑا احسان فرمایا اور کیونکہ اس کی کثرت اور زیادتی بڑے فساد اور تباہی کا موجب تھی اس لیے اس نے اپنے کمال و حکمت سے اس طرح سے محفوظ رکھا کہ ضرورت پڑنے پر اس کو موجود کر لیا جاتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور پھر وہ پوشیدہ اور معدوم ہو جاتی ہے۔ گویا اس کو بعض دوسری چیزوں میں اس طرح سے پوشیدہ فرمایا کہ ضرورت پر اس کو حاصل کر لیا جائے۔ اس طرح سے ہم انکی مفرتوں اور نقصانات سے محفوظ ہیں۔ آگ سے بے شمار فوائد اور منافع ہم کو حاصل ہوتے

ہیں۔ اگر آگ نہ ہوتی تو ہم اپنے کھالوں کو کیوں کرتیاں کرتے۔ ہماری دو انیاں، مشروبات بغیر آگ کے قابل استعمال کیوں کر ہو سکتیں۔ ان کے مختلف اجزاء اور ارکان بغیر آگ پر پکائے ایک دوسرے میں کس طرح تحلیل ہو کر ہمارے لیے مفید غذا بنتیں، یہ خدا کی خاص مہربانی اور اس کا بڑا احسان ہے کہ ہمارے کام کی چیزوں کو کس کس حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔

اگر آگ کا وجود دنیا میں نہ ہوتا

تو خدا کی بخشی ہوئی بہت سے نعمتوں سے ہم کیوں کر فائدہ اٹھاتے۔ سونا، چاندی، تانبہ، پتیل، لوہا، سیسہ وغیرہ ضروری معدنیات سے نفع اندوز ہونا ہمارے لیے بدون آگ کے ناممکن ہوتا آگ کی بدولت ہم معدنیات کو پگھلا کر زیورات برتنوں وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ جہاں خدا کی بخشی ہوئی معدنیات بڑی نعمتیں ہیں۔ وہاں ان سے فائدہ اٹھانے اور ان کو استعمال کرنے کے طریقے سکھانا بھی خدا کی بڑی مہربانی اور اس کا بڑا احسان ہے۔ جن نعمتوں پر ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔

اعملوا آل داؤد شکرا۔ اے داؤد والو شکر کرو۔

(السا: ۱۳)

لوہے کو لیجئے، آگ پر گرم کر کے اور پگھلا کر کن کن ضروری چیزوں میں اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اور دشمنوں سے اپنی حفاظت کے لیے کیسے ہتھیار اور

آلات تیار کرتے ہیں۔ اگر تفصیل سے ہم ان آلات و سامان جنگ کی فہرست بتائیں تو اس کے لیے کافی صفحات درکار ہیں۔

خدا نے فرمایا۔

وانزلنا الحديد فيه باس شديد
و منافع للناس
اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت انج ہے اور
لوگوں کے لیے فائدے۔

(کنز الایمان)

(الحديد)

لنحصنکم من باسکم فہل
انتم شاکرون
کہ تمہیں تمہاری آنج سے بچائے تو کیا تم
شکر کرو گے۔

(کنز الایمان)

(انبیاء: ۸۰)

اسی لوہے سے ہم ایسے اوزار و ہتھیار تیار کرتے ہیں جو ہماری کھتی باڑی میں کام آتے ہیں۔ پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر تراش لیتے ہیں جملہ پہاڑوں کو جلد سے فنا کر دیتے ہیں اور اپنے لیے راہیں ہموار کرتے ہیں۔ لکڑی چیرنے پھاڑنے کے آلات بھی لوہے سے تیار کرتے ہیں ان قسم کی سینکڑوں مفید اور ضروری چیزیں ہیں جو ہم لوہے سے بناتے ہیں۔

یہ سب آگ کی بدولت ہے اگر آگ نہ ہو تو ہم اس مذکورہ بالا اشیاء سے نفع نہ اٹھا سکیں۔ اور مختلف دھاتوں سے بنے ہوئے ہتھیار جن کے تبادلہ سے بے شمار فوائد ہم کو حاصل ہیں۔ ان سے ہم قطعاً محروم ہو جائیں۔ اپنی زینت و آرائش کے کتنے سامان سے ہم بالکل محروم ہوں اور۔ جو اہرات وغیرہ سب ہمارے لیے بیکار ہو جائیں۔

آگ کی بدولت روشنی حاصل کرتے ہیں

آگ میں خدا نے روشنی کی ایسی صفت حکمت و دیت کی ہے کہ شب کی مسلسل تاریکی سے جب گھبراتے ہیں تو آگ جلا کر روشنی کر لیتے ہیں۔ روشنی سے ہمکو ایک سکون ملتا ہے ہم اپنی مجلسوں اور محفلوں کو آگ کے مختلف لیپ روشن کر کے جاتے ہیں۔ آگ کی روشنی سے ہم تاریکی میں بہت سے خطرات سے محفوظ رہتے ہیں اور رات کی اندھیری میں بھی ہم روشنی کر کے اس طرح سے متمتع ہوتے ہیں گویا آفتاب نکل رہا ہو پھر آگ میں خود خدا نے حرارت جیسی مفید صفت رکھی ہے کہ سردی سے حفاظت کرتے ہیں۔ خدا کی بلیغ حکمت پر نظر کرو کہ اس نے کتنے بے شمار فوائد اس میں رکھے ہیں اس کو روشن کر لیں۔ اور ضرورت پوری ہونے پر اسکو غائب کر دیں۔



انسان کی تخلیق کس طرح ہوئی

خدا نے فرمایا:-

ولقد خلقنا الانسان من سللة
من طين . (المومنون: ۱۲) ہوئی مٹی سے بنایا۔ (کنز الایمان)

قدرت کو جب منظور ہوا کہ وہ انسان کو پیدا فرمائے اور زمین پر بسنے رہنے کا موقع دے۔ اور پھر اس کو امتحان و آزمائش میں ڈالے۔ تو خدا نے اس کی پیدائش اس طرح مقرر کی کہ ایک دوسرے سے نسلًا بعد پیدا ہوں اور انسان کو دو قیمتوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت پھر ان میں باہم الفت و محبت کا رشتہ پیدا کیا۔ ایک دوسرے کی محبت کے و داعی قلوب میں اس طرح مستور رکھے کہ ایک کو دوسرے کے بغیر صبر و قرار نہ ہو۔ ان میں خواہشات کو پیدا کیا کہ یکجا ان کا رہنا اور بسنا ممکن ہو اور بدن کے ایک مخصوص عضو کو اس طرح خلق کیا کہ وہ جنس لطیف کے رحم میں داخل ہو کر مٹی کے جوہر لطیف کو ودیعت کر دے۔ جہاں انسان کی تخلیق تدریجی طور پر ہو یہ جوہر لطیف انسان کے تمام جسم سے حاصل ہو کر ایک خاص حرکت کے ساتھ عضو مخصوص کے ذریعہ ایک جسم کے باطن سے دوسرے جسم کے باطن میں پہنچ کر ایک خاص امتزاجی کیفیت کے بعد انسانی شکل اختیار کرتا ہے اور اس شکل کے اختیار کرنے میں نئی دور اور درجے طے کرنا ہوتے ہیں۔

خدا کا شکر ادا کر پیارے

یعنی نطقہ سے خون بستہ اور خون بستہ سے گوشت کا ٹکڑا پھر ہڈیوں کا جسم پھر ان پر گوشت چوست پھر ان حصص چھم کو اعصاب اور تاد عروق کے حکمت آمیز جال کے ذریعہ سے بندش کرنا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مربوط کرنا۔ پھر اعضاء کی شکل عطا کرنا پھر کان، آنکھیں، ناک، منہ، دیگر زندگی کی ضروری چیزوں کو ان میں بنانا پھر ان میں قوتیں عطا کرنا۔ آنکھوں میں دیکھنے کی قوت عطا کرنا یہی ایک ایسی حیرت انگیز اور شاہکار فطرت ہے کہ کما حقہ اس کی شرح کرنے سے ہم عاجز ہیں آنکھ کو سات طبقات سے مرکب کیا۔ ہر طبقہ میں خاص صفت ودیعت کی اس کی شکل مخصوص بنائی۔ ان طبقات میں سے ایک طبقہ بھی اگر بیکار یا ضائع ہو جائے تو آنکھ سے نظر نہیں آسکتا۔ آنکھ کے اطراف میں پلکوں پر نظر کیجئے جو آنکھ جیسی نازک چیز کو اپنی حفاظت میں لیے ہوتے ہیں ان پلکوں میں خدا نے کیسی صریح حرکت کی قدرت رکھی ہے۔ کہ اولیٰ اسی چیز کو آنکھ کی طرف آتا دیکھ کر فوراً وہ حرکت میں آجاتے ہیں اور آنے والے خطرہ سے آنکھوں کو آگاہ کر کے اس کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہوا میں اڑنے والے گرد و عبا سے آنکھوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ گویا یہ پلک آنکھوں کے لیے بمنزلہ دو دروازہ کے ہیں۔ جو ضرورت پڑھل جاتے ہیں اور ضرورت نہ ہو تو بند ہو کر آنکھ کی حفاظت کرتے ہیں۔

چہرے کا حسن و زینت

پھر پلکوں کی تخلیق سے اس آنکھوں کی حفاظت کے علاوہ آنکھوں اور چہرے کا حسن و زینت بھی قدرت کو منظور ہے اس لیے ان کے بالوں کو ایک انداز سے بڑا رکھا کہ زیادہ بڑے ہونے سے آنکھوں کو اذیت ہوتی اور اگر زیادہ چھونے ہوئے تو بھی آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہوتے۔ آنسوؤں کو قدرت نے تمکین بنایا کہ آنکھوں کا میل پکیل صاف ہو جائے۔ پلکوں کے دونوں اطراف کو اس سے مائل اور جھکا ہوا بنایا کہ آنسوؤں کے ذریعہ آنکھوں کا میل گوشہائے چشم سے بہ کر باہر جاسکے آنکھوں پر دونوں آبروں حفاظت اور چہرے کی زینت کے لیے بنائی ہیں۔ انسان کے موزوں بال جھال کی طرح ہوتے ہیں جو چہرے پر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو اس طرح بنایا کہ جو ایک خاص رفتار سے بڑھتے ہیں۔ تاکہ ان میں کمی بیشی کر کے ہر شخص جس وضع قطع کو پسند کرتا ہے۔ ان کو (سنت کے مطابق) بنا سکے۔ منہ اور زبان میں خدا نے کیسی کیسی کھتیس اور قوتیں ودیعت کی ہیں منہ کے بند کرنے کے لیے بطور دروازہ دو ہونٹ بنائے کہ ضرورت پر کھولے جاسکیں اور بے ضرورت بند کر کے منہ میں مضمر چیزیں ٹھس کر نقصان نہ پہنچاسکیں۔ اس کے علاوہ دانتوں اور مسوزوں کی حفاظت اور زینت بھی ان ہونٹوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہونٹ نہ ہوتے تو منہ بد نما بھی معلوم ہوتا اور غیر محفوظ بھی۔ ان ہونٹوں سے بات کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے

- ان کی مختلف حرکات سے بعض حروف پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے مافی الضمیر کو ان کی مدد سے ظاہر کرتا ہے ان ہونٹوں کی مدد سے کھانا کھانے میں بڑی مدد دیتی ہے۔ لقمہ کو منہ کے اندر ادھر ادھر پلٹنے کا کام انہیں ہونٹوں سے لیا جاتا ہے تاکہ کھانا دازحوں کے نیچے رہ کر اچھی طرح چبایا جاسکے۔ گویا اس طرن یہ بہم میں بڑی مدد پہنچاتے ہیں۔

دانتوں کی ساخت

دانتوں کی بناوٹ (ساخت) کو دیکھو کہ قدرت نے ان کو تیس ٹکڑوں میں بنایا ہے۔ سب کو ایک سالم بڈی کے ٹکڑے کی شکل میں نہیں بنایا اور نہ منہ کے اندر اس سے بڑی اذیت ہوتی۔ موجودہ شکل میں اگر دانت میں خرابی پیدا ہو تو باقی دانت سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ایک سالم بڈی کا ٹکڑا ہونے کی صورت میں یہ ممکن نہ تھا۔ دانتوں سے حسن وزینت کے علاوہ ہم کتنا کام لیتے ہیں۔ اگر دانت نہ ہوتے تو کھانا کھانا دشوار ہوتا۔ اور سخت قسم کی چیزوں کا کھانا ممکن ہوتا پھر ان کی ساخت پر غور کرو کہ کس طرح سے ان میں دندانے بنائے اور جڑوں کو کس مضبوطی سے مستحکم کیا ہے۔ کہ سخت بڈی کو ہم دانتوں کی مدد سے چوس ڈالتے ہیں۔ اور اسی مصلحت سے اس کے ساخت کو بہت سخت رکھا کہ نرم ہونے کی صورت میں ان سے کام لینا ممکن نہ تھا یہ سب اس مصلحت سے کہ کھانا جسم کے اندر ایسی حالت میں جائے کہ بعد اضم ہو کر بدن کا جزو بن جائے اور بدل یا تحلیل ہو کر انسان کو

قوت بخشنے حکما کا قول ہے کہ کھانے کے ہضم کے مختلف درجات ہیں اور پہلا درجہ منہ ہے جسکو ہضم اول کہتے ہیں۔

دانتوں کے اطراف میں دونوں طرف داڑھیں بنائیں تاکہ سخت چیز کے کاٹنے میں ان سے مدد لی جائے۔ جڑوں کو مضبوط کیا یہ دانت سفید رنگ کے برابر برابر ایک قطار میں آب دار موتیوں کی طرح جڑے ہوئے منہ میں کیسے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

قدرت نے منہ کے اندر رطوبت کو اس طرح پوشیدہ کیا وہ ہے کہ کھانا چبانے کے قوت پیدا ہوتی ہے کھانے میں مل کر ہضم میں مدد دیتی ہے اگر کھانے کے علاوہ منہ میں بھری رہتی تو بات کرنے میں بڑی دشواری ہوتی اور منہ کا کھولنا مشکل ہوتا۔ اور منہ کھولتے وقت رطوبت کا باہر آ جانا یعنی تھا اس لیے کھانے کے قوت ظاہر ہوتا تاکہ وہ کھانے کے ہضم میں مدد دے اور بعد میں اس کا غائب ہونا یہ عین حکمت اور مصلحت ہے بعد میں بس اتنی رطوبت کار بہنا ضروری ہے جس سے حلق تر رہے اور سوکھنے نہ پائے ورنہ پھر کلام کرنا دشوار ہو جائے حتیٰ کہ آلودگی کے غلبہ سے پھر سانس اور دم گھٹنے لگے اور انسان ہلاک ہو جائے۔ اس خلیق مطلق کی لطف و کرم کو دیکھو کہ اس نے انسان کو کھانا کھانے کے لیے لذت اور وقت ذائقہ زبان میں رکھی کہ وہ اپنے موافق و مناسب چیزوں کو استعمال کرے اور خراب و بد مزہ نامناسب اشیاء کو ترک کر دے۔ اس لذت کی وجہ سے کھانا کھانے میں خاص مدد ملتی ہے اور جو کھانا مزے لے لے کر کھایا جائے وہ ہضم خوب ہوتا ہے۔ کیوں

کہ اس کو طبیعت قبول کرتی ہے۔ ورنہ بد مزہ کھانا جس کے کھانے سے کراہت ہو طبیعت اس سے مشغول ہو کرتے کی شکل میں رد کر دیتی ہے اشیاء کے سرد و گرم مناسب و نامناسب ہونے کو انسان زبان کے ذائقہ سے محسوس کرتا ہے۔

الم نجعل له عين ولساناً و
 شفین۔ (البلد: ۸: ۹) اور زبان اور ہونٹ۔ (کنز الایمان)

انسان کو قدرت نے دو کان عطا کئے، کانوں میں خاص طرح کی رطوبت پیدا کی کہ وہ قوت سماعت کی حفاظت کرے اور موذی اور مرزساں کیڑوں کموزوں سے کان کی حفاظت کرے۔ اور ان کو دھلاک کر ڈالے کان پر پسی کی شکل کا دونوں طرف ایک ایک پنکھا بنا دیا کہ آوازوں کو جمع کر کے کان کے سوراخ میں پہنچا دے۔ ان پنکھوں میں خدا نے ایسی تیز حس پیدا کی جو موذی جانور یا دوسری نقصان دہ چیزوں کے قریب آنے کو فوراً محسوس کرے۔ ان کانوں کو نیز ہا پچا دار بنا دیا کہ آواز اچھی طرح سے بلند ہو کر اندر پہنچے اور موذی چیزوں کی بارگی اندر نہ پہنچ سکے۔ بلکہ انہیں پیچیدہ اور طویل راستوں میں چلنے سے اندر پہنچنے میں تاخیر ہو اور اس کو دفع کیا جاسکے۔ اور سونے والا اسکی حرکت سے بیدار ہو جائے۔ پھر ہوا کے اندر جانے سے مسوعات (سن کر جن چیزوں کو معلوم کیا جاتا ہے) کے ادراک کرنے کی قوت بھی خدا نے اس میں رکھی ہے ان بھیدوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

چہرے پر ناک بنانے کی حکمت

ناک کو دیکھئے کہ وسط چہرے پر کس خوبی سے اسکو بلند کیا ہے جس سے چہرے پر بڑی خوبصورتی اور خوشنمائی ہوگئی ہے۔ اس میں دو نتھنے بنائے ہیں ان میں قوت حاسہ شامہ کو محفوظ کیا ہے۔ تاکہ مضموعات و مشروبات کی بوؤں کو محسوس کر سکے اور خوشبو سے راحت حاصل کر سکے اور بدبو سے اجتناب کر سکے۔ اسی ناک کے ذریعہ روح حیات (تازہ ہوا) کو سونگھ سکے جو قلب کی غذا ہے۔ اور باطنی حرارت کو اس کی وجہ سے تازہ کیا جاسکے، اور اس کو مناسب تازہ ہوا مل سکے۔

یہ تاک انسان کے کتنے کام آتا ہے۔ آواز کا باہر آنا اور زبان سے حروف کی ادائیگی میں زبان کا مختلف حرکتیں کرنا۔ سانس کا آنا جانا ان تمام کاموں میں ناک استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں بعض بہت تنگ اور بعض کشادہ، بعض نرم اور بعض سخت بغض لپے اور بعض چھوٹے اور ان اختلافات ہی کے باعث آوازوں میں اختلافات پیدا ہوتے ہیں اسی لیے دو آواز بھی آپس میں بالکل نہیں ملتیں جس طرح کہ دو صورتیں بالکل مشابہ نہیں ہوتیں۔

آواز سے بھی انسان کی پہچان ہو جاتی ہے

آواز کو سکر بولنے والے کو اچھی طرح سے پہچان لیا جاتا ہے جس طرح شکل

و صورت سے انسان کو شناخت کیا جاتا ہے یہ بھی خدا نے بڑی حکمت رکھی ہے اور یہ اختلافات روز اول ہی سے قدرت نے رکھے ہیں چنانچہ حضرت آدم اور حوا کو بنایا تو ان کی صورتوں میں بھی فرق رکھا اسی طرح ان کی اولاد میں یہ فرق نمایاں ہیں۔ یہ اختلاف و فرق بڑی حکمتوں پر مبنی ہے اور اسکی وجہ سے ہم بہت سی شہاریوں سے نجات پاتے ہیں۔

قدرت نے انسان کو دو ہاتھ دیئے ہیں

ان سے بے شمار فائدے ہیں۔ ہاتھوں میں قدرت نے نقصان کو دفع کرنے کی صلاحیت رکھی۔ ہاتھوں کو اس طرح بنایا کہ اس میں چوڑی ہتھیلی اور پانچ انگلیاں میں پورے بنائے چار انگلیاں ایک سمت میں برابر اور پانچواں انگوٹھا دوسری طرف کو جو چاروں طرف انگلیوں کے حرکت کر سکے۔ یہ خدا کی قدرت کا کمال ہے ساری دنیا کے لوگ جمع ہو کر سوچیں اور چاہیں کہ ہاتھ کو موجودہ شکل کے علاوہ کسی دوسری شکل پر بنایا جائے۔ تو یہ ناممکن ہوگا۔ اسی وضع اور ساخت کے ذریعہ انسان ہاتھوں سے پکڑنے اور لینے دینے کے تمام کام انجام دیتا ہے ہاتھ کو پھیلا کر ایک طباق بنا لیتا ہے چاہے تو اس کو جمع کر کے دفع شر کے لیے اس کو ایک آلہ کے طور پر استعمال کرے۔ چاہے اس کو چٹو کی شکل بنا کر پانی پینے کے لیے پیالہ کا کام لے چاہے تو چمچ کا کام لے اور چاہے تو جھاڑو کا کام لے۔

ان انگلیوں کے پروں پر ناخن بنائے جن سے انگلیوں کی زینت بھی ہے اور حفاظت بھی اور چیزوں کے اٹھانے میں مدد بھی اگر ناخن نہ ہوں تو ہم بہت سی باریک اور چھوٹی چیزوں کو اٹھا نہیں سکتے کجھلی آنے پر ان سے کجھانے کا کام لیا جاتا ہے۔

اب اس پر غور کرو کہ ناخن کتنی چھوٹی اور حقیر سی چیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے اغراض و فوائد پر نظر کرنے سے اسکی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

اگر ناخن نہ ہوتے تو جسم میں خارش ہوتی تو انسان اس کو دور کرنے کے لیے کیا کرتا۔ اس وقت اسکو اپنی بے چارگی کا حال معلوم ہوتا۔ اور ناخنوں کی ضرورت کو سمجھتا۔ پھر قدرت نے ناخنوں کو نہ تو بڈی کی طرح سخت بنایا اور نہ گوشت کی طرح نرم، وہ بڑھتے بھی ہیں۔ نوٹ جانے پر دو برابرہ بھی نکل آتے ہیں زیادہ بڑھنے پر تراش دیئے جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے کجھلی آنے پر کجھانے کی طرف از خود حرکت کرتے ہیں۔ یہ قدرت نے ان میں صلاحیت رکھی ہے۔

انسان ٹانگوں کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا

قدرت نے انسان کو ران اور پنڈلیاں دی ہیں ان کو کس طرح سے پھیلا یا ہے۔ ان میں دو پاؤں بنائے کہ کھڑا ہو سکے۔ چل پھر سکے۔ اور ضرورت پر دوڑنے کا کام بھی لے پاؤں میں بھی اس نے ناخن بنائے جس سے پاؤں کی زینت اور حفاظت یہ سب کچھ قدرت نے انسان کے ناپاک قطرہ سے بنایا ہے جسم

کی تمام ہڈیاں بھی قدرت نے اسی قطرہ سے تیار کیں جو جسم انسانی کے لیے بطور ستون ہیں جسکے سہارے وہ قائم ہے۔ ہڈیوں کی شکل و صورت دیکھو، کیسی مختلف نیز می، سیدھی، مستطیل، مدور، نموس اور فول اور چوڑی، ہلکی اور بھاری اور بڑی مختلف شکلیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے جوڑوں کے اندر قدرت نے ایک رقیق مادہ رکھا ہے جس سے اس کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس سے قوت بھی پہنچی ہے اور اس سے بے شمار فائدے ہیں۔

انسان اپنی گونا گوں ضرورتوں کی وجہ سے اپنے تمام جسم کا محتاج ہے اور اس سے مختلف طرح سے اپنے جسم کو حرکت دینا ہوتی ہے قدرت نے اس کی ضروریات کے لحاظ سے ہڈیوں کو علیحدہ علیحدہ بہت سے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ضرورت پر اس کے مطابق باآسانی جسم کو موڑا جاسکے اگر تمام جسم میں بجائے سینکڑوں ہڈیوں کے ٹکڑوں کے ایک سالم ہڈی ہوتی تو پھر اس کو اٹھتے بیٹھتے چلنے پھرنے جھکنے اور مرنے میں بڑی مشکل ہوتی۔ ان ہڈیوں کو باہم ملانے کے لیے اور ان کے جوڑوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کرنے کے لیے اعصاب و اوتار کا رشتہ قائم کیا ایک ہڈی کو دوسری ہڈی سے لانے کے لیے ان کے کناروں کو اس طرح بنایا ہے کہ ایک اگر مکعب ہے (نو کدار) تو دوسری ہڈی کا کنارہ مجوف (خول) تاکہ دونوں باہم اچھی طرح متصل ہو سکیں۔ غرضیکہ یہ تمام انصال اور جسم کی ترکیب اس حکمت سے قدرت نے بنائی ہے کہ انسانی ارادہ کرنے پر ادنیٰ سی حرکت سے اپنے جسم سے حسب فشاء کام لے سکے۔

انسان کا سر ۵۵ ہڈیوں سے مرکب ہے

اور تمام ہڈیاں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سب کی شکلیں جدا جدا ہیں پھر قدرت نے ان تمام مختلف اشکال کی ہڈیوں کو اس کی حکمت سے مرکب کیا ہے کہ مکمل کر وی شکل بن گئی ہے۔

چھ ہڈیاں کھوپڑی کے حصہ میں ہیں۔ ۲۳ اوپر کے جڑے میں اور ۲ نیچے کے جڑے میں باقی دانت ہیں جنہیں قدرت نے چوڑا بنایا ہے تاکہ پینے کا کام دیں بعض تیز کہ کانٹے اور توڑنے میں کام آئیں گردن کو قدرت نے سر کے نیچے مرکز بنایا ہے۔ اور اس میں سات گول خول (کھوکھلے) مہرے ہیں جو ایک دوسرے پر قائم ہیں۔ ان میں جو حکمتیں خدا نے رکھی ہیں اگر ان کو بیان کیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے۔

گردن کے زیر بن حصہ کو پشت پر قائم کیا ہے اور اس طرح کہ چوہیں مہرے سلسلہ بہ سلسلہ کی ہڈی تک پہنچتے ہیں سرین میں تین اور ہڈیاں ہیں اور پشت کی ہڈیوں کو نیچے کی طرف سے دم والی ہڈی سے جوڑا گیا ہے جس کو عصص کہتے ہیں۔ جو خود بھی تین مختلف ہڈیوں سے مرکب ہے۔

پشت کی ہڈی کو سینے، شانے، ہاتھ، پیڑو، سیرین، ران، پنڈلیوں وغیرہ سے بڑی حکمت سے وابستہ کیا ہے بدن انسانی میں ۲۳۸ ہڈیاں ہیں۔ اس میں وہ چھوٹی چھوٹی ہڈیاں مشہی ہیں جو مفاصل کے خلا کو بھرنے کے لیے ہوتی

- ہے۔

خدا کی قدرت اور اس کی کارگیری پر غور کرو

کہ اس نے منی کے ناپاک قطرہ سے یہ سب کچھ بنایا۔ اس سے خدا کی عظمت اور کمال قدرت کا پتہ چلتا ہے اور جس ترکیب و نظام سے اس نے انسان کی تخلیق کی ہے اس کے خلاف کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں۔ ورنہ انسان کے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اہل بصیرت کے لیے اس میں بڑی عزت و صحت ہے۔

اب ذرا جسم کے اندرونی نظام پر غور کرو۔ ہڈیوں کو حسب ضرورت حرکت میں لانے کے لیے قدرت نے عضلات پیدا کئے ہیں یہ تعداد میں ۵۲۹ ہیں اس کی ترکیب گوشت پٹھے رباطات اور جھلی سے ہے یہ مختلف شکل و صورت کے ہیں اور چھوٹے، بڑے، پتلے حسب موقع اور حسب ضرورت بنائے گئے ہیں۔ ۲۳ عضلات جو آنکھوں اور پلکوں کی مختلف حرکات کا کام دیتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو آنکھ کا نظام فاسد ہو جائے۔

اسی طرح ہر ہر عضو کے مناسب عضلات ہیں جو اس کی مناسبت سے چھوٹے اور بڑے ہیں۔

اب اعصاب پٹھے عروق رگیں اور وہ شرائین کے پیدا ہونے کے مقامات اور ان کی تشریحات اس سے کہیں زیادہ حیرت ناک ہے پھر ان میں خدا

نے جو جو صفات و خصوصیات و ویت کی ہیں جن کو ہم اپنے حواس سے نہیں معلوم کر سکتے۔

انسان کی تخلیق کی صورت

اس کی تخلیقی صورت اور دیگر حیوانات سے امتیازی شرافت و اعزاز پر نظر کرو۔ کہ خدا نے اس کو سیدھا بنایا۔ کہ بیٹھنے میں بھی اس کی یہ بہتر صورت قائم ہے۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کاموں کو کرتا ہے اس کو دوسرے جانوروں کی طرح سے اوندھا لٹا نہیں بنایا اگر اس کو لٹا اور اوندھا بنایا جاتا تو پھر وہ اپنے کاموں کو آسانی سے انجام نہیں دے سکتا تھا۔

مجموعی حیثیت سے انسان پر نظر کرو۔ اور اس کے ظاہری و باطنی نظام کو دیکھو تو قدرت کا کمال حکمت اور اس کی کبریائی کا حیرت انگیز نمونہ ہے انسان کے اعضاء کو کامل بنایا۔ کہ غذا کی ایک خاص مقدار کھانے سے اس کو قوت حاصل ہوتی ہے لیکن ان اعضاء کے لیے بھی قدرت نے ایک حد مقرر کر دی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ غذا کی غیر معمولی زیادتی سے اعضاء انسانی بھی معمول سے زیادہ طویل عریض اور فرہ ہو جاتے تو پھر نقل و حرکت میں بڑی رکاوٹ ہوتی۔ اور اس طرح سے وہ جسم معطل ہو جاتا اپنے کاموں کو انجام نہ دے سکتا یہ خدا کا بڑا احسان اور اس کا انعام ہے کہ اس نے انسان پر اپنی خاص رحمت سے اس کے لیے ہر چیز کو موزوں اور مناسب رکھا اور نہ مکان و لباس و غذا سب ہی چیزوں میں اس کے

لیے دشواریاں پیدا ہوتیں۔ جب ہم ایک انسان میں فکر کرتے ہیں کہ ایک قطرہ سے اس نے انسان کو کس طرح بنایا اور اس میں کیسے کیسے فطرت کے شاہکار ہیں تو پھر آسمان و زمین سورج چاند ستارے وغیرہ ہزاروں مخلوقات الہی ہیں قدرت نے ان سب میں کیسی کیسی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ کی ہیں۔ ان کی وضع قطع ان کی مختلف شکل و صورت ان کا ایک دوسرے سے ممتاز ہونا شارق و دمنار ب کا مفادات ہونا یہ سب کچھ اس کی قدرت کی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور یہ دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ آسمان و زمین کا ایک ذرہ بھی اس کی حکمت و مصلحت اور فائدہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر ذرہ میں خدا کی بیشار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جکو ہم سمجھ بھی نہیں سکتے۔

ہر ورقے دفتریت معرفت کردگار

خدا نے اپنے اس قول میں ہمیں متنبہ کیا ہے۔

انتم اشد خلقا ام السماء بنھا
رفع سمکھا فسوھا۔
کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا
مشکل یا آسمانوں کا، اللہ نے اسے

بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے
(الزعت: ۲۷، ۲۸)

نھیک کیا۔

(کنز الایمان)

اگر دنیا کے تمام انسان و جنات جمع ہو کر اپنی پوری قوت سے یہ چاہیں کہ
نطقہ سے حیات یا قوت حامد یا باسره بخشدیں تو یہ ان کے لیے ناممکن ہے۔

صرف یہ اسی کی قدرت ہے کہ اس نے کس طرح سے ان کو رحم مادر میں پرورش کیا۔ اسکو شکل عطا کی اسکو شکل عطا کیا اس کو خاص اور مناسب اندازہ کے ساتھ بنایا۔ اس کو مناسب اور متناسب اجزاء عطا فرمائے اور ایک جز کو دوسرے میں کس حکمت سے منتقل فرمایا۔ جسم میں ہڈیاں بنائیں اعضاء کی مناسب موزوں شکلیں بنائیں۔ عروق اعصاب کو ترتیب دیا ان کے ظاہر و باطن میں حسن تدبیر سے غذا کے لیے راستے بنائے تاکہ ان کا بقا و قیام ممکن ہو اور جسم انسانی کے بقا تک اعضاء میں قوت باقی رہے جسم کے اندر کس طرح سے قلب و جگر، معدہ، تلی، بھچھردہ، رحم، مثانہ، آنتیں ان تمام چیزوں کو مخصوص مناسب شکل میں اپنے اپنے مقام پر کس طرح سے رکھا کہ ہر ایک اپنی جگہ پر اپنا کام جاری رکھے اور بدن انسانی کے قیام و بقا کا سبب بنے۔

معدہ کو غذا کے پکنے کے لیے مضبوط اور عمدہ قسم کے اعصاب سے بنایا کہ غذا کے پختہ کرنے کا کام اس سے لیا جاتا ہے۔ معدہ میں غذا کے ہضم اور پکنے میں سہولت کے پیش نظر غذا کو منہ میں ڈالنے کے ذریعہ باریک کر دیا کہ معدہ پر زیادہ بار نہ ہو جگر کو اس کام پر مامور کیا کہ غذا کے صالح عنصر سے خون تیار کرے۔ اور ہر عضو کو اس سے غذا پہنچائے۔

تلی پتہ گردوں کو جگر کی خدمت کے لیے بنایا تلی کا کام یہ ہے کہ وہ سودا (خون کے جملے ہوئے اجزاء) کو حاصل کرے، مرارہ پتہ صفراوی، اجزاء کو علیحدہ کرے۔ گردے مالی اجزاء کو حاصل کریں اور مثانہ میں جمع کریں۔ گویا مثانہ

کا کام یہ ہے کہ وہ گردوں سے مالی اجزاء کو اپنی طرف جذب کر کے پیشاب کی راہ باہر نکال دے۔ عروق اور جگر خون کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے میں مدد دیتے ہیں۔ اور خون کا جو ہر اخلاص خون (جو گوشت کے جوہر سے زیادہ لطیف اور صالح ہوتا ہے۔ اس جگر میں محفوظ ہے اور حسب ضرورت جسم کے حصوں میں تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ خدا کی بڑی حکمت ہے کہ اس نے اپنی قدرت کا ایسا نظام قائم کیا ہے جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور اس کی تمام تفصیلات و تشریحات کو سمجھنا اور بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں رحم کی تخلیق اور اس میں بچہ کی پرورش اور ضرورت پر اسکو غذا کا پہلو پہنچانا یہ سب کچھ اس کے کمال و حکمت کی دلیل ہے پھر اولاد کی محبت کو ماں کے قلب میں پیدا کرنا جو بچہ کی پرورش کا سبب ہے یہ محبت ہی ہے جو ماں بچہ پر ہزار جان سے قربان ہوتی ہے تکلیف اٹھاتی ہے مگر بچہ کو آرام پہنچاتی ہے اگر قدرت قلب میں بچہ کی محبت پیدا نہ فرماتی تو ماں اتنی تکلیفیں برداشت نہ کرتی اور شدت تکلیف سے بچہ سے نفرت پیدا ہو جاتی جب بچہ کا جسم بڑا ہو جاتا ہے اعضاء قوی ہو جاتے ہیں بدن میں قوت اور طاقت آ جاتی ہے تو اب اس کو قدرت دانت عطا کرتی ہے اور اب اس کی غذا دودھ کے بجائے دوسری اشیاء ہوتی ہے کیونکہ اب وہ غذا بھی کھا سکتا ہے جس کے لیے وہ دانتوں کے کام لے۔ اس طرح سے بچہ میں رفتہ رفتہ عقل و شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے جب اس میں عقل و شعور کامل ہو۔

بچے میں عقل تدریجی طور پر آتی ہے

قدرت کی اس حکمت پر نظر کرو کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو محض جاہل ہوتا ہے نہ اس میں عقل ہوتی ہے نہ ہوش نہ اچھے برے کی تیز پھر تدریجی طور پر قدرت یہ ساری قوتیں اسکو بخشتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ بچہ میں ولادت کے وقت عقل و شعور ہوتا تو دنیا میں اس وجود ظاہری کے بعد وہ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر سخت تعجب کرتا جن کو اس نے اس سے پہلے نہیں دیکھا اور پھر اپنی حالت پر نظر کرتا۔ کس کس طرح سے اسکو کپڑوں میں گودوں میں جمولے میں اٹھایا جاتا ہے۔ اور یقیناً اپنے نرم و نازک جسم کے رکھنے کی وجہ سے اس کا محتاج ہے۔ پھر وہ ہزاروں بالوں پر اعتراضات کرتا اور ممکن ہے وہ اپنے وجود سے ہی انکار کر دیتا۔ کہ کیوں کروہ ۹ مہینے رحم مادر میں رہ کر پرورش پاتا ہے اور بچہ پر جو شفقت و پیار آتا ہے اس کی ان حرکات کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی۔ اور لوگ اسکو زیادہ نہیں چاہتے پس حکمت کا تقاضہ یہی تھا کہ بچہ میں یہ چیزیں آہستہ آہستہ آئیں تاکہ وہ آہستہ آہستہ دنیا میں ہر چیز کو سمجھ سکے اور تدریجاً اس کو استعمال کرنا سیکھے قدرت نے ہر چیز کو کمال و حکمت سے پدیا فرمایا ہے۔ اسکو خطا و صواب میں تمیز دی اور جوں جوں بڑا ہوتا ہے اس میں ایسے دوائی پیدا فرماتا ہے جو تامل و توالد کا سبب ہیں۔ اس کے چہرے پر بال نکلتے ہیں تاکہ بچوں اور عورتوں سے ممتاز ہو۔ اسکو شباب کا حسن عطا ہوتا ہے۔ جب بڑھا پانا غالب ہوتا ہے تو چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔

لڑکی ہونے کی صورت میں قدرت اس کے چہرے کو بالوں سے صاف رکھتی ہے۔ تاکہ اس کے چہرے کی نزاکت و حسن ظاہر ہو اور مردوں کے لیے یہ جاذب نظر ہو کہ بقائے نسل کا راز اس میں مضمر ہے۔

لیا یہ سب کچھ نظام اور آکمان قدرت کا ستا ہتھکاریوں یہ بے سود اور بے غرض ہے اور کیا عقل اس کو باور کرتی ہے۔ کہ جس شے کو قدرت نے ان گونا گوں ترکیبوں اور حکمتوں سے تیار کیا ہو اس کو مہل یوں ہی چھوڑا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یقیناً کوئی اعلیٰ مقصد ہے جو اس کی تخلیق میں پوشیدہ ہے جس وقت بچہ رحم مادر میں ہو اگر اس کو خون کی صالح غذا نہ پہنچے تو وہ خشک ہو کر ہلاک نہ ہو جائے گا۔ جس طرح کہ نباتات پانی کے نہ ملنے سے سوکھ کر ہلاک ہو جاتی ہے۔

اگر بچے کی تکمیل کے بعد اگر عورت کو درد بے چین نہ کر دے جو بچہ کے تولد کی دلیل ہے اور بچہ مکمل ہونے کے بعد اپنے وقت پر پیدا نہ ہو تو کیا بچہ رحم میں رہ جانے سے ماں اور بچہ دونوں ہلاک نہ ہو جائیں گے۔

پیدا ہونے کے بعد اگر مناسب غذا و دودھ اس کو نہ ملے تو کیا بچہ بھوک و پیاس کی شدت سے ہلاک نہ ہو جائے گا۔

اور اگر وقت پر اس نے دانت نہ نکلیں اور دودھ دوسرے غذاؤں کو کھانے لگے تو غذا بغیر چبائے کھانے سے بد ہضمی کی شکایت پیدا نہ ہوگی اور کیوں کر وہ اس قسم کی چیزوں کو چبائے گا۔ جب کہ منہ میں دانت نہ ہونگے اور اگر اس کے چہرے پر بال نہ ہوں تو وہ عورتوں اور بچوں ہی میں شمار کیا جائے گا۔ ہیبت جلال اور وقار

و دہدہ جو انسان کے لیے بڑے بڑے کاموں میں ضروری جز پیدا ہو سکیں گے کیونکر پیدا ہو سکیں گے۔ یہ ساری چیزیں اور نعمتیں اس کو کس نے عطا کیں۔ اس خدا نے ہی انسان کو یہ تمام نعمتیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہیں۔

اس امر میں فکر کرو کہ کیوں کہ انسان کو شہوت جماع پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس کے آلت تناسل پر نظر کرو کہ وہ کس طرح سے رحم میں نطفہ کو پہنچانے کا سبب ہے اور پھر وہ حرکت جو نطفہ کے خارج کرنے کے مقتضی ہوتی ہے۔ اسی طرح اور دوسری حکمتوں پر نظر کرو۔ اور انسان کے دوسرے اعضاء کو دیکھو اور ہر ہر عضو کے کاموں پر نظر کرو کہ قدرت نے ہر ہر عضو کو کس کس کام اور غرض کے لیے کیا مناسب مشکل و صورت میں بنایا ہے۔

آنکھوں کو دیکھنے کیلئے ہاتھوں کو چھونے اور پکڑنے کے لیے پاؤں چلنے اور دوڑنے کے لیے معدہ کو کھانا ہضم کرنے کے لیے جگر کو ہضم کردہ کھانے سے چاروں اخلاط کو چھانٹنے اور حسب ضرورت تقسیم کرنے کے لیے منہ کو بات کرنے اور غذا داخل کرنے کے لیے، جسم کے خاص حصوں کو فضلات خارج کرنے کے لیے غرض کہ جب تم اسان کے جسم میں ہر چیز پر اس طرح فکر کرو گے تو معلوم ہو گا کہ قدرت نے اپنے پورے کمال و حکمت کا آئینہ اسکو بنایا ہے۔

غذا کے معدے میں پہنچنے پر غور کرو کہ کس حکمت سے معدہ غذا کو پکا کرتا ہے۔ پھر اسی کے خالص اور صالح جزو کو جگر کے سپرد کر دیتا ہے باریک باریک عروق کے راستہ سے جو جگر تک جاتی ہیں ان عروق کو اتنا باریک خاص حکمت سے بنایا گیا

ہے کہ ایسا نہ ہو کہ فاسد اور غلیظ مواد جگر تک نہ پہنچ سکے جو فساد کا باعث ہو۔

گویا یہ عروق چھلنی کے قائم مقام ہیں کہ ہضم کئے ہوئے کھانے کو چھان کر ضروری اور صالح و مناسب جزو جگر تک پہنچاتی ہیں۔ جگر اس جزو کو خون میں تبدیل کرتا ہے خدا کی حکمت سے وہ غذا اب خون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور یہاں سے وہ عروق و منافذ کی راہ تمام بدن میں پہنچتا ہے اور خالص جو ہر حاصل کرنے کے بعد جو فاضل اور ردی مادہ پختا ہے وہ ان اعضاء کی غذا کے لیے بم پہنچایا جاتا ہے جن کی غذا وہی مادہ ہے گویا کہ جگر ایک اعلیٰ قسم کی طرف ہے جس میں جسم انسانی کے لیے ہر قسم کی غذا تیار رہتی ہے۔ اور ادھر ادھر منتشر ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ اور حسب ضرورت اعضاء کو پہنچاتی جاتی ہے۔

کیا تم کو انسان کے تمام جسم میں ایک بھی چیز ایسی نظر آتی ہے جو فضول اور بے کار ہو اور اس کا کوئی مقصد اور اس سے غرض نہ ہو آنکھوں کو خدا نے اشیاء کے اور اک کرنے کے لیے بنایا ہے رنگوں میں تمیز کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ اگر رنگ ہوتے اور آنکھیں نہ ہوتیں یا آنکھیں رنگوں کو اور اک نہ کرتیں تو ان مختلف رنگوں کے ہونے سے کیا فائدہ تھا۔ جس طرح یہ روشنی جو آنکھوں کی روشنی کے علاوہ ہے آنکھوں کے لیے نہ ہوتیں تو آنکھوں سے کیونکر فائدہ اٹھایا جاسکتا۔ آنکھیں تو اسی وقت کام کرتی ہیں جب کہ روشنی موجود ہو معلوم ہوا کہ روشنی کا وجود اس لیے ہے کہ آنکھیں اس کی مدد سے دیکھنے کا کام لیں۔ رنگوں کا وجود اس لیے ہے کہ آنکھیں ان کو دیکھ کر فائدہ اٹھائیں اور اشیاء میں تمیز کریں۔

کان خدا نے اس لیے بنائے کہ ان کے ذریعہ آواز سنیں۔ اگر آوازیں ہوتیں اور کان میں ان کے سننے اور اوراک کرنے کی قوت نہ ہوتی تو پھر آوازوں کے وجود سے کیا فائدہ اور غرض ہوتی یہی حال باقی تمام حواس کا ہے حواس اور محسوسات میں ایک ایسا لازمی رابطہ ہے کہ جس کا وجود بغیر حواس کے بے سود اور بے فائدہ ہوتے اور روشنی اور ہوا کا بھی یہی حال ہے اگر روشنی کا وجود نہ ہوتا جن کی بدولت اشیاء دکھائی دیتی ہیں۔ تو پھر حواسہ بصارت غیر مفید ہو جاتا اگر ہوا کا وجود نہ ہوتا جو کان میں آوازوں کو پہنچاتی ہے تو پھر کانوں کے ہونے سے کیا فائدہ پہنچتا۔

بہرے اور نابینائی کی مشکلات کا اندازہ کیجئے

بہرے اور نابینائی مشکلات کا اندازہ کیجئے کہ اس کو ان دونوں نعمتوں کی محرومی کی وجہ سے کن کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جب وہ چلتا ہے اور قدم اٹھاتا ہے اس کو یہ نہیں معلوم کہ وہ اپنا قدم کس جگہ رکھ رہا ہے آیا کسی مہلک اور خطرناک گڑھے میں اس کا پاؤں جا رہا ہے یا کسی نقصان دینے والے کیزے یا جانور پر اپنا بھروسہ رکھ رہا ہے نہ اس کو یہ معلوم کہ سامنے کیا ہے۔ جس طرف وہ چل رہا ہے آگے اگر کوئی بڑی مصیبت آرہی ہے اس سے وہ قطعی بے بہرہ ہے۔ قدرت کی بہت سی نعمتوں سے وہ محروم ہے موجودات کے گونا گوں رنگ اس کے لیے بالکل بے کار ہیں۔

کالا، گورا، سرخ، پیلا سب اس کے لیے برابر ہیں۔

اور جو قوت سماعت سے محروم ہے بہرا ہے وہ تو غریب لذت کلام سے ہی ناواقف ہے آوازوں میں جو ایک لذت اور کشش ہوتی ہے اس سے وہ قطعاً محروم ہے وہ دلکش آواز اور بھدی اور بھونڈی آواز میں کیسا فرق کر سکتا ہے فرق تو جب کرے کہ آوازیں اس کے کان میں پہنچیں وہ تو ان کے تصور تک سے محروم ہے اگر کسی مجمع میں بیٹھا ہے یا کسی شخص سے مخاطب ہے اس کے لیے دونوں برابر ہیں۔ وہ لوگوں میں موجود ہوتے ہوئے بھی غیر حاضر ہے۔ زندہ ہوتے ہوئے اس کی حالت مردوں جیسی ہے۔

تیسرا وہ شخص جو قدرت کی نعمت عقل سے محروم ہے یعنی دیوانہ اور پاگل ہے اس کا درجہ تو جانوروں سے بدتر ہے جانور تو اچھے برے مفید اور غیر مفید میں فرق کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ غریب یہ بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ عقل سے ہی محروم ہے جس کے ذریعہ اشیاء میں باہم امتیاز کیا جاتا ہے۔ اب تم قدرت کی بخشی ہوئی ان نعمتوں پر نظر کرو جو اعضاء کی شکل میں انسان کو عطا کی گئی ہیں اور ان قوتوں پر نظر کرو جو ان کے اندر قدرت کی طرف سے سامعہ، باجرہ، مدرکہ ذائقہ وغیرہ عطا ہوئی ہیں جن کی بدولت انسان اپنی زندگی کی جملہ ضروریات کو فراہم کرتا ہے اگر ان میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو اس کام میں خلل آجائے اور یہ اس کے لیے بڑا حادثہ ہوگا۔

نعمت کی قدر و قیمت کھونے پر حاصل ہوتی ہے

جو شخص ان میں سے ایک چیز سے بھی محروم کر دیا جائے تو گویا قدرت نے اسکو بڑی آزمائش میں ڈال دیا۔ اور خدا کی نعمت کی قدر و قیمت اس کو اس کے کھونے پر حاصل ہوئی اب وہ اس نعمت کی محرومی پر بجز صبر کے اور کیا کر سکتا ہے بخیر اس کے کہ اس محرومی کی وجہ سے جو جو مشکلات سامنے آئیں اسکو صبر و سکون سے برداشت کرے تاکہ آخرت میں خدا اسکو اجر عطا فرمائے۔ اور ان کا نعم البدل بخشے خدا کی قدرت اور اسکی حکمت دیکھو کہ ہر حال میں اس کی رحمت بندوں پر بے نعمت کے ملنے پر شکر کی صورت میں اور نعمت سے محرومی پر صبر کی صورت میں۔

انسان کے اعضاء پر نظر کرو بعض عضو فرد یعنی ایک ایک ہیں۔ اور بعض زوج یعنی دو دو پھر ان اعضاء کے ان کاموں اور ذمہ داریوں پر نظر کرو جن پر یہ مامور اور متعین ہیں کہ کس کس حکمت اور مصلحت سے قدرت نے یہ اعضاء خلق کیے ہیں ایک سر کو لیجئے کہ اپنے وجود میں تھا ہے لیکن کتنے حواس اور قوتوں کو اپنے میں لیے ہوئے ہے اگر سر پر ذرا بھی کسی اور چیز کا اضافہ ہو جائے گا۔ تو اس پر بار ہوگا۔ اگر سر بجائے ایک کے دو ہوتے تو ایک کے بات کرنے کی صورت میں دوسرا معطل رہتا۔ اگر دونوں ملکر بات کرتے تو پھر بھی ایک کا وجود بے کار ہوتا۔ اگر ایک سر ایک بات کرتا اور دوسرا دوسری جو پہلی سے مختلف ہوتی تو پھر مخالف

کے لیے یہ سمجھنا اور فرق کرنا دشوار ہوتا کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی مراد ہے۔

جسکا ایک ہاتھ بیکار ہو جاتا ہے

بخلات ہاتھوں کے کہ قدرت نے ۲ ہاتھ دیے ہیں کہ اگر ایک ہاتھ ہوتا تو پھر انسان کو کام کی انجام دہی میں بڑی دشواری ہوتی یقیناً ۲ ہاتھوں کا ہونا ہی عین حکمت ہے۔ جسکا ایک ہاتھ بیکار ہو جاتا ہے اور ایک سے وہ اپنے کاموں کو کرتا ہے اس سے پوچھئے کہ اسکو کیسی تکلیف ہے اول تو وہ ہاتھ کام نہیں کر سکتا جو دونوں سالم و تندرست ہاتھوں والا کام کر سکتا ہے پھر جو تکلیف اور صعوبتیں ایک ہاتھ والا محسوس کرتا ہے۔

• اسی طرح دو پاؤں کے ہونے کی حکمت ظاہر ہے کہ اگر اس سے کم ہونے کی صورت میں چلنا ممکن ہی نہ تھا۔

آلات صوت کی ہی ترکیبی پر غور کرو، منہ کو دیکھو وہ بالکل ایک گھڑکی کی طرح ہے آوازوں کے باہر لانے کیلئے زبان ہونٹ دانت حروف کو بنانے کا کام دیتے ہیں۔ منہ میں اگر یہ چیزیں نہ ہوں یا ضائع ہو جائیں پھر دیکھئے کہ بات کرنے میں اس پر کیا گزرتی ہے۔ اور منہ آواز کے باہر لانے کے علاوہ ہوا کو پھینک دینے تک پہنچانے کا کام بھی انجام دیتا ہے جس سے قلب کو راحت ملتی ہے اگر یہ نبض کا سلسلہ نہ ہو یا کچھ دیر کو روک دیا جائے تو قلب کو بڑی تکلیف

اور اذیت پہنچے گی زبان سے کھانے میں جو مدد ملتی ہے اور دانتوں سے کھانے چبانے اور پینے میں جو امداد ہوتی ہے اور ہونٹ سے کس طرح سے کھانے اور پینے میں مدد ملتی ہے اور منہ کے لیے کس طرح وہ دونوں ہونٹ دروازہ کا کام انجام دیتے ہیں اس تمام بیان سے یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ یہ تمام اعضاء انسانی بے شمار فوائد اور مصالح پر مبنی ہیں ان میں ذرا بھی کمی بیشی ہو جائے تو کام میں خلل واقع ہو یہ سب قدرت کے خاص انداز اور تدبیر سے ہے۔

دماغ کی ساخت کیسی حیرت انگیز بنائی

دماغ کو لیجئے۔ اگر اس کو کھولیں تو اس میں ایک دوسرے کو لپٹا ہوا پاؤ گے تاکہ صدمات سے محفوظ رہے اس پر کھوپڑی کا ڈھکن چڑھا ہوا ہے جس پر بالوں کی حفاظت اور زینت کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ سردی اور گرمی کے اثر سے محفوظ رہے پس دیکھو قدرت نے دماغ کی حفاظت کے لیے کیا کیا سامان کیا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ دماغ ایک نازک ترین شے ہے اس لیے اس نے اسکو اچھی طرح محفوظ رکھا ہے کہ تمام حواس کے لیے اصل ہے۔ بدون اسکے تمام حواس معطل ہیں۔

قلب کو دیکھو کہ سینے کے بند صندوق میں کس طرح سے محفوظ ہے اس پر جمل کا غلاف چڑھا ہوا ہے اس کو ہر چہار طرف سے گوشت اور اعصاب سے مستحکم کیا ہے۔ یہ اعضاء میں اشرف ہے اور بحیثیت بادشاہ کے ہے اس لیے اسکی حفاظت

ایسی ہی ضروری تھی۔

حلق کو دیکھو قدرت نے اس میں دو راستے بنائے ہیں ایک آواز کے آنے کے لیے جسکو حلقوم کہتے ہیں اور جو پھپھوڑے تک پہنچتا ہے۔ دوسرا غذا کے جانے کے لیے جس کا تعلق معدہ سے ہے حلقوم پر ایک پردہ لگا ہے جو کھانے کو آنے سے روکتا ہے۔ پھر پھپھوڑے کو پچھے کے قائم مقام بنایا کہ قلب کو ہوا پہنچا کر اسکو تازہ دم رکھے اور شدت گرمی اور جس سے قلب کے کام میں خلل نہ پڑے اور ہوانہ ملنے سے قلب کی حرکت بند ہو کر انسان کی ہلاکت کا باعث نہ ہو۔ اس لیے اس کے اندر کے حصہ خلاء کو ہوا سے بھرا رکھا ہے۔ تاکہ برابر قلب کو ملتی رہے۔

پیشاب و پاخانہ کے راستوں پر نظر کرو کہ قدرت نے کس حکمت سے ان کے راستے تالیاں بنائی ہیں۔ کہ ضرورت پر کام دیتی ہیں اور بلا ضرورت وہ جاری نہیں ہوتیں ورنہ انسان کی زندگی اس دائمی جریان سے اجزن بن جاتی اور واپسی وقت بھی پاک و طاہر نہ رہ سکتا۔

فحش رانوں اور سرین کو دیکھو کہ قدرت نے کس طرح ان کو پر گوشت بنایا ہے کہ بیٹھنے میں انسان کو کوئی اذیت اور تکلیف نہیں ہوتی جیسے کہ کمزور اور دبلا پتلا انسان جس کے جسم پر گوشت کم ہوتا ہے اور رانیں گوشت سے خالی ہوتی ہیں وہ بیٹھنے میں بڑی تکلیف محسوس کرتا ہے کیوں کہ گوشت کی نرم گدی اس کے نیچے نہیں ہوتی۔

انسان کے آلہ تناسل پر نظر کرو۔ کہ اگر ہر وقت وہ مسترخی ڈھیلا رہتا تو پھر

رحم میں منی کے پہنچانے کی کیا شکل ہوتی۔ اور اگر ہر وقت وہ قائم ہی رہتا تو کام کرنے میں چلنے پھرنے میں بڑی دشواری ہوتی اس لیے قدرت نے اس کو ایسا بنایا ہے کہ ضرورت کے وقت وہ قائم و سیدھا ہوتا ہے اور بلا ضرورت وہ نرم اور چھوٹا ہو کر کالعدم ہو جاتا ہے گویا کہ وہ موجود نہیں ہے اور اس میں کبھی شہوت پیدا نہیں ہوتی۔

مکان کے حصوں میں بیت الخلاء تمام حصوں سے زیادہ پردہ اور سکون کا مقام ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان وہاں جا کر فطری تقاضے یعنی قضائے حاجت کر کے اس اضطراب اور گھبراہٹ کو رفع کرتا ہے جو قضائے حاجت سے قبل اسکو لاحق تھی اور وہاں وہ برہنہ ہو کر بیٹھتا ہے۔ قدرت کے کمال حسن تدبیر سے اس کا وہ مقام (مخرج براز) جسم میں انتہائی پوشیدہ جگہ پر بنایا پھر دونوں طرف پر گوشت رانوں سے اس کا او بھی پردہ کر دیا گویا وہ برہنہ ہوتے ہوئے بھی ایک حد تک ڈھکا ہوا ہے۔

بالوں کو مناسب جگہ پیدا کرنے کی حکمت

بالوں اور ناخنوں کی پیدائش پر غور کرو جو بڑھتے رہتے ہیں ان کے تراشنے میں بڑی مصلحت ہے پھر ان بالوں اور ناخنوں کو بے حسن بنایا کہ تراشنے میں انسان کو اذیت نہ ہو۔ ورنہ دو صورتوں میں سے ایک لازمی ہے یا تو ان کو اذیت کے خوف سے یوں ہی اپنی حالت پر چھوڑا رہے دیتا اور حد سے زیادہ بڑھ جانے

پر اس کی شکل و حیثیوں جیسی بد نما ہو جاتی یا پھر ان کو تراشتا اور مناسب مقدار میں ان کو کرتا تو تراشنے کی اذیت کو محسوس کرتا۔

پھر بالوں کے اگنے کے مقامات پر غور کرو اگر آنکھ کے اندر بھی بال اگتے تو پھر انسان اسکی وجہ سے اندھا ہو جاتا کیونکہ آنکھ جیسی نازک و لطیف شے اس کو کیونکر برداشت کرتی۔ اور اگر منہ کے اندر بال ہوتے تو کھانے پینے میں جو اذیت ہوتی ظاہر ہے کہ انسان پر کھانے پینے کا لطف حرام ہو جاتا۔ اسی طرح اگر ہاتھ کی ہتھیلی میں بال ہوا کرتے تو چھونے اور پکڑنے کی لذت سے انسان محروم ہو جاتا۔ اور بہت سے کام کرنے میں وہ مانع ہوتے اسی طرح اگر بال اندرون فرج (شرمگاہ) میں ہوتے تو لذت جماع سے انسان محروم ہوتا پس ان باتوں سے خدا کی قدرت کا اندازہ کرو۔ کہ اس نے کس طرح ہر چیز کو اپنے صحیح مقام پر رکھا ہے اور انسان کو لذت و آرام کے مواقع دیئے ہیں اور بے محل اشیاء کو نہیں رکھا کہ انسان کا عیش و آرام منصص ہو جاتا۔

انسان کی جسمانی ضروریات

پھر اس پر غور کرو کہ قدرت نے انسان کے اندر کھانے پینے سونے اور جماع کرنے کی ضرورتوں کو پیدا فرمایا ہے اور اس کے اظہار کے کیسے دواعی اور محرکات بنائے۔

بھوک و پیاس کھانے پینے کی طلب کے محرکات ہیں اور کھانا پینا یقیناً

انسان کی زندگی کے لیے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ہو پانی۔

سونا اور نیند کا آنا یہ بھی انسان کے لیے طبعی طور پر ضروری ہے اس کے بغیر بدن انسی کو راحت و آرام اور قوتوں میں از ہونو تازہ حیات نہیں ہو سکی تا وقتیکہ انسان کچھ دیر سوئے نہیں تاکہ پھر تازہ دم ہو سکے۔

انسانی جسم میں خواہش جماع کیوں رکھی گئی

خواہش جماع کا ہونا جماع و محبت کے لیے دواعی و محرکات سے ہے جو نسل و بقائے نسل کے لیے انتہائی ضروری ہے انسان کی طبیعت میں محرکات و دواعی کا ہونا از بس ضروری ہے۔ اگر یہ محرکات نہ ہوں تو انسان بسا اوقات دوسرے مشاغل میں رہ کر ان ضروری چیزوں سے بے پرواہ اور غافل رہے اور اس طرح اسکی قوت جسمانی کمزور ہو کر ان میں سستی آ جائے اور پھر یہ ہلاکت کا باعث ہو۔ اسی طرح اگر جماع محض حصول اولاد کی خاطر ہوتا تو نسل منقطع ہو جاتی۔ کیوں کہ بہت سے ایسے عوارض ہیں جن کی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہ کرتا اور یہ بے توجہی انقطاع نسل کا موجب ہوتی پس قدرت کی اس حکمت پر نظر کرو کہ اس نے انسانی طبیعت میں ان خواہشات کو اس طرح ودیعت کیا ہے کہ انسان جماع کے لیے مضطر ہوتا ہے اور پھر اس سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

بدن کی ترتیب و ترکیب کو دیکھو

بدن کی ترتیب و ترکیب کو دیکھو کہ بدن بمنزلہ دار الملک اور..... دار السلطنت کے ہے جس میں نوکر خدمت گار اپنے اپنے کام پر حاضر ہیں ایک کے پر ایک خدمت ہے تو دوسرا اسکی امداد کے لیے حاضر ہے گھر میں ذرا گندگی اور حصصن مادہ پیدا ہوا فوراً خادم نے اسکو باہر نکال کر پھینک دیا کہ مکان صاف ستھرا رہے یوں سمجھو کہ اس مثال میں بادشاہ تو وہ خالق ہے جس نے ان تمام اشیاء کو پیدا فرمایا ہے اور بدن انسانی بمنزلہ مکان کے ہے اور اعضاء ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ یہ سب بمنزلہ خدام کے ہیں اور عقل و عفظ و غضب وغیرہ۔ یہ سب قوم کی جگہ ہیں۔ کہ اگر مذکرہ بالا میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو پھر نظام جسم خراب ہو جائے اور لینا، دینا، دیکھنا، چلنا، پھرنا حفاظت وغیرہ ان تمام کاموں میں حرج ہو جائے نہ راستہ کو پہچان سکے نہ علم سے فائدہ اٹھا سکے نہ نفع حاصل کر سکے نہ نقصان سے اپنے آپ کو بچا سکے نہ اپنی تحریر سے فائدہ اٹھا سکے نہ گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کر سکے یہ تمام دشواریاں کسی ایک چیز کے نہ ہونے سے پیش آسکتی ہیں۔ پھر ان تمام نعمتوں پر نظر کرو جو خدا نے دے رکھی ہیں۔ اگر وہ سب معدوم ہو جائیں۔ تو پھر انسان کا وجود ہی معطل ہو جائے اس سے خدا کے فضل و احسان کا اندازہ کرو۔ اور پھر اسکی حکمت عملی پر غور کرو۔ (واما بنعمة ربک فحدث)۔

قوت حافظہ یقیناً بڑی نعمت الہی ہے

لیکن نسیان (بھول) یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے اور بڑی حکمت اس میں پوشیدہ ہے اگر انسان میں بھول و چوک کا مادہ نہ ہوتا تو انسان ہر وقت رنج و غم میں مبتلا رہتا اور پھر اس کرب و الم سے اس کی جان پر بین جاتی وہ آفات و مصائب کو ہر وقت ذہن میں یاد رکھتے ہوئے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم رہتا کہ اس حالت میں اس کے لیے کسی سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ کیوں کہ رنج و غم سے اس کی قلبی کیفیت اتنی خراب رہتی کہ وہ اپنی زندگی تک سے بیزار ہو جاتا ظالم سے ذرا سی غفلت کی توقع حاسد سے بھول و نسیان کا امکان اور کسی بدخواہ کی طرف سے ادنیٰ سی غفلت ان میں سے کسی کی توقع کا امکان نہ ہوتا پس قدرت کی اس حکمت کو دیکھئے کہ اس نے ہل و نسیان دو متضاد چیزیں انسان میں جمع کر دی ہیں۔ اور دونوں میں بڑی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں پھر قدرت کی اس حکمت کی داد دیجئے کہ اس نے انسان میں بعض مخصوص وہ صفات دی ہیں جو دیگر حیوانات میں نہیں دیں مثلاً حیا کا مادہ قدرت نے انسان کو ودیعت کیا ہے اگر حیا و شرم انسان میں نہ ہو تو انسان گناہ کرنے سے کبھی نہ رکے ضروریات کو پورا نہ کرے مہمان کی خاطر مدارت نہ کرے اچھے کام کرنے کی رغبت نہ ہو برے کام سے اجتناب نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے کام انسان لوگوں سے شرم و حیا کی وجہ سے کرتا ہے امانتوں کو واپس کرتا ہے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے بے حیائی کے

کاموں سے رکتا ہے یہ سب امور حیا و شرم ہی کے سبب سے انسان کرتا ہے پس ایک حیا کے ہونے کے فوائد اور اس کے نہ ہونے کے باعث اتنے نقصانات ہیں پس اسی پر دوسری نعمتوں کو قیاس کرو۔

قوت گویائی پر نظر کرو

جس کی بدولت انسان تمام جانوروں سے ممتاز ہے۔ جس کے برکت سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے اور دوسرے کو سمجھا دیتا ہے اور دوسرے کے مافی الضمیر کو سمجھ لیتا ہے اگر قدرت نے یہ نعمت نہ بخشی ہوتی تو افہام و تفہیم کیونکر ممکن ہوتا۔

اسی طرح نعمت کتابت پر غور کرو جسکی بدولت آج ہزاروں برس پیشتر کے حالات معلوم کر لیتے ہیں اور ہمارے حالات و واقعات آنے والوں کو صدیوں تک معلوم ہوتے رہیں گے۔ اس کی برکت سے ہمارے علوم آداب معاملات حساب و کتاب سب کچھ کتابوں میں محفوظ ہیں۔ بھول جائیں تو کتابت کو دیکھ کر یاد کر لیں اگر کتابت کی نعمت قدرت سے ہم کو نہ ملتی تو ہم اپنے سے قبل کے زمانے کے حالات سے قطعاً ناواقف رہتے اور علوم و فنون سب ضائع ہو جاتے بلکہ اخلاق و آداب اور فضائل سب ہی نعمتوں سے یکسر ہم محروم ہو جاتے اور معاملات میں بڑی دشواری پیدا ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ کلام و کتابت یہ انسان کے لیے کسی چیزیں

ہیں یہ امور طبعہ میں سے نہیں ہیں اور اس لیے عربی، ہندی، رومی خطوط میں ہم بین اختلافات پاتے ہیں اور یہی حال کلام کا ہے کہ یہ ایک اصطلاحی چیز ہے اسی میں بھی اختلاف کا ہونا یقینی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا مقصد کتابت سے ملکہ کتابت ہے یعنی خدا کی بخشی ہوئی وہ قدرت جو اس نے انسان کو ہاتھوں میں انگلیوں میں ہتھلیوں میں بخشی ہے اور ذہن و فکر کو عطا ہوتی ہے اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں۔

اسی طرح اگر زبان اور قوت نطق اور اس میں ذہن و فکر کی ترکیب نہ ہوتی تو انسان ساری عمر کبھی نہیں بول سکتا تھا پس خدا کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ایسی مفید اور کام کی چیزیں انسان کو عطا فرمائیں پھر قوت غضب پر نظر کرو جو قدرت نے انسان میں ودیعت رکھی ہے جسکی وجہ سے موذی اور نقصان دہ اشیاء کو دفع کرتا ہے اور مادہ حسد کی وجہ سے منفعت کرتا ہے مگر قدرت نے انسان کو ان دونوں قوتوں میں معتدل رہنے پر مامور فرما دیا ہے۔ کہ ان میں سے کسی چیز میں بھی اگر تجاوز کرے گا تو پھر شیطانی صفات یقیناً اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور شیطانی درجہ اور رتبہ اسکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے غضب کی حالت میں اس پر لازم ہے کہ دفع شر میں وہ بہت تدبیر سے کام لے اور حسد کے وقت وہ ضبط کو کام میں لائے کیونکہ حسد میں دوسروں کی نعمت کے زوال اور خود کو کامران ہونے کی خواہش ہوتی ہے اور غبطہ میں زوال نعمت دوسروں سے نہیں ہوتا محض حصول مشابہت اور مماثلت مقصود ہوتا ہے۔

قدرت نے کمال حکمت سے انسان کو بعض مفید چیزیں عطا کیں اور بعض چیزوں سے باز رکھا ہے۔

انسان میں قدرت نے امید اور تمنا کا مادہ عطا کیا

اس میں بھی انسان کی فلاح اور مصلحت ہے۔ مثلاً انسان میں قدرت نے امید اور تمنا کا مادہ عطا کیا۔ جسکی وجہ سے دنیا کی آبادی اور تاسل کا سلسلہ قائم دائم ہے۔ اس کی بدولت کمزور اور غریب طبقہ کے لوگ طاقتور اور دولت مند طبقہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں بڑے بڑے با اختیار لوگ دنیا کو آباد کرتے ہیں اور ان کی اس تعمیری کوششوں سے کمزور طبقہ کے لوگوں کو ضمناً بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

انسان بہر حال تخلیقی طور پر کمزور پیدا ہوا ہے۔ اگر وہ گذری ہوئی قوم کے بنائے ہوئے مکانات اور تعمیری چیزوں کو نہ دیکھتے تو نہ تو اس کے رہنے کے لیے کوئی مکان ہوتا اور نہ اس کے پاس ایسا آلہ اور سامان ہو جس کے ذریعہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں از سر نو تعمیر کرے۔ گویا یہ قوت اہل (آرزو) موجودہ لوگوں کے لیے عمل کا پیش خیمہ ہے کہ ان کو عملی دنیا میں سرگرم پیدا ہوتی ہے۔ آنے والوں کے لیے یہ لوگ ایسی بے شمار چیزیں چھوڑ جائیں گے جن سے وہ فائدہ اٹھائیں گے اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری اور ساری رہے گا یہ سب اس (آرزو) برکتیں ہیں۔

بعض چیزوں سے انسان کو مصلحتاً قدرت نے باز رکھا مثلاً اس کی ساری عمر کی مدت اور اسکی موت کا علم۔

عمر کی مدت اور اسکی موت کا علم

اگر انسان کو اپنی عمر معلوم ہوتی اور وہ عمر کم ہوتی تو پھر اس کو زندگی میں کوئی حزن نہ آتا۔ اور دنیا کے کاموں میں کوئی حصہ نہ لیتا۔ حتیٰ کہ وجود نسل اور تعمیر میں وہ ذرا بھی جدوجہد نہ کرتا۔ اور اگر مدت عمر دراز ہوتی اور اس کو معلوم ہوتا تو وہ خواہشات کا بندہ بن جاتا اور حدود سے تجاوز کرتا۔ اور بڑی مہلکات میں گھس پڑتا اس لیے کہ عمر کی مدت اس کو معلوم ہوتی تو وہ اپنی مدت کا خیال بھی دل میں نہ لاتا۔ اب کیونکہ قدرت نے اس کو اس سلسلہ میں قطعاً ناواقف رکھا ہے تاکہ ہر وقت اس کو موت کا کٹھکا لگا رہے اور خواہشات میں پڑنے سے خدا کا خوف اور پھر موت کا ڈر بھی پیدا ہو اور موت سے پہلے نیکیوں کے ذخیرہ کرنے کا خیال دل میں رہے۔

انسان کے لیے مختلف نعمتیں

انسان جن جن چیزوں سے نفع اٹھاتا ہے ان پر نظر کرو۔ قدرت نے اس میں کیا کیا حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں اور کیسی لذتیں اور ذائقے قدرت نے کھانوں میں پیدا کیے ہیں قسم قسم کے کھانے اور ان میں الگ الگ مزے طرح

طرح کے پھل ان کے مختلف رنگ ان کی خوشبو کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے سواریوں پر نظر کرو ان کے اقسام کو دیکھو ان سے کیا کیا آرام اور فائدے حاصل ہوتے ہیں قسم قسم کے پرندے اور ان کی بولیاں سنو ان کی دلکش آوازیں اور سریلے نغمے ان کو سن کر انسان مسرت ہوتا ہے سکے اور نقود پر نظر کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسان اپنی ضروریات کو کیوں کر پورا کرتا ہے جڑی بوٹیوں کو دیکھو انسان اپنی تندرستی اور قوت کے لیے ان سے کیا کیا فائدے حاصل کرتا ہے کھانے کے جانوروں پر غور کرو ان کے گوشت میں خدا نے کیسی لذت بنائی ہے پھر ان جانوروں سے کھیتی باڑی میں کس طرح کام لیا جاتا ہے۔ آب پاشی کے لیے ان کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر پھولوں کو دیکھو ان میں کیسی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ان سے کیسے کیسے تیل اور عطر نکالے جاتے ہیں پھر انسان اس کو جسم اور لباس پر لگا کر محفلوں اور مجلسوں میں شریک ہوتا ہے مختلف رنگ کے لباس اور کپڑوں کو دیکھو پھر موسم کے اعتبار سے ان لباسوں کی اقسام پر نظر کرو۔ قدرت نے انسان کو عقل و سمجھ عطا فرمائی اور ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع عطا کیا ہے قدرت کی کیسی کارگیری ہے کیسی کیسی عجائبات ان میں پوشیدہ ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، محنت اور کوشش کے سلسلہ میں قدرت نے انسان کو مختلف طبیعتیں اور ضرورتوں کا حامل بنایا ایک انسان ایک چیز سے ایک فائدہ اٹھاتا ہے دوسرا اسی چیز سے دوسرا فائدہ اٹھاتا ہے اسی کوشش کی بدولت ایک دولت مند ہے اور دوسرا فقیر۔ دولت مند کا سبب ہے لوگوں محنت اور کوشش کے اختلاف کی مثال ایک کم سن بچے کی سی ہے کہ

بسا اوقات وہ نادانی اور ناہنجی کی وجہ سے ایسی چیزوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

جو اس کو نقصان پہنچاتی ہیں اور ان چیزوں میں منہمک ہو جاتا ہے کہ اس

سے علیحدہ کرنا ایک مصیبت ہو جاتا ہے۔

دنیا کی چیزوں میں بے شمار حکمتیں اور لطائف ہیں۔ ان کو شمار کرنا اور

ایک ایک چیز کو تفصیل سے بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اور نہ انسان ہر

چیز کے وجود کی حقیقت و حکمت اور اس کی کتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ مخلوقات کی جملہ

حکمتیں اور مصلحتیں اس حکیم مطلق کو ہی معلوم ہیں جس کی رحمت عام ہے اور جس کا

علم وسیع اور ہر شے کو محیط ہے۔



انسان اشرف المخلوقات ہے

قدرت نے انسان کو بڑا اشرف و مرتبہ عطا کیا ہے جو دوسری مخلوقات کو نہیں دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

ولقد کرما بنی آدم و حملنہم
فی البر و البحر و رزقنہم من
الطیبات و فضلنہم علی کثیر
ممن خلقنا تفضیلاً.
اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو
عزت دی ان کو خشکی اور تری میں
سوار کیا ان کو ستھری چیزیں روزی
دیں اور ان کو اپنی بہت سے مخلوق
سے افضل کیا۔ (کنز الایمان)

(بنی اسرائیل: ۷۰)

یہ شرف و عزت انسان کو قوت ادراک اور عقل و شعور کی بدولت ملا ہے جس سے دوسرے حیوانات محروم ہیں۔ اور انسان اس عقل ہی کی بدولت ممتاز ہے اسی کی بدولت وہ ملا اعلیٰ سے قریب تر ہے اسی کی برکت سے وہ کائنات و مصنوعات میں غور و فکر کر کے خالق کی معرفت و قدرت کو پہچانتا ہے خود اپنی ہستی اور وجود پر نظر کر کے خدا کی حکمت و قدرت کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ خدا نے کلام پاک میں فرمایا ہے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون .
خود تمہاری ذات میں قدرت کی
نشانیوں موجود ہیں تم دیکھتے نہیں ہو۔

انسان جب وہ اپنے وجود اور اصل پر غور کرتا ہے اور نظام جسم پر غور و فکر کرتا ہے اور قدرت کی عطا کردہ حکمتوں اور قوتوں میں تدبیر کرتا ہے۔ تو پھر وہ خدا کی عظمت و حکمت کا دل سے اعترافات کر لیتا ہے اس کی کمال تدبیر اور لال حکمت کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی عقل کی بدولت وہ اچھے برے کھونے کھرے مفید و معسر میں تمیز کرتا ہے۔ اس عقل کے وجود کو نہ کسی جسم کی شکل میں محسوس کرتا ہے۔ نہ اس کی ہوسو گھٹا ہے نہ اس کا ذائقہ چکھتا ہے نہ اس کی مشکل دیکھتا ہے اس کے باوجود اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس کے فیضان برکات سے منکر نہیں ہو سکتا۔ وہ دیکھتا ہے کہ صرف عقل کی طاقت و قوت کی بدولت وہ ہزاروں آنکھوں سے غائب چیزیں کو دیکھ لیتا ہے نہ آنکھوں کی رسائی ہے نہ کانوں کی پہنچ یہ ساری قوتیں جہاں عاجز ہیں وہاں عقل کی قوت و طاقت اپنا کام کرتی ہے آسمان وزمین کے عجائبات و مناظر ان آنکھوں سے پوشیدہ ہیں مگر عقل کے سامنے بے نقاب ہیں۔ قدرت کے وہ مظاہر جو ان حواس ظاہری سے مستور ہیں شعور و عقل کے نزدیک سب بے حجاب ہیں اب جتنا علم سے اس کو جلا دواتی ہی اس میں نور و روشنی بڑھتی ہے اور پھر آسمان سے مادراء اوپر کی کائنات اور تخت اثری میں معدنیات و مغنیات سب عقل کے سامنے روشن ظاہر ہوتی جاتی ہے۔

اپنے اعضاء و جوارح پر جب انسان نظر کرتا ہے کہ وہ ارادہ کے ساتھ ہی حرکت میں آجاتے ہیں اور یہ حرکت اتنی سریع ہوتی ہے کہ یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہو جاتا ہے کہ آیا ارادہ اور حرکت دونوں میں مقدم کون ہے اور موخر کون اگر چہ رتبہ

ارادہ مقدم ہوا کرتا ہے مگر قدرت نے جو ارح کو انسان کی قوت ارادی کے ایسا تابع و مطیع کر دیا ہے۔ کہ ارادہ کے وجود میں آتے ہی جسم کے اعضاء اس کی فرمانبرداری کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔

اس عقل و شعور اور اوراک کے باوجود انسان اپنی حقیقت کے سمجھنے سے کما حقہ قاصر ہے۔ کبھی وہ اپنے لیے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں اس معاملہ میں قطعاً جاہل ہوں اس کے باوجود وہ بڑے بڑے مشکل و آسان میں کام کرتا ہے اور باریک باریک چیزوں کو سمجھتا ہے کبھی وہ اپنے متعلق جاننے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن وہ ایسی باتیں کر گزرتا ہے کہ انجام وہ نادم و پشیمان ہوتا ہے۔

انسان میں موجود مختلف صلاحیتیں

کبھی کسی چیز کو یاد کرتا ہے لیکن بھول جاتا ہے۔ کسی چیز کو بھلانا چاہتا ہے لیکن بھلانا نہیں سکتا۔ چاہتا ہے کہ اپنا وقت عیش و عشرت میں گزارے اور رنج و الم کو پاس نہ آنے دے لیکن اچانک ایسے حالات جو اسباب ظاہر ہوتے ہیں کہ اس کی تمام خوشی رنج و الم سے بدل جاتی ہے کبھی کسی معاملے میں وہ اپنے آپ کو ہوشیار اور ہر وقت متنبہ رکھنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے غفلت میں ہو جاتا ہے ایک طرف اس کو ہر چیز کو جاننے کا دعویٰ ہے لیکن تجربات سے اس کی جہالت و نادانی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی وہ اپنے کو قطعاً کوراواندھا اور بے بہرہ تصور کرتا ہے لیکن بڑی بڑی تدبیریں اور حکمتیں اس سے صادر ہوتی ہیں جس سے اسکی قابلیت اور علم کا

اندازہ ہوتا ہے پھر بھی وہ اپنی حقیقت سے ناواقف ہی ہے۔ آواز کیوں کر پیدا ہوتی ہے کس طرح غلطی ہے کہاں تک پہنچتی ہے کلام کے حروف کیوں مرتب ہو کر ایک بامعنی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اسکی نگاہ کہاں تک کام کرتی ہے۔ کیوں کہ وہ اپنی آنکھ سے بصارت کا کام لیتا ہے یہ آنکھوں میں نور کس طرح سے اور کہاں سے آتا ہے۔ اور کس طرح وہ اشیاء کو دیکھتا ہے۔ اس کے قلب میں ارادہ کیوں کر پیدا ہوتا ہے۔ وجود سے پہلے یہ کہاں تھا وغیرہ وغیرہ ان تمام چیزوں کے علم سے وہ قدرت کے کمال اور اس کی بانع حکمت کو تسلیم کرتا ہے۔ اگرچہ حقیقت علم سے ابھی تک بے بہرہ ہے۔

قدرت نے انسان میں خواہش پیدا کی

قدرت نے انسان میں خواہش پیدا کی جو اسکی طبیعت کے مناسب ہے اگر وہ خواہش کے استعمال کرنے میں اپنے نور عقل سے کام لے تو وہ مہلکات سے اپنے کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور بلند مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور اگر اس خواہش کو اغراض نفس کے لیے استعمال کرے تو پھر نور معرفت سے اسکو کوئی حصہ نہیں مل سکتا اور نہ اس امور کو وہ حاصل کر سکتا ہے جن کے حصول پر روز قیامت بڑے اجر ملنے کا وعدہ ہے۔ ثواب و عذاب ان امور کے حصول و عدم حصول اور اس خواہش کے صحیح و غلط استعمال پر موقوف ہے درحقیقت یہ خواہش جو قدرت کی طرف سے انسان کو عطا کی گئی ہے انسان کی عملی زندگی میں ایک موثر آلہ ہے انسان کے

ذہن و دماغ میں قدرت نے جو فکر و تدبیر کی قوتیں رکھی ہیں۔ وہ بھی اس خواہش کے بغیر بیکار ہیں حقیقتاً ان سب کا باہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ ایک کے بغیر دوسری اور دوسری کے بغیر پہلی قوت بیکار ہے اور انسان کو پورا فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اسکی تمام قوتیں اعتدال سے کام میں لگی ہوں اور اشیاء کا بد صورت اور اخلاق کا اعلیٰ اور ادنیٰ ہونا اور زمانہ کے ساتھ ان کا مناسب ہونا یہ ساری چیزیں اس پر منہی ہیں۔

قدرت کے اس احسان کو دیکھو کہ اس نے انسان میں کیسی کیسی مفید اشیاء پیدا فرمائی ہیں ظرف کی قدر و قیمت مظروف سے ہوتی ہے مکان کا رتبہ کمین سے ہی ہوتا ہے جب خدا نے انسان کے قلوب کو اپنی معرفت کا محل بنایا تو اسکا درجہ کتنا بلند ہو گیا۔

آخرت کے گھر کی معرفت کے لیے

نور رسالت کو پیدا کیا

اور کیوں کہ قدرت نے انسان کے لیے مرجع و مرکز اس گھر کے سوا ایک دوسرا گھر تجویز کیا ہے جسکو دار آخرت کہتے ہیں اس گھر کا حال اور علم انسان سے قطعاً مخفی رکھا ہے اس کے علم کے لیے اس نے نور رسالت کو پیدا کیا اور اس نور کی پیدا کی ہوئی روشنی میں انسان پر وارا آخرت کے احوال اور کوائف ظاہر ہوتے ہی

اس لیے اس نے انبیاء و رسل دنیا میں بھیجے جن جن کی دو چشمیں ہیں خدا کے فرمان برداری کرنے والوں کے لیے وہ بشر (بشارت خوشخبری دینے والے) ہیں اور اس کی نافرمان بندوں کے حق میں وہ نذیر (ڈرانے والے) ہیں ان انبیاء کی امداد وحی کے ذریعہ سے فرمائی اور وحی کو سمجھنے اور اسکو محفوظ رکھنے کی صلاحیت ان میں پیدا کی انبیاء نے انسانوں کو دنیا کے معاملہ میں مصالح و حکمتوں سے واقف کیا اور آخرت کے متعلق جو مصالح و حکمتیں ہیں ان سے بھی انسان کو آگاہ کیا یہ علم و معرفت جو انسان کو انبیاء و رسل کی معرفت اور ان کی وساطت و توسل سے حاصل ہوا، محض نور عقل سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ انبیاء کو خدا نے ایسے روشن دلائل اور واضح براہین لے کر بھیجا جن کی وجہ سے انسان کو بجز ایمان و اذعان کے چارہ کار نہیں وہ دلائل انبیاء کے ایک ایک حکم اور ایک ایک چیز پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں گویا خدا نے اس طرح سے انسان پر اپنی نعمت کی تکمیل فرمادی۔ اور اب تمام حجت ہو چکا۔ دین و دنیا کی دونوں راہیں اس نے دکھا دیں نجات و ہلاکت کے دونوں راستوں کو واضح کر دیا۔

سعید اللہ پر ایمان لاتا ہے اور شقی تکذیب کرتا ہے
 قدرت نے انسان کو کیا شرف عطا فرمایا اور اس کی نسل کو کیسی عزت بخش
 کہ انسان کی نسل سے کیسے کیسے صاحب کمال صاحب فضیلت لوگ ہوئے جن کو
 قدرت کی طرف نبوت و رسالت جیسے عالی مناصب عطا ہوئے اور انوار و تجلیات

عطا ہوئیں پس جو سعید ہے وہ ایمان لا کر خدا کی نعمتوں کا مظہر اور اس کے احسانات و انعامات کا مستحق ہوتا ہے اور جو شقی ہے وہ ان چیزوں کی تکذیب کر کے ابدی رنج و مصیبت کو خریدتا ہے اور محض دنیا کے حصول کی خاطر وہ اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے۔

اس کے احسانات و انعامات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا، بلکہ سوتے میں عالم خواب میں کبھی عالم مثال میں ایسی ایسی چیزیں دکھاتا ہے جن سے اس کو ہدایت (رشد حاصل ہوتی ہے۔ کبھی اس خواب کے ذریعہ اس کو کسی کام سے روکنا منظور ہوتا ہے تو اس کو دھمکایا جاتا ہے کبھی کسی کام کی ترغیب و شوق دلانا ہوتا ہے بہر حال ایسے امور جن کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے وہ چاہتا ہے تو کسی ذریعہ سے کچھ علم اپنے کسی خاص بندے کو عطا فرماتا ہے۔ اور یہ اس کی خاص رحمت ہوتی ہے

یختص بر حمة من یشاء.



پرنڈوں کی پیدائش کی حکمتیں

خدا نے فرمایا:-

الم یرو الی الطیر مسخرات
فی جو السماء ما یمسکھن
الا اللہ ان فی ذلک لابت
لقوم یؤمنون .

کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے
باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی
نہیں روکتا سوائے اللہ کے بے شک
اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

(کنز الایمان)

(الحل: ۷۹)

خدا نے پرندوں کو پیدا کیا اور اپنی حکمت سے ان میں تمام ان چیزوں کو
پیدا کیا جو ان کے اڑنے کے مناسب و موافق تھیں۔ انہی مثل چیزوں کو نہیں پیدا کیا
جو اڑنے کے متافی یا مثل تھیں۔ جن جن چیزوں کی پرندوں کو ضرورت پڑتی وہ
سب بتائیں اور اسی طرح سے انکا قوام بنایا۔ ان کی غذا بنائی اور ہر ہر عضو کے
لیے غذا سے مناسب حصہ پہنچایا جو اس حصہ جسم کی غذا بنے عضو کے نرم و سخت اور
خشک ہونے کی صورت میں غذا کے اجزاء سے ایسے مناسب اجزاء کو ان عضوؤں
کے غذا کے لیے پہنچاتا ہے جو نرم و خشک اور سخت اعضاء کے کام آسکیں۔

پرنڈوں کو خدا نے ۲ پاؤں دیئے، ہاتھ نہیں دیئے پاؤں اس لیے کہ وہ چلے
پھرے اور زمین سے قائمہ حاصل کر سکے۔ اڑنے میں ان سے مدد لے پاؤں کو

بچے سے کشادہ بنایا، تاکہ زمین پر اچھی طرح سے قائم رہے پاؤں بھی اسکے نہایت بلکے اور پر حکمت بنائے۔ انگلیوں کا کچھ حصہ رقیق دباوریک جلد سے بنایا جو ناگموں کی جلد سے ذرا سخت ہے۔ ناگموں کی جلد موٹی اور مضبوط بنائی، تاکہ گرمی و سردی میں ان کو پروں سے ڈھانپنے کی ضرورت نہ ہو اور ناگموں کا پروں سے برہنہ ہونا یہ بڑی حکمت و مصلحت کیونکہ پرندوں کو دانہ چگنے اور پانی پینے میں اور اس کی طلب میں چلنے میں ضرور ایسے مقامات آتے ہیں جہاں کچھ پانی اور گندگی ہو اب اگر اس کی ناگمیں پروں سے پر ہوتیں تو پانی اور کچھ میں لتھڑ کر بوجھل ہو جاتیں اور پرندے کے لیے بڑی دشواری ہوتی اس لیے قدرت نے اس کے جسم میں جہاں ضروری سمجھا وہاں بالوں اور پروں کو نہیں پیدا کیا تاکہ اس کے اڑنے چلنے پھرنے میں رکاوٹ نہ ہو پرندوں کو اس نے لمبے لمبے پاؤں والا نہیں بنایا۔ ان کی گردنوں کو طویل بنایا تاکہ اپنی غذا حاصل کرنے اور دانہ چننے میں مدد ملے، اگر پاؤں لمبے اور گردن چھوٹی ہوتی تو اس کے لیے جنگلوں میں دانہ چگنا اور سمندر دریاؤں سے پانی پینا مشکل ہوتا اور اس کو اپنے سینہ کو پانی پینے دانہ چگنے کے لیے جھکانا پڑتا کبھی وہ اپنی چونچ کی لمبائی سے بھی مدد لیتا ہے تاکہ اس کو مزید آسانی ہو گردن لمبی ہوتی اور پاؤں چھوٹے ہوتے تو اس کی گردن اس کو زنی معلوم ہوتی اور پھر دانہ دنگا چگنے میں یہ آسانی نہ ہوتی۔ خدا نے اس کے سینے کو گول اور اس طرح ہڈیوں سے اس کو ترتیب دیا ہے کہ وہ ہوا کو اڑنے میں آسانی سے پھاڑ سکتا ہے اور اسی طرح اس کے بازوؤں کے سپردوں کو مدور بنایا ہے، کہ اس کو اڑنے

میں مدد ملے، پھر پرندوں کی انواع و اقسام کے لحاظ سے ان کے غذا حاصل کرنے کی رعایت سے ان کی چونچیں چھوٹی، لمبی، تیز، سخت، ٹیزمی اور سیدھی بنائی ہیں تاکہ دانہ چھینے کھودنے توڑنے چیرنے پھاڑنے میں کام دے سکیں۔ بعض چونچوں کو قدرت نے ایسا تیز اور سخت بنایا ہے کہ ان کے ذریعہ سخت سے سخت چیزوں کو وہ توڑ سکیں اور گوشت کو نوچ کر کھا سکیں۔ بعض چونچیں چوڑی اور کنارے دار ہوتی ہیں کہ دانے کو اچھی طرح سے ان پر رکھا جاسکے بعض سیدھی ہوتی ہیں مگر حد اعتدال میں تاکہ وہ سبزی ترکاری پھل وغیرہ کھا سکیں۔ بعض زیادہ لمبی مگر ہڈی کی طرح سخت ہوتی ہیں مگر اندر کے حصہ میں ملائم ہڈی کی طرح نرم ہوتی ہیں اور دانتوں کا کام بھی ان سے لیا جاتا ہے۔

پرندوں کے پروں کو خدا نے لمبا بانس کی طرح سے خول اور ہلکا بنایا تاکہ اڑنے میں ان سے مدد ملی جاسکے اور نہایت مضبوطی سے وہ بازوؤں میں لگے ہوتے ہیں کہ رات دن اڑنے سے بھی وہ خراب نہیں ہوتے کیونکہ اڑنے میں نہایت سریع حرکت کرنا پڑتی ہے اس لیے پروں کو نہایت مستحکم بنایا، اور جسم کے لیے سردی اور گرمی سے حفاظت کا ذریعہ بھی بنایا پرندوں کے تمام جسم میں پروں کو پیدا فرمایا کہ سردی و گرمی سے بدن کی حفاظت ہو اور اس سے ان کی زینت و حسن بھی ہو ان پروں میں یہ صفت بھی رکھی کہ مسلسل بھیگنے سے بھی وہ خراب نہ ہوں بلکہ ادنیٰ حرکت سے پانی ان پر سے جھانڈا جاسکے۔ پروں میں سوراخ بھی رکھے کہ ان کی پرورش اور فضلات کے خارج کرنے میں کام آئیں۔

پرنندوں کی دم کو اس طرح بنایا کہ اڑنے میں ان سے مدد لی جاسکے اور دائیں بائیں ایک ہی طرف کو پرندے ہوا کے زور سے نہ بہہ جائیں۔ اگر دم نے ہوتی تو وہ حسب منشاء اور حسب ضرورت اڑنے میں اپنے لیے جہت متعین نہیں کر سکتے تھے۔ گواہی کہ یہ دم پردوں میں بمنزلہ پاؤں کے ہے جو کشتی میں ہوتے ہیں جن کی مدد سے کشتی کے چلانے میں آسانی ہوتی ہے پرندوں میں طبعی طور پر علیحدہ رہنے کی طبیعت پیدا فرمائی کہ اس سے ان کی حفاظت رہتی ہے۔ اور کیونکہ پرندے بغیر جبائے غذا کو نکلنے ہیں اس لیے بعض چونچوں میں ایسی دھاریں بنائی ہیں کہ گوشت وغیرہ قسم کی چیزوں کو ان کی مدد سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ تاکہ ہضم میں سہولت ہو پھر ان کے پونوں میں ایسی حرارت پیدا کی کہ وہ سخت سے سخت غذا کو بھی گلا کر قابل ہضم بنا دیتی ہے اور چبانے اور دانٹوں کے دوسرے کام سے ان کو بے نیاز کر دیتی ہے اس کا اندازہ تم کو اس سے ہو سکتا ہے کہ پرندوں کے علاوہ ثابت انگوڑ کسی کو کھلا دو تو یوں ہی سالم فضلہ کے ساتھ خارج ہوگا اور پرندوں کو کھلا دو تو وہ پس کر غذا میں ہضم ہو کر خارج ہوگا۔ کیونکہ پرندوں کے پونوں میں جو حرارت ہے وہ دوسرے حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔

پرنندوں کی تخلیق خدا نے اس طرح بنائی

پرنندوں کی تخلیق خدا نے اس طرح بنائی کہ وہ اٹھ سے دیتے ہیں، بچے نہیں دیتے جس طرح دوسرے حیوانات تاکہ اڑنے کے کام میں حمل کے بوجھ سے ظلل

نہ پڑے ورنہ بچہ پیدا ہونے کی صورت میں جب بچہ حمل کی پوری مدت ختم کر لیتا تو بھاری ہونے کی وجہ سے ماں کے لیے اڑنا مشکل ہوتا، قدرت نے کیسی کیسی حکمتوں اور مصلحتوں سے ہر چیز کو مناسب بنایا ہے۔

کس نے پرندوں کو یہ سبق دیا کہ وہ انڈوں پر بیٹھیں ان کو لے کر گرمی پہنچائیں کس نے ان کو یہ تعلیم دی کہ دانے کو پہلے خود اپنے منہ میں رکھیں اور جب وہ نرم ہو جائے تو اپنے بچوں کو کھلائیں اور جب تک بچے غذا کے قابل نہ ہوں خالی ہوا سے ان کے پیٹ کو بھرتے رہیں۔

پرندے اپنے بچوں کی پرورش کتنی محنت سے کرتے ہیں

دیکھو پرندے اپنے بچوں کی پرورش اور داشت میں کیسی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں حالانکہ انسان کی طرح سے نہ تو پرندوں میں سمجھ و عقل ہوتی ہے نہ وہ دورانہ لشی اور سوجھ بوجھ ہوتی ہے جو خدا نے انسان کو عطا کی ہے اور پرندے اپنے بچوں سے اس طرح توقعات اور امیدیں بھی نہیں رکھتے جو انسان اپنی اولاد سے سلسلہ نسل سے متعلق ہر طرح کی امداد امانت کے حصول کی توقعات رکھتا ہے ان تمام عاقبت اندیشوں اور دور اندیشیوں سے پرندے یکسر خالی الذہن ہوتے ہیں تاہم اپنے بچوں کی پرورش اور حفاظت میں جان کی بازی لگا

دیتے ہیں یقیناً یہ قدرت کی طرف سے ان کے دلوں میں جذبہ محبت و دیعت ہوتا ہے۔

پرندے اپنے انڈوں کی حفاظت کیسے کرتے ہیں

پھر اس بات پر غور کرو کہ مادہ کو اپنے حاملہ ہونے کا علم کیونکر ہوتا ہے جو انڈے کی شکل میں اس کے پیٹ میں ہوتا ہے اور انڈا دینے کے لیے اور اس کی حفاظت کا ضروری انتظام کرنے کیلئے وہ کس کس طرح سے نکلوں کو جمع کر کے نرم بستر تیار کرتی ہے جس پر وہ انڈا دے گی اور پھر بچہ پیدا ہونے تک انڈوں کے اوپر وہ بیٹھے گی۔

کیوتو کو تم دیکھو کہ وہ کس طرح سے انڈے کے اندر کی حالت کو معلوم کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اب بچہ کامل ہو چکا، اور وہ انڈے کو توڑ کر بچہ کو نکال لیتا ہے اور اگر انڈا کسی وجہ سے گندا اور خراب ہو جاتا ہے تو کیوتو کس طرح اس کے فاسد ہونے کے کو معلوم کر لیتا ہے اور اس پر بیٹھنا ترک کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس گندے انڈے کو اپنے گھونسلے سے باہر پھینک دیتا ہے۔

بچے کے انڈے سے نکل آنے کے بعد سب سے پہلی غذا کو جو کیوتو اپنے بچے کو دیتا ہے وہ صرف ہوا ہوتی ہے پھر ہضم شدہ غذا اور اس طرح رفتہ رفتہ جب وہ یہ محسوس کر لیتا ہے کہ اب بچے کے پوٹے میں دانے کو ہضم کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے تو پھر دانے سے غذا دیتا ہے۔ اگر وہ ابتداء ہی سے بچے کو دانہ کی غذا

دے تو بچہ کمزور ہونے کے باعث اس کو ہضم نہیں کر سکتا اب یہ سمجھ اور عمل اس کو بتا
 میں کس نے پیدا کی جس نے بچے کی ہضم کی قوت کا اتنا صحیح اندازہ کر لیا یہ سب خدا
 نے اس کو عطا فرمائی اور جب بچہ اٹھ سے باہر آجاتا ہے تو کموتر اس کو اپنے
 پیلو میں لیے رہتا ہے کہ اس کو گرمی پہنچتی رہے۔ ایسا نہ ہو کہ اٹھ سے کی گرمی سے
 جدا ہو کر وہ بالکل سردی میں رہ کر ہلاک ہو جائے اس لیے اپنے پروں میں دبا کر
 گرمی پہنچاتا ہے۔

اور پھر تمام پرندے ایک ہی طرح سے بچوں کے پیدا کرنے میں نہیں ہیں
 بلکہ ان کی بہت سے اقسام ہیں اور ہر قسم کے لیے الگ الگ حکمتیں اور مصلحتیں
 ہیں جو خدا نے ان میں رکھی ہیں مرنے کو دیکھیے اس میں خدا نے بچوں کو بھرانے اور
 کھلانے کی صفت نہیں رکھی اس لیے مرنے کا بچہ اٹھ سے باہر آتے ہی اپنی غذا
 خود حاصل کرتا ہے اور دانہ کا چھپنے لگتا ہے۔

پھر ز اور مادہ دونوں پر نظر کرو کہ کس طرح بچوں کی پرورش میں کوشاں نظر
 آتے ہیں اور یکے بعد دیگرے بچوں کو اپنے آغوش میں رکھ کر گرمی پہنچاتے ہیں
 تاکہ ٹھنڈے ہلاک نہ ہو جائیں اور اٹھ سے گندے نہ ہو جائیں۔ گویا وہ اس گرمی
 پہنچانے کی ترکیب سے اچھی طرح واقف ہیں اور اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر
 اس کے خلاف کیا تو یقیناً اٹھ سے خراب ہو جائیں گے اور پھر بچے مر جائیں گے۔

انڈے کی تخلیق پر نظر کرو

انڈے کی تخلیق پر نظر کرو، اس کے مادے کو دیکھو، وہ دو قسم اور رنگ کا ہوتا ہے ایک سفید رطوبت جو غذا کے لیے ہوتی ہے اور دوسری زرد رنگ کی رطوبت جو بچے کے جسم کی ساخت اور اس کی نشوونما کے لیے دیکھو خدا نے کس حکمت سے اس انڈے میں بچے کے لیے غذا بھی پہلے سے مہیا کر دی ہے۔

پرندوں کے پونوں تک غذا کے جانے کے راستہ کو کیونکر تنگ بنایا گیا ہے اب اگر پرند ایک ایک دانہ کے چگنے میں دوسرے دانہ کے پونے میں پہنچنے تک کا انتظار کرے تو اول تو اس کے لیے کافی وقت درکار ہوگا اور پھر پرندوں کو ہر وقت شکاری کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور وہ ذرا ذرا سی حرکت کے ہونے سے ہوشیار اور متنبہ رہتا ہے۔ تو وہ اتنی مہلت کہاں سے پاسکتا ہے اس لیے خدا نے اس کے پونے کو اس طرح سے بنایا ہے گویا کہ وہ کھانے کو جمع رکھنے کا ایک تھیلا ہے یہاں ہ جلدی جلدی سے وہ دانے جن کو جمع کر لیتا ہے اور پھر اطمینان سے ایک ایک دانہ کو اس تھیلے سے لیکر ہضم کے مقام پر پہنچتا رہتا ہے اور پھر تمام پرندوں میں ایک ہی حکمت مشترک نہیں بلکہ وہ پرندے جو اپنے بچوں کو خود بھراتے ہیں ان کے لیے کھانا پونے سے نکالنا بہت آسان کر دیا گیا ہے۔

پرندوں کے پروں کی تخلیق پر اور ان کی بناوٹ پر نظر کرو کہ وہ کپڑے کے تاروں کی طرح ایک دوسرے سے باریک باریک تاروں سے مربوط ہوتے ہیں

کچھ خشک اور قدرے سخت ہوتے ہیں جو اطراف سے حفاظت کرتے ہیں اور کچھ نرم جو دباؤ سے ٹوٹنے نہ پائیں۔ وہ پر اندر سے خالی اور بہت ہلکے ہوتے ہیں ذروں کے تاروں کی طرح سے ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں کہ اگر پرندے ان کو پھیلانے تو اس طرح سے نہیں پھیلتے کہ ہوا ان میں داخل ہو کر پرندوں کو اڑنے سے باز رکھے۔ ان پروں کے وسط میں ایک موٹا سخت اور خشک عمود سا ہوتا ہے جس پر چاروں طرف یہ پر آگے ہوتے ہیں جس طرح بال ہوتے ہیں اور وہ عمود ان سب کو محفوظ اور مضبوط رکھتا ہے اگرچہ وہ عمود اندر سے خول ہوتا ہے تاکہ ہلکا رہے مگر اپنی صلابت کے باعث بہت مضبوط ہوتا ہے اور پروں کے وسط میں یہ عمود نہ ہوتو یہ پر ہوا کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ تیز ہوا میں پرندوں کا اڑنا بھی محال ہو جائے۔

بسی نانگوں والے پرندوں پر نظر کرو، عام طور پر وہ صاف اور چمیل میدانوں یا پھر ایسے نشیبی مقامات پر اپنی غذا کی طلب میں میں رہتے ہیں جہاں پانی جمع رہتا ہے، گویا ادھر ادھر چلنے میں یہ غور کرتے ہیں کہ پانی کی تہ میں کون سی چیز ان کی مقصد کی چل رہی ہے کہ آہستہ سے ایک دو قدم آگے بڑھا کر اس کو کھالیں اب اگر ان کی ٹانگیں چھوٹی ہوں تو پھر ان کا جسم اور سینہ پانی کی سطح پر مس ہو کر پانی میں حرکت پیدا کر دے گا اور اس طرح ان کا شکار آگاہ ہو کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا تو گویا ان کی نانگوں کا لمبا ہونا ان کے حق میں عین حکمت اور مصلحت ہے۔

جزیوں کو دیکھو جو اپنے اپنے گھونسلوں سے کھانے کی طلب میں صبح کو نکلتی ہیں اور ادھر ادھر اڑ کر اپنے لیے غذا تلاش کرتی ہیں اور شام کو اپنا پیٹ بھر کر گھونسلوں میں واپس آتی ہیں اور اسی طرح سے خدا کی یہ سنت جاری ہے ان کی غذا ایک مقام پر اکٹھی نہیں مل جاتی ہو ان کو اس کی طلب میں دور دور جانے کی ضرورت نہ ہو اور اگر ایک جگہ ان کو اپنی غذا اکٹھی مل جایا کرتی تو وہ حرص میں اتنا کھا جائیں کہ پھر ان کے لیے اڑنا محال ہو جائے اور پھر ہضم کرنا بھی دشوار ہو۔ اور بعض جانوروں کو اگلنا اور تے کرنا بھی نہیں آتا، جو زیادہ کھا جانے کی صورت میں ایک بڑا علاج ہے، جس طرح پانی کے بعض جانور زیادہ کھا جانے پر تے کر کے اپنے معدہ کو ہلکا کر لیتے ہیں اس لیے جزیوں کے اپنی غذا کی طلب میں جگہ جگہ اڑ کر جانے اور تھوڑا تھوڑا ہر جگہ سے کھانے ہی میں بڑی مصلحت و حکمت پوشیدہ ہے کہ اس طرح ان کا کھانا ہضم بھی ہو جاتا ہے اور اڑنے میں بوجھ بھی نہیں ہوتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ اگر فراغت سے بغیر سعی و کوشش کے اس کو کھانے کو مل جایا کرے تو وہ بھی بیمار پڑ جائے۔

اب ان پرندوں کو دیکھو جو صرف رات ہی کو نکلتے ہیں اور دن میں قطعاً نہیں اڑتے، جیسے الو، ابا تیل، چمگا دڑ وغیرہ ان کی غذا پھمپٹنے وغیرہ ہیں جو فضا میں اڑتے ہیں پس یہ غذا ان کو ہوا میں جو زمین سے زیادہ نزدیک ہے حاصل ہو جاتی ہے یہ قدرت کی زیادہ حکمت ہے غالباً ان کی آنکھوں کی روشنی اور بصارت اس قابل نہیں کہ زمین سے اپنی غذا ادھر ادھر چال پھر کر حاصل کر سکیں اور یقیناً یہ

جانور اس سے قاصر ہیں اس لیے کہ سورج کی روشنی میں یہ جانور باہر نہیں نکلتے جہاں یہ روشنی نہ ہو اور آفتاب غروب ہو جائے تو یہ باہر آتے ہیں پس قدرت نے ان کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنی غذا اس طرح ہو اسے حاصل کر لیں۔

چگا دڑ کو قدرت نے بے بال و پر بنایا ہے پس اسی حکمت سے اس کے قائم مقام دوسری چیزیں بنائی ہیں، اس کا منہ بھی ہے اور دانت بھی اور زمین پر زندگی بسر کرنے والے دوسرے جانوروں کی طرح اس میں اور بھی تمام چیزیں مشترک ہیں طریقہ ولادت وغیرہ اور پھر اس کے باوجود اس کو اڑنے پر قادر کر دیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ خدا بغیر بال و پر کے بھی اڑانے پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ پرندوں کی نوع کے سوا دوسری نوع کو بھی وہ اڑنے کی قدرت دے سکتا ہے۔ اس طرح خدا نے بعض مچھلی بھی اس طرح بنائی ہیں کہ وہ سطح سمندر پر کافی دور تک اڑا کر جاسکتی ہے۔ پھر پانی میں چلی جاتی ہیں۔

کیوتر اور کیوتری ان دونوں کی باہم تعاون پر غور کرو کہ انڈوں کے سینے میں کسی طرح ایک دوسرے کی قائم مقامی کرتے ہیں اگر ایک غذا کی تلاش میں جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ انڈے پر بیٹھ کر انڈے کو گرمی پہنچاتا ہے اور اس طرح سے انڈے کو گرمی پہنچانے کا یہ سلسلہ منقطع نہیں ہونے پاتا اور پھر ان کی غیر حاضر زیادہ دیر تک کے لیے نہیں ہوتی، ہر ایک کو انڈے پر بیٹھنے کی فکر رہتی ہے۔ یہاں تک اگر ان کو پانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ اس کو روکے رہتے ہیں اور پھر دفعتاً نقصانے حاجت کرتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جب مجبور ہو جاتے ہیں۔

جب کبوتری انڈے سے حاملہ ہوتی ہے تو کبوتر اس کی کتنی حفاظت اور دیکھ بھال کرتا ہے کہ اس کو گھونسلا سے باہر نہیں چھوڑتا۔ اس ڈر سے کہ انڈا کسی ایسی جگہ نہ دے دے۔ جہاں انڈا ضائع ہو جائے انڈے سے بچے کے نکل آنے پر دونوں کس طرح ان کو بھراتے ہیں اور کیسے ان پر مہربان ہوتے ہیں اور جب بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور عادت کے مطابق ماں باپ سے دانے پانی کا مطالبہ کرتے ہیں تو پھر کبوتر اور کبوتری ان کو مار کر اپنے سے علیحدہ کر دیتے ہیں تاکہ اب وہ اپنی غذا خود حاصل کریں۔

خدا نے ان کو اڑنے کی کتنی طاقت اور قدرت دی ہے کہ اگر کوئی پکڑتا چاہے تو وہ اس کے ہاتھ نہیں آتے، تیزی سے اڑ جاتے ہیں پرندوں کے بچوں میں قوت، چونچ میں تیزی، اور ناخنوں میں نوک خدا نے کیسی بنائی ہے کہ پرندے ان سے چھری کا کام لیتے ہیں اور کبھی کبھی بچوں میں گوشت کو لٹکا کر اڑالے جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں لیجاتے ہیں۔

پانی کے پرندوں کی غذا خدا نے پانی ہی میں بنائی ہے اور ان میں اڑنے کی قوت کے علاوہ پانی میں تیرنے اور غوطہ لگانے کی بھی قوت دی ہے کہ وہ پانی کی گہرائی میں جا کر اپنی غذا حاصل کر سکیں۔

غرضیکہ خدا نے پرندوں کی جملہ انواع و اقسام میں ان کے حسب حال اور حسب ضرورت چیزیں عطا کی ہیں جو ان کی ضروریات زندگی کے حاصل کرنے میں مفید اور معاون ہیں اس سے تم خدا کی حکمت اور کمال قدرت کا اندازہ کرو۔

چوپایوں کی پیدائش کی حکمتیں

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

والخیل والبغال والحمیر اور گھوڑے اور ٹخّر اور گدھے کے
 التّركبوها وزينة. ویخلق ملا ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور
 تعلمون. (النحل: ۸) وہ پیدا کرے گا۔ جس کی تمہیں خبر
 نہیں۔ (کنز الایمان)

خدا نے چوپایوں کو انسان کے نفع کے لیے پیدا فرما کر انسان پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ایسے کام کے جانور پیدا فرمائے اور ان کی جسمانی تخلیق اس طرح فرمائی ہے کہ نہ زیادہ نرم اور نہ زیادہ سخت کہ ہم ان سے بخوبی فائدہ اٹھا سکیں ان کے گوشت پوست اور اعصاب و عروق نہایت مستحکم اور مضبوط بنائے ہیں کہ ہم ان کو سواری اور بار برداری کے کام میں لاسکیں۔ ان کی کھال نہایت موٹی اور مضبوط بنائی کہ ان کا تمام بدن اس کھال میں محفوظ رہے اور ان کا گوشت اس کھال کی وجہ سے باہر کی زد سے محفوظ رہے۔ ان جانوروں کو کان اور آنکھیں بھی دیں کہ انسان ان سے اپنی ضروریات کو کامل طور سے پورا کر سکے اس کے برخلاف اگر وہ جانور اندھے اور بہرے ہوتے تو کام کی انجام دہی میں بڑی رکاوٹ اور دشواری پیش آتی اور ان جانوروں میں عقل و ہوش بھی مصلحتاً زیادہ

نہیں عطا کیا، تاکہ انسان کے تابع اور فرمانبردار رہیں ورنہ ہل چلانے، بھاری بھاری بوجھ لادنے اور پکیوں میں استعمال کرنے کے جیسے سخت کاموں سے وہ گریز کرتے اور قابو میں نہ آسکتے تھے۔

قدرت خوب جانتی تھی کہ انسان کو ان تمام کاموں کی ضرورت پڑے گی اور انسان کی طاقت سے یہ کام باہر ہیں اب اگر ایسے کاموں کے انجام دینے کا انسان کو مکلف گردانتی تو نتیجہ ہوتا کہ ایک طرف تو اس پر ان کاموں کو پورا کرنا بارگراں ہوتا، دوسرے اس کی مساوی قوت سخت سخت کاموں کے انجام دینے میں صرف ہو کر ختم ہو جاتی تو پھر علوم و اخلاق کی تحصیل، فضائل و محامد کا حصول اور درجات کی تکمیل جو انسان کی خصوصیات میں سے ہیں اور جن کی بدولت انسان کو شرف و امتیاز کا اعلیٰ رتبہ دیا گیا ہے ان سے انسان قطعاً محروم رہ جاتا اور یہاں تک انسان عاجز ہو جاتا کہ وہ اپنے لیے معاش حاصل کرنے کے بہتر وسائل و وظائف اور معزز طریقے بھی استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس طرح خدا کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے انسان کے مناسب اور اس کی مصلحت کے پیش نظر اپنی عین حکمت تدبیر سے جانوروں کی تخلیق ایسی بنائی کہ وہ ہر طرح سے انسان کے کام آسکیں اور کسی طرح سے کام کرنے میں گریز نہ کریں۔

حیوانات اور جانوروں کی اقسام اور ان کی ضروریات کے مناسب ان میں صلاحیتوں اور قوتوں کے موجود ہونے پر غور کرو۔ مثال کے طور پر انسان ہی کو لے لیجئے۔ قدرت نے انسان کو اس طرح تخلیق کیا ہے کہ وہ علوم و فنون کو حاصل

کرے۔ دستکاری و صنعت میں کمال پیدا کرے اور اپنی مختلف ضروریات کے پیش نظر مجبور رہے کہ کپڑے کا بنا، مکانات کی تعمیر، لکڑی کا کام اور فن ہنگری وغیرہ کو بھی انجام دے اس مصلحت و حکمت کے پیش نظر خدا نے انسان کو اس کے مناسب عقل و شعور اور دل و دماغ عطا کیا، اعضاء کی ساخت میں بھی اس تناسب کو ملحوظ رکھا، ہاتھوں کو اس طرح بنایا کہ اس میں انگلیاں ہتھیلی ہے وہ اشیاء کو گرفت کر سکے۔ دستکاری اور دوسرے کاموں کی انجام دہی کے اوقات میں ان اوزاروں کو صحیح طرح سے گرفت میں لا کر ان کا استعمال کر سکے۔

ان جانوروں کی بناوٹ پر غور کرو جن کی خوراک قدرت نے گوشت بنائی ہے کہ ان جانوروں کو شکار کرنے اور اسکو پکڑنے میں پوری پوری صلاحیتیں اور قوتیں بخشیں، ان کے ہاتھ پاؤں میں تیز قسم کے ناخن اور پنچے بنائے کہ موقع پر وہ شکار کو قابو میں لائیں پھر کوچیر پھاڑ کر کے ان کو اپنی خوراک بنا سکیں۔

ان جانوروں پر غور کرو جن کی خوراک قدرت نے نباتات بنائی ہیں کہ بغض جانوروں کے نیچے کے حصوں کو اس طرح بنایا ہے کہ سخت زمین پر جب وہ اپنی خوراک کی تلاش میں چلیں پھر میں تو زمین کی خشونت اور اس کے سنگ ریزوں کی رگڑ سے اپنے کو محفوظ رکھ سکیں۔ اور اس کے سنگ ریزوں کی رگڑ سے اپنے کو محفوظ رکھ سکیں اور پتھر ملی زمین ان کے جسم کو زخمی نہ کر سکے، اسی طرح کسی کسی جانور کو گول گڑھے دار کھر عطا کئے کہ زمین پر اپنے قدم کو پوری طرح جما سکیں۔ اور سواری اور بار برداری میں اپنے قدموں کو مضبوطی سے زمین پر قائم

گوشت خور جانوروں کی تخلیق پر غور کرو

گوشت خور جانوروں کی تخلیق پر غور کرو کہ ان کے دانت اور ڈاڑھیں کیسی تیز اور دھاردار بنائی ہیں اور ان کا منہ کیسا کشادہ رکھا ہے گویا قدرت نے ان کو ایک قسم کے ہتھیار عطا کیے ہیں جن سے وہ اپنے لیے شکار حاصل کر سکیں۔ اس کے برخلاف اگر گھاس کھانے والے جانوروں میں پنچے اور تیز دانت اور دھاردار ڈاڑھیں ہوتیں تو ان کے کس کام آتیں، قطعاً بے سود ہوتیں کیونکہ نہ تو ان کو شکار سے کوئی کام اور نہ گوشت کھانے کی ضرورت، جو ان چیزوں سے مدد لیں۔ اس طرح سے کہ اگر درندوں میں اس قسم کے پہلو اور کھال ہوتی جس کی ضرورت گھاس کھانے والے جانوروں کو پیش آتی ہے تو یہ ان کی راہ میں رکاوٹ ہوتی اور وہ اپنے لیے شکار نہ حاصل کر سکتے۔ جو ان کی غذا ہے گویا وہ ان ہتھیاروں سے ابھی محروم ہوتے جن کی ان کو شکار کرنے میں ضرورت ہو۔

پس اب اس پر غور کرو کہ قدرت نے ہر جانور کو اس کی ضروریات اور مصالح کے مناسب اعضاء، قوی، اور جسمانی ساخت عطا فرمائی ہے اب ان بچوں کی پیدائش کو دیکھو مثلاً چوپایوں کے بچوں پر نظر کرو کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اپنی ماں کے ساتھ ساتھ کس طرح سے چلتے پھرتے ہیں انسانوں کی اولاد کی طرح نہ ان کی پرورش کی ضرورت اور نہ اس طرح اٹھائے اٹھانے پھرنے کی حاجت اس

لیے ان کی ماؤں میں وہ عقل و شعور بھی نہیں پیدا کیا جس کی ضرورت انسانوں کو اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں پڑتی ہے۔ اور نہ ان میں اس طرح کے ہاتھ اور ان میں انگلیاں بتائیں جن کی ضرورت انسانوں کو اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں پڑتی ہے۔ یہ سب اس لیے کہ ان چوپایوں کے بچوں میں مستقل خود چلنے پھرنے کی صلاحیت پیدا فرمادی کہ وہ اپنی ماؤں کے ساتھ ساتھ رہیں۔

پرندوں میں مرغی تیر وغیرہ کے بچوں کو دیکھو کہ انڈے سے نکلنے ہی دانہ چکنا شروع کر دیتے ہیں اور جو بچے کمزور ہوتے ہیں اور خود ماں کے ساتھ ساتھ دانہ دنگا نہیں کھا سکتے، جیسے کبوتر کے بچے ان کی ماؤں کو خدا نے اپنا ایسا شفیع اور مہربان کیا ہے کہ وہ خود ان کو بھراتی ہیں۔ اپنے من میں چبا کر بچوں کو کھلاتی ہیں اور ان کا یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ وہ اپنی قوت پر خود چل پھر کر دانہ چک سکیں۔ خدا نے اس طرح ہر ایک میں یہ مادہ رحم و شفقت کم و بیش اپنی بلوغت سے عطا فرمایا ہے۔

چوپاؤں کی ٹانگوں پر نظر کروں کہ چلنے پھرنے اور دوڑنے میں وہ کس طرح سے اپنے آگے پیچھے کے دو دو پاؤں کو زمین پر رکھتا ہے تاکہ زمین پر قائم رہ سکے، پانی کے جانور پانی پر چلنے میں اپنے جسم کے حصے سے وہی کام لیتے ہیں جو پاؤں والے زمین پر اپنی پاؤں سے کام لیتے ہیں دو ٹانگوں والے چلنے میں جب ایک پاؤں کو اٹھاتے ہیں تو دوسرے پر اس طرح سہارا دیتے ہیں کہ قائم رہ سکیں۔ اور چار ٹانگوں والے جب دو دو پاؤں کو آگے پیچھے بڑھاتے ہیں تو اٹھاتے وقت

دوسری دونوںوں پر اس طرح سہارا کرتے ہیں کہ گرنے نہیں پاتے۔ اور اس حکمت سے ٹانگوں کو اٹھاتے ہیں کہ آگے کی ایک طرف کی توجیچے کی دوسری طرف کی جو آگے کی مخالف جہت ہو، کیونکہ ایک ہی جہت کی آگے پیچھے کے یک وقت پاؤں اٹھانے کی حالت میں وہ اپنا جسم سادھ نہیں سکتے جس طرح کہ چنگ ایک ہی طرف دو پاؤں پر قائم نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح اگر وہ دونوں ہاتھوں کو اٹھائیں۔ اور پھر دوسری دفعہ میں دونوں پاؤں، اس طرح رفتار میں خرابی پیدا ہو کہ وہ سواری اور بار برداری کی صحیح خدمت نہ کر سکیں گے۔ اس لیے خدا نے ان میں یہ حکمت اور سوجھ بوجھ دی ہے کہ جب آگے کا دائیں طرف کا پاؤں اٹھائیں تو پیچھے کا بائیں طرف کا تا کہ آگے پیچھے کی مخالف سمت کی ٹانگوں پر وزن سدھا رہے۔ اور چال میں نرمی اور سلامتی باقی رہے گدھے کو دیکھو کہ بار برداری اور چکی میں کام آتا ہے۔ جو خلاف گھوڑے کے اس سے یہ کام کوئی نہیں لیتا۔ اور اونٹ اگر سرکشی کرنے لگے تو چند لوگوں کے قابو میں بھی نہیں آتا اور جب وہ عاجزی اور سادے پن میں ہو تو ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ میں نگیل دیدیتے، اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ اور سرکش نعل اس وقت تک قابو میں نہیں آتا تا وقتیکہ اس کی گردن کو گرم لوہے سے نہ داغا جائے۔ تب ہی اس سے کھیت جوتے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ گھوڑے سواری کے کام آتے ہیں اور میدان جنگ میں ان پر اسلحہ بھی لا کر لیجایا جاتا ہے۔ بکریوں کے گلہ کو ایک چھوٹا سا بچہ بھی چرانے کو لیجاتا ہے، لیکن جب وہ گلہ سے جدا ہو کر ادھر ادھر

منتشر ہو جائیں تو پھر ان کا کھنکا کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے یہی حال تمام جانوروں کا ہے کہ ان کو عقل و شعور اسی لیے خدا نے ان کے مناسب دیا ہے جو انسان کی خدمت کرنے میں حرام نہ ہو ورنہ یہ انسان کے قابو میں ہرگز نہ آسکتے تھے۔

.....خواہ انسان کتنا ہی ان کو تابع کرنے کے لیے جدوجہد کرتا۔

یہی حال درندوں کا ہے اگر ان میں عقل و شعور ہوتا تو یہ انسانوں پر برابر حملہ کرتے رہتے اور ان کو بازر کھنے کے لیے انسان کو بڑی مشقتیں اٹھانا ہوتیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب وہ بھوکے ہوتے اور غذا کی طلب میں پھرتے، تو انسانوں کا ٹھلنا اور چلنا پھرنا تک بند کر دیتے اس لیے خدا نے ان کو باوجود قوت و طاقت زیادہ دینے کے، عقل و شعور سے محروم رکھا، اور انسانوں سے خائف رہنے کا جذبہ ان میں پیدا فرما کر انسان پر بڑا احسان کیا۔

کتے کو دیکھو وہ بھی ایک قسم کا درندہ ہے انسانوں کیساتا بعد ار ہو کر رہتا ہے کہ مالک کے مکان کی حفاظت کرتا ہے ساری رات خود جاگتا مگر مالک کی حراست میں جان دیتا ہے پھر اپنی گرجہ آواز سے ہر خطرہ پر مالک کو تنبیہ بھی کر دیتا ہے۔ کہ مالک ہوشیار ہو کر اپنی مدافعت کے لیے تیار رہے کتے میں صبر کا کیسا مادہ ہے کہ کئی کئی وقت تک بھوکا پیاسا رہ سکتا ہے مگر مالک سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا۔ مالک اس پر کتنا ہی سختی کرے، مارے پیٹے لیکن وہ اس پر بھی اس کو نہیں چھوڑتا یہ فصائل و عادات کتے میں خدا نے انسانوں کی منفعت کی خاطر پیدا فرمائے ہیں۔

کتا شکار میں کیسا کام آتا ہے اور شکار کو اپنے دانت اور ناخن سے قبضہ میں کر کے مالک کے لیے محفوظ کرتا ہے یہ سب کچھ انسان کی منفعت اور فائدہ کے غرض سے خدا نے بنائے ہیں۔

پھر ان چو پاؤں کی پیٹھ کو خدا نے کس طرح مسطح اور چار پاؤں پر مضبوط بنایا ہے تاکہ سواری اور بار برداری سے لچک نہ جائے اور قائم رہ سکیں جانوروں کے فرج کو پیچھے کی طرف ظاہر اور کھلا ہوا بنایا تاکہ ان سے آسانی سے زہ جفتی کر سکے۔ اگر انسانوں کی طرح باطنی سطح میں ہوتی تو زبان سے جفتی نہ کر سکتا۔

کیونکہ ز مادہ سے ملتے وقت سامنے سے رو برو ہو کر نہیں آتا، جس طرح مرد عورتوں سے ملتے ہیں پس یہاں بھی خدا کی حکمت و تدبیر پر غور کرو۔ ہاتھی کی فرج اگر چہ نیچے کے حصہ میں بنائی ہے مگر جفتی کے وقت وہ اپنے حصہ کو باہر کی طرف لے آتا ہے کہ اس سے آسانی جفتی کر سکے۔ پس کیونکہ خدا نے جانوروں میں اس مقام کو انسان کے خلاف بنایا ہے۔ اسی اعتبار سے ان میں چند مخصوص صفتیں ایسی رکھی ہیں کہ وہ اس کام کو بخوبی انجام دے سکیں۔ اور اس طرح تداخل کا سلسلہ جاری اور قائم رہ سکے۔

جانوروں کا لباس کیسا خوبصورت ہے

پھر جانوروں کے جسم کو بالوں اور اون سے کس طرح سے ڈھانپنا ہے کہ سردی اور گرمی سے ان کے جسم کی حفاظت رہے ان کے پاؤں کو کھروں اور

تاختوں پر بنایا کہ سخت زمینوں پر دور دور سفر کرنے میں برہنہ ہونے کی حالت میں زخمی نہ ہوں اور محفوظ رہیں اور بعض میں کھر کے قائم مقام پے تاجے ان کے پاؤں پر پہنا دیئے ہیں جو ان کے لیے چلنے میں وہی کام دیتے ہیں۔

جانوروں کو جب اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ فہان میں ذہن و دماغ ہے نہ ہاتھ اور انگلیاں جو کام میں مدد دیتی ہیں تو قدرت نے اس مشقت سے بھی ان کو نجات دیدی ہے اور ان کا لباس ان کے جسم کے ساتھ ہی نہ جدا ہونے والا پیدا کیا ہے نہ اتارنے کی ضرورت نہ پہننے کی مشقت اور نہ اس کی تبدیل کرنے کی زحمت، برخلاف انسان کے کہ اس کو قدرت نے سمجھ اور عقل عطا کی ہے ہاتھ پاؤں اس طرح سے تخلیق کیے ہیں جن سے یہ تمام کام لیا جاسکے۔ اس لیے اس کے مشاغل و مصروفیات بھی اسی قسم کے ہیں پھر اس میں خیر و شر کا ملکہ عطا کیا، بلکہ شر کا میلان خیر کی نسبت زیادہ ہے اس میں اس قسم کے اسباب بنائے جن کی مدد سے وہ ہلاکت و تباہی سے اپنے کو محفوظ رکھ سکے۔

انسان میں ملکہ خیر کے ساتھ ملکہ شر کو اس مصلحت سے پیدا کیا گیا اور صرف ملکہ شر کو یا ملکہ خیر کو تباہ نہیں پیدا کیا کہ ملکہ شر کے خالص ہونے میں اگر اس کی اعانت و امداد کی جاتی تو وہ غرور و تکبر میں پھنس کر اپنے کو تباہ کر ڈالتا اور زمین پر فساد برپا کرنے میں سب سے آگے ہوتا اور اپنی عقل کی قوت سے جو سعادت و صلاح کے حصول کے لیے وہی گئی ہے وہ شقاوت و بد بختی کے جملہ اسباب فراہم کر لیتا۔

انسان کو خدا نے تمام حیوانات میں اشراف بنایا ہے اس پر طرح طرح سے احسانات کیے ہیں اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ کپڑوں میں سے جس کپڑے کو چاہے پسند کرے اور جس قسم کا کپڑا پسند کرے استعمال کرے اور جس کپڑے کو جب چاہے اتار ڈالے اور اس طرح وہ اپنے کو بہتر سے بہتر آراستہ و حیرتہ کر سکتا ہے۔ پھر مزید حسن و تجمل کے لیے اور احباب کی مجلسوں میں درجہ قرب حاصل کرنے کے لیے قیمتی سے قیمتی اور فینسی سے فینسی کپڑے اور خوشبو اور عطر کا استعمال کرے یہ خدا کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کی زیبائش و آسائش کے کیسے کیسے سامان پیدا کیے اور انسانوں کو ان چیزوں کے استعمال کی عقل و سمجھ عطا کی اور پھر اس کو اختیار بھی دیا۔ برخلاف دوسرے جانوروں اور حیوانات کے کہ وہ ان نعمتوں سے محروم ہیں۔

جانوروں کی تعداد ہزاروں میں ہے

خدا نے ان تمام جانوروں کو مومنّت و ہلاکت سے اپنے کو بچانے کی کیسی عقل دی ہے کہ وہ اپنے کو جنگلوں اور جھاڑیوں میں کس طرح پوشیدہ کیے رہتے ہیں اور ذرا بھی خطرہ محسوس ہوا فوراً محفوظ اور پوشیدہ مقام پر جا چھپتے ہیں اور مرتے دم تک اپنے کو چھپائے رکھتے ہیں اور اگر یہ غلط ہے تو پھر یہ بڑے بڑے قد و قامت والے درندے اور چرندے اور ہزاروں قسم کے جنگلی جانور کہاں ہیں تم تلاش کرو گے تو ایک بھی یہ مشکل نظر آئے گا۔ اور ایسا ہے نہیں کہ وہ تعداد میں

بہت تھوڑے ہیں اس لیے نظر نہیں پڑتے بلکہ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تعداد میں انسانوں سے کہیں زائد ہیں تو اس کا یہ قول مبالغہ نہیں کیونکہ یہ بڑے بڑے تاریک جنگل درندوں اور جانوروں، بچو، گائے، گدھے، خچر، بکرے، اونٹ، سور، بھیڑیے اور ہزاروں قسم کے کیڑے مکوڑوں حشرات الارض اور قسم قسم کے بے شمار پرندوں سے بھرے پڑے ہیں اور یہ تمام اقسام کے جانور روزانہ پیدا ہوتے ہیں اور مرتے رہتے ہیں اور ان میں سے کسی کی نہ تو ہڈیاں نظر پڑتی ہیں اور نہ ان کے مردہ جسم کہیں پڑے ملتے ہیں بلکہ قدرت نے ان کی طبیعت ایسی بنائی ہے کہ کسی مقام پر بھی ہوں۔ اگر ان کو اپنی موت کا ذرا بھی شبہ ہو جائے تو وہ پوشیدہ مقامات میں چلے جاتے ہیں اور زندگی کے آخری لمحات وہاں پورے کرتے ہیں اب تم ان جانوروں کی اس عادت و طبیعت پر غور کرو کہ وہ اپنے مردہ جسموں کو دفن کرنے کیلئے وہ کیسی تدبیر کرتے ہیں اور قدرت نے ان کو کیسی حکمت بتادی ہے۔

ان چو پاؤں کی تیز آنکھوں پر غور کرو جو اپنی تیز نگاہ سے سامنے سے دور کی چیز کو دیکھ کر اپنے کو دیوار وغیرہ سے ٹکرانے اور گڑھوں میں گر کر ہلاک ہونے سے کس طرح محفوظ رکھتے ہیں۔ سامنے جب کوئی ایسی شے نظر آتی ہے جس میں ان کو خطرہ محسوس ہو فوراً اس طرف سے مڑ جاتے ہیں اور اپنے کو روک لیتے ہیں اگرچہ بہت سے ان خطرات اور عواقب سے بے خبر ہوتے ہیں جو ان کو پیش آنے والے ہیں اور جو ان ظاہری نگاہوں سے نہیں دیکھے جاسکتے کیا ان میں یہ دور بینی کی قوت

خدا نے ان کی صلاح و سلامتی کے لیے نہیں پیدا فرمائی تاکہ وہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔

ان کے منہ کی ساخت پر غور کرو، نیچے کی طرف سے کس طرح کھلا ہوا ہوتا ہے تاکہ گھاس و چارہ بخوبی چسکیں۔ اگر انسانوں کی طرح سے ان کا منہ ہوتا تو وہ زمین سے کوئی چیز نہ کھا سکتے تھے۔ پھر کھانے میں منہ کی مدد کے لیے ان کے ہونٹ بھی مخصوص انداز اور خاص صفت سے بنائے ہیں جو چیز قریب ہوتی وہ اس کو اٹھا لیتے ہیں اور کھانے کی چیز کو لے لیتے ہیں۔ اور جو چیز کھانے کی نہیں ہوتی اس کو چھوڑ دیتے ہیں ان کے پانی پینے کے طریقہ پر نظر کرو کہ وہ کس طرح چوس چوس کر سکون سے پیتے ہیں۔ ان کے منہ کے چاروں طرف خدا نے بالوں کو کس حکمت سے بنایا ہے پانی پینے میں پانی پر جو تنکے کوڑا کرکٹ بہہ کر آتا ہے منہ کے قریب کے بال اس کو علیحدہ کر دیتے ہیں اور مخصوص حرکت سے اس پانی کو صاف دستہ کرتے رہتے ہیں گویا اس طرح سے چھنا ہوا صاف پانی پینے میں آتا ہے اور گدلا اور خراب پانی ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔

جانوروں اور چوپاؤں کی دم پر نظر کرو، اس کی حکمتوں اور فوائد پر غور کرو، خدا نے اس کو بجائے پردے کے بنایا ہے جن کے ایک طرف بال ہوتے ہیں گویا دم چوپائے کی شرمگاہ پر پردے کا کام دیتی ہے ان کی شرمگاہ اور زیریں حصہ پر کیونکہ عموماً گندگی اور غلاظت لگی رہتی ہے اور اس گندگی کی وجہ سے کھیاں اور مچھر جمع رہتے ہیں اپنی دم کو ہلا کر ان کھیوں اور مچھروں کو دفع کرنے میں مدد ملتی

ہے ان کی دم ایک لمبی چھری یا مورچل کی طرح ہوتی ہے کہ اس سے وہ کھپوں اور پھروں کو ہٹانے اور اڑانے کا کام لیتے ہیں منہ کی طرف کھیاں اور پھر آتے ہیں تو اپنے سر کو ہلا کر ان کو دفع کرتے ہیں۔

یہ خدا کی بڑی عجیب حکمت ہے

پھر خدا نے ان چوپایوں کے جسم میں مخصوص حرکت کی قوت رکھی ہے کہ اگر جسم کے کسی ایسے حصہ پر کھیاں بیٹھیں جو حصہ دم اور سر کی پہنچ اور حرکت سے دور ہو تو یہ چوپائے اپنے جسم کے اسی مخصوص حصہ کو بھی حرکت دے لیتے ہیں جس سے کھیاں اڑ جاتی ہیں یہ خدا کی بڑی عجیب حکمت ہے کہ جہاں ہاتھوں کی پہنچ نہیں وہاں اس حکمت سے کام لیتے ہیں۔

ان چوپایوں میں ایک اور صفت خدا نے رکھی ہے کہ جب ان کے جسم میں ٹکان زیادہ محسوس ہوتی ہے تو اپنے دائیں اور بائیں حصہ کو حرکت دے کر کسی قدر ٹکان کو دور کر لیتے ہیں ان کے ہاتھوں پر ان کا جسم سدھا ہوتا ہے جس پر بوجھ ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے بدن سے نہ تو کھپوں پھروں کو دور کر سکتے ہیں اور نہ کھلی کھجا سکتے ہیں تو ان کی دم کی حرکت اور جسم کی حرکت میں قدرت نے راحت و منفعت پوشیدہ رکھی ہے اور پھر بہت سرعت سے اپنی دم کو حرکت دے، لیتے ہیں تاکہ کھلی کی تکلیف زیادہ عرصہ ہو کر ان کی مزید اذیت کا باعث نہ بنے۔

ان جانوروں میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ جب پانی یا کچھ زیادہ دل میں

ہوتے ہیں اور اسے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو وہ اپنی دم کو اٹھا لیتے ہیں کہ وہ پانی اور کچھڑ میں طوٹ نہ ہو۔

اور جب کسی ڈھلان سے اترنا ہوتا ہے اور اوپر بوجھ لدا ہوا ہوتا ہے جس کے گرنے کا ان کو خوف ہو تو وہ اپنے سر کو اور چہرہ کو اس طرح سے اوندھا کر لیتے ہیں کہ وہ محفوظ رہے اور دم سے اس طرح سے سہارا دیئے رہتے ہیں کہ وہ سامان رکا رہتا ہے گرنے نہیں پاتا۔ اور اگر گرتا بھی ہے تو ان کا چہرہ اور سر اس کی ضرب سے مجروح نہیں ہونے پاتا پس یہ ایسی حکمت و مصلحت ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں معلوم اور اس نے اس کا احساس پیدا کر دیا ہے جس سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہاتھی کی سونڈھ کو دیکھو کہ وہ کس طرح سے ہاتھوں کے قائم مقام کام دیتی ہے۔ گھاس اور چارہ کے اٹھانے میں اور منہ تک لیجانے میں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے لیے بڑی دشواری ہو جاتی اور زمین سے کسی چیز کو نہ اٹھا سکتا تھا کیونکہ اس کی گردن دوسرے جانوروں کی طرح سے حرکت نہیں کر سکتی۔ اس لیے قدرت نے اس کی سونڈھ میں یہ صفت پیدا فرما کر اس پر بڑا احسان فرمایا۔

پھر اس سونڈھ کو برتن کے قائم مقام بنا دیا ہے کہ وہ اس میں پانی بھر کر منہ میں لیجاتا ہے اس سونڈھ سے سانس بھی لیتا ہے گویا وہ ایک قسم کا آلہ ہے کہ اس کے ذریعہ بوجھ اٹھا کر اپنی پیٹھ پر رکھتا ہے اور سوار ہونے والے بھی سونڈھ کی مدد سے اس پر سوار ہوتے ہیں۔

زرافہ ایک لمبی گردن والا جانور جو افریقہ کے صحرا میں پایا جاتا ہے اور اونٹ کی طرح ہوتا ہے اسکی خلقت پر نظر کرو۔ اس کی بود و باش بلند بلند اور کھنکھنے بانگوں میں ہوتی ہے اس لیے قدرت نے اس کی گردن لمبی بنائی کہ وہ بلند بلند درختوں سے اپنی غذا پھل حاصل کر سکے۔ لومڑی کو دیکھو وہ اپنا مکان زمین کے اندر بناتی ہے اور دو راستے اس میں آنے جانے کے لیے بناتی ہے اور وہ راستے بہت تنگ بناتی ہے دو راستے اس حکمت سے کہ اگر ایک راستہ سے اس کو پکڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ دوسرے راستہ سے بھاگ جاتی ہے اور اگر دونوں راستوں سے کوئی اس کو پکڑنا چاہے تو وہ ان راستوں کو اپنے سر سے بند کر دیتی ہے۔ اور اس کے نیچے کوئی نہ کوئی سوراخ ایسا رکھتی ہے جس سے ہو کر وہ اپنے کونجات دلانے میں کامیاب ہو جاتی ہے پس اس کی اس سمجھ کو دیکھو کہ خدا نے اس کو کیسی سمجھ عطا کی ہے جس سے وہ اپنی حفاظت کا سامان کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان جانوروں میں مختلف طبیعتیں اور مختلف حکمتیں اور صفات رکھی ہیں جو جانور انسان کے گوشت کھانے کے کام آتے ہیں ان میں قدرت نے عاجزی اور امتیاد و اطاعت کا مادہ رکھا ہے کہ باسانی انسان کے قابو میں آسکیں۔ اور ان کی خوراک نباتات کو بنایا ہے جن جانوروں کو بار برداری کے کام میں اچھی طرح آسکیں اور بعض جانور جن میں غضب و شکر کا جذبہ زیادہ ہے ان میں تنظیم و تعلیم کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھی تاکہ وہ لوگوں کے کام آسکیں اور شکار اور حفاظت کا کام دے سکیں اور اسی طرح ہاتھی ہے جو

نہایت سمجھدار جانور ہے اور اس میں تعلیم و تادیب کی قبولیت کی خاص استعداد ہے جس سے بار برداری اور میدان جنگ میں خاص کام لیا جاتا ہے۔ وہ جانور جن میں غضب و شرارت کا جذبہ کسی قدر موجود ہے تو ان میں محبت و انس کا جوہر بھی بہ نسبت دوسرے جانوروں کے زیادہ ہے جو انسان کے بہت کام آتے ہیں جیسے بلی پرندوں میں بھی ایسے پرندے ہیں جن سے انسانی فائدے متعلق ہیں اور پھر ان جانوروں میں محبت و الفت کا جذبہ بھی غیر معمولی پایا جاتا ہے۔ مثلاً کبوتر ہے جو اپنے مقام کو کبھی نہیں بھولتا اور اس سے خبر رسانی اور پیغام رسانی کا کام بھی لیا جاسکتا ہے ضرورت پڑنے پر یہ جانور بڑے کام کا ہے پھر یہ جانور کثیر انس بھی ہے کھانے کے کام میں بھی آتا ہے۔

ایک جانور باز بھی ہے جس میں انس کا مادہ بھی ہے لیکن اس میں اس کے خلاف جذبہ غضب بھی ہے مگر کیوں کہ شکار کے کام میں وہ لایا جاسکتا ہے اسی لیے خدا نے اس میں تادیب کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کی ہے جس سے اس میں فرمانبرداری اور اطاعت کی خو غالب ہوتی ہے اور پھر وہ حسب ہدایت کام کرتا ہے اور شکار کے کام میں اچھی مدد دیتا ہے اور نہ معلوم کتنی اور کون کون سی حکمتیں اور مصلحتیں قدرت نے جانوروں میں مخفی رکھی ہے جن کو وہی خوب ماننا ہے



شہد کی مکھی، چیونٹی، مکڑی، ریشم کا کیڑا اور مکھی وغیرہ کی پیدائش کی حکمتوں کا بیان

خدا تعالیٰ نے فرمایا:-

وما من دابة فى الارض ولا
طائر يطير وبجناحيه الا ام
امنا لكم ما فرطنا فى الكتاب
من شئى ثم السى ربهم
يحشرون.

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی
پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہو مگر تم جیسی
اتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ
رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے
جائیں گے۔

(انعام: ۳۸)

(کنز الایمان)

خدا کی چھوٹی سی مخلوق چیونٹی کو دیکھو۔ قدرت نے ان کو اپنی غذا جمع رکھنے
کی کیسی حکمت سکھائی اور اس کام میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح سے
تعاون کرتی ہیں۔ اور اپنی اس باہمی کوششوں سے اپنے لیے اس وقت کے لیے
جب وہ شدت گرمی اور شدت سردی سے بہرہ نکل سکیں وہ مل کر اتنی غذا جمع کر
لیتی ہیں کہ اطمینان و سکون سے اپنے سوراخوں میں بیٹھی کھایا کریں یہ کیسی دور
اندیشی ہے جو بہت سے انسانوں کو بھی نہیں سوجھتی۔ جو عاقبت اندیشی میں مشہور
ہے۔

جب کوئی چیونٹی کسی چیز کو خود نہیں سنبھال سکتی تو دوسری چیونٹیاں اس بوجھ کو لے جانے میں کس طرح سے اس سے تعاون کرتی ہیں جس طرح کوئی وزن ایک انسان کی طاقت سے زائد ہو تو دوسرے اس کو اٹھانے میں مدد کرتے ہیں۔

زمین میں اپنے اپنے رہنے کے مکانات کس تدبیر سے بناتی ہیں زمین کی مٹی کو کس طرح یکے بعد دیگرے باہر لاکر ڈالتی ہیں حتیٰ کہ رہنے کی جگہ صاف کر لیتی ہیں اور پھر مکان کے تیار ہو جانے کے بعد اپنی خوراک اکٹھا کرتی ہیں اور جو غلہ وہ جمع کرتی ہیں اسکو اپنے دانتوں سے کتر کر رکھتی ہیں مبادا زمین کی نمی سے اس میں کوئی چیز پھوٹ جائے یہ حکمت و دانشمندی اس چھوٹے سے کیڑے میں سوائے اس خدا کے کسی نے نہیں بخشی جو حکیم و قادر ہے اور رحمن و رحیم ہے۔

اگر وہ دانے پانی کی نمی سے تر ہو جائیں تو ان کو باہر نکال کر دھوپ اور ہوا میں خشک کرتی ہیں۔

اپنے مکانات نشیبی زمین میں کبھی نہیں بناتیں کہ پانی اس میں جمع ہو کر انکی ہلاکت کا سبب ہوگا بلکہ بلند حصہ زمین پر مکانات تعمیر کرتی ہیں۔

اب تم شہد کی مکھی میں غور کرو

اب تم شہد کی مکھی اور اس میں جو قدرت نے عجیب و غریب حکمت عطا کی ہے اس پر غور کرو۔

ان شہد کی مکھیوں میں ایک سردار ہوتی ہے جسکے علم و اشارے پر تمام مکھیاں

کام کرتی ہیں ان کھیوں میں اگر کوئی دوسرا نہیں ہونے کا دعوے کرتا ہے تو یہ سب ملکر اسکو مار ڈالتی ہیں تاکہ ان میں افتراق و انتشار نہ پیدا ہو، اور ایک ہی کی متابعت میں وہ سب باہم متحد و متفق رہیں۔

یہ کھیاں پھلوں سے کسی قسم کی رطوبت چوستی ہیں جو خدا کی قدرت سے ان کے منہ میں شہد میں تبدیل ہوتی ہے اس حکمت و تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس شہد میں اپنے بندوں کے لیے کس طرح فوائد کو پیش نظر رکھا ہے۔ یقیناً اس میں امراض کے لیے شفاء ہے جیسا کہ خدا نے خود فرمایا ہے شہد میں غذا ایت اور دوسری خوبی بھی ہے جس طرح دودھ میں بے شمار فوائد بنی نوع انسان اور حیوانات کے لیے پوشیدہ ہیں۔

یہ کھیاں اپنے پاؤں میں موم لالا کر مچھتے میں جمع کرتی ہیں کہ جس میں شہد محفوظ رہے۔ شہد کی حفاظت کے لیے موم کے برتن سے زیادہ موزوں اور مناسب۔ کوئی برتن نہیں ہو سکتا۔

اب اس پر غور و فکر کرو کہ ان کھیوں کو یہ حکمت و سبق سوائے خدا کے کون دے سکتا ہے جسکی بناء پر انہوں نے شہد کو موم کے برتن میں ایک خاص مدت تک کے لیے محفوظ رکھا اور پھر بلند درختوں اور پہاڑوں پر اپنا گھر تیار کیا کہ لوگوں کی دسترس سے محفوظ رہے کھیاں رس لینے کے لیے دن میں نکلتی ہیں رات کو اپنے گھر میں بسیرا لیتی ہیں اور جب واپس آتی ہیں تو اپنی غذا ساتھ لے کر آتی ہیں۔

پھر ان کے مکان کی ترتیب و ساخت کو دیکھو کس حکمت سے اس میں ہشت

پہلو سوراخ بناتی ہیں۔ اور بول و براز کے لیے اپنے گھر میں علیحدہ سوراخ بناتی ہیں۔ تاکہ شہدان میں مل کر خراب نہ ہو یقیناً ان کا مکان جمعہ اسکی ساخت بڑی حکمت و تدبیر سے ہوتی ہے جس سے خدا کی حکمت بالغہ کا پتہ چلتا ہے۔

مکزی کو دیکھو خدا نے اس کے جسم میں ایک ایسی رطوبت مائی پیدا کی ہے جس سے وہ اپنے رہنے کے مکان بناتی ہے اور اس سے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے شکار پھانسنے کا جال بھی تیار کرتی ہیں قدرت نے عجیب و غریب حکمت رکھی ہے کہ اس غذا سے اسکے اندر ایسی رطوبت تیار ہوتی ہے جسکو وہ مکان بنانے اور شکار کے لیے جال تیار کرنے میں صرف کرتی ہے مکان اس طرح سے بناتی ہے کہ خود اس میں بالکل چھپ جاتی ہے یہ دونوں چیزیں نہایت رقیق تاریکی طرح ہوتے ہیں جو اس رطوبت سے بنتے ہیں اور یہی رقیق و کمزور تاریکی کے پاؤں کے چاروں طرف اس طرح سے آگے پیچھے بندش کر دیئے جاتے ہیں کہ شکار جانے نہیں پاتا، اور وہ اس میں پھنس کر بالکل بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ اس کے تیار کردہ پھیلائے ہوئے جال میں جب کوئی شکار آتا ہے تو بہت پھرتی ہے وہ اپنے گھر سے باہر آتی ہے اور اسکو چاروں طرف سے خوب جکڑ دیتی ہے اور پھر اسکو پوری احتیاط سے پکڑ کر اپنے گھر میں لے جاتی ہے بھوکی ہوتی ہے تو اس وقت اس سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے ورنہ آئندہ کے لیے رکھ لیتی ہے۔ دیکھو خدا نے اس مکزی کو کیسی سوجھ بوجھ عطا کی ہے اور اس کے اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں جب اتنی چھوٹی سی مخلوق میں اس نے ایسے اسباب و وسائل پیدا کئے اور ان کو

استعمال کرنے کی تعلیم دی ہے تو پھر انسان کو اس نے کیسے کیسے وسائل و حکمتوں سے نواز اہوگا یقیناً وہ بڑا حکیم و مدبر ہے۔

ریشم کے چھوٹے سے کیڑے کو دیکھو

ریشم کے چھوٹے سے کیڑے کو دیکھو، اسکو دیکھ کر خدا کی قدرت نظر آتی ہے گویا اسکی زندگی انسانی فوائد کی خاطر ہے یہ کیڑا اپنے جسم سے ریشم تیار کرتا ہے اور اسکی صورت یوں ہوتی ہے کہ ایک تخم کے برابر ایک شکل ہوتی ہے اور وہ گویا انڈا ہوتا ہے جو کچھ دن میں گرمی پا کر ایک کیڑے کی شکل ہو جاتا ہے اور یہ نچا سا کیڑا توت کے پتہ پر کس طرح رکھ دیا جاتا ہے۔ پس یہ اس پتہ سے اپنی غذا حاصل کرتا رہتا ہے اور اسی طرح سے کچھ دن میں وہ ریشم کا ایک گولہ کتنا شروع ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ریشم کا ایک گولا تیار ہو جاتا ہے اور کیڑا ریشم کے ایک گولے کی نظر ہو جاتا ہے اسکی زندگی بس اتنی ہی ہوتی ہے۔

قدرت نے جب ایسی مفید جنس کو باقی رکھنا چاہا تو اس کے لیے ایسے ہی اسباب پیدا فرمائے جب یہ ریشم کا گولا تیار ہو چکتا ہے تو وہاں ایک بہت چھوٹا سا پردار کیڑا پیدا ہوا رہتا ہے اور ان میں نر و مادہ کی کوئی تمیز معلوم نہیں ہوتی یہ شہد کی مکھی سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتا ہے اور یہ پردار چھوٹے سے کیڑے سے ایک دوسرے پر تھوڑی دیر سواری کرتے ہیں جس سے ایک حاملہ ہو کر اسی وقت انڈا دیتا ہے جو اس تخم کی طرح ہوتا ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے پس یہ پردار

کیزے اڑ جاتے ہیں اور یہ انڈیا کی صورت کی طرح سے ریشم کے گولے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اب تم اس پر غور کرو کہ اس کیزے کو خاص کر اس پتے سے غذا حاصل کرنے کی سمجھ کس نے دی پھر اپنے جسم کو اس طرح سے ریشم بنانے میں فنا ہونا کس نے سکھایا۔ پھر آخر میں اس میں پروں کو کس نے پیدا کیا۔ اور پھر اس کو اس شکل میں کس نے تبدیل کیا۔ جس سے نسل کے باقی رہنے کا سامان ہوا۔ اگر وہ اپنی اصل شکل میں رہتا تو پھر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا۔ پھر جس ذات نے اس کیزے میں اتنی سمجھ بوجھ عطا کی اس نے اس ریشم کے ذریعہ سے ایک کثیر دولت کے کمانے کی تعلیم دی۔ اس سے قسم قسم کی اشیاء اور قیمتی کپڑے تیار کرنے کا سبق سکھایا۔ اس عجیب و غریب حکمت اور خدا کی قدرت کو دیکھ کر جو اس ننھے سے کیزے کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ خدا کی عظیم قدرت کا اندازہ ہوتا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور گلی سڑی ہڈیوں پر گوشت پوست پیدا ہونے کا یقین اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ بیشک اس کی ذات اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب حکمتوں پر قادر ہے۔

اس مکھی کو دیکھو جسکو ہم نہایت ہی

حقیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں

اس مکھی کو دیکھو جسکو ہم نہایت ہی حقیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور یہ ظاہر

اسکو بالکل غیر مفید سمجھتے ہیں یہ جب پیدا ہوتی ہے تو اس کے پر اس وقت اس کے جسم پر ہوتے ہیں اور فوز اسی اڑ کر وہ اپنی غذا حاصل کرتی ہے اور خطرہ ہونے پر انہیں پروں کے ذریعہ وہ اڑ کر اپنے کو بچا لیتی ہے کبھی میں قدرت نے ۲ پاؤں بنائے ہیں چار پر وہ قائم رہتی ہے اور دو فاضل رہتے ہیں جو ضرورت پر کام لیتی ہے مثلاً اگر کسی ایسی گاڑھی لیڈر چیز پر بیٹھ جائے جس سے اس کے پر آلودہ ہو کر اڑنے کے قابل نہ رہیں تو اپنے ان دونوں پاؤں کی مدد سے اپنے پروں کو صاف کر لیتی ہے۔ اور اسکی آنکھیں دوسرے ان کیڑوں کی طرح جو انسان کے عیش و آرام کو مکدر کرتے ہیں بغیر پلکوں کی ہوتی ہیں اور سرے باہر نکلی ہوتی ہیں یہ کبھی اور اس قسم کے دوسرے چھوٹے چھوٹے کیڑے پھر، پوسہ جیسے وغیرہ کو خدا نے نئی نوع انسان کے پیچھے اس طرح لگا دیا ہے کہ کسی وقت بھی آرام و چین نہیں دیتے تاکہ دنیا کی حقارت اور بے ثباتی ان پر آشکارہ ہو اور دنیا سے چھٹکارہ ملنے کی آرزو ان میں پیدا ہو کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو نہایت ہی بے حیثیت اور بے طاقت ہیں وہ باوجود بار بار اڑانے کے بھی انسان کے جسم پر آ بیٹھتے ہیں گویا وہ انسان کے جسم کو ایک بے حس و حرکت پتھر کی طرح سمجھتے ہیں تھوڑی دیر بیٹھے پھر ادھر ادھر کچھ حرکت کی اور اڑ گئے۔ ادیہ اس لیے کہ شکار اسی چیز کا کیا جاتا ہے جسکے زندہ ہونے کا علم ہو جائے اور اگر اس کا مردہ ہونا معلوم ہو تو پھر اس کو کوئی شکار نہیں کرتا جس طرح پتھر کہ ان کو کوئی بھی نشانہ نہیں بناتا۔

عقاب کو دیکھو جس وقت وہ کچھوے کو شکار کرتا ہے اور جب اس میں کوئی

جگہ ایسی نہیں پاتا جسکو وہ اپنی غذا بنانا سکے تو اسکو اپنے بچوں میں دبا کر بہت اونچا لے جاتا ہے اور پھر اس کو پہاڑ پر یا پتھر کی چٹان پر چھوڑ دیتا ہے جس سے کھوے کا جسم پاش پاش ہو جاتا ہے اور پھر عقاب اگر اسکو کھالیتا ہے بتاؤ اس عقاب میں یہ عقل کس نے دی ہے۔

کوے کو دیکھو وہ ویسے بھی مکروہ ہے اسلئے اسکی طبیعت بھی کچھ اس طرح مخلوق ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے اپنے کو دور ہی دور رکھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس کو علم غیب ہے کہ ذرا کسی نے اس کو پکڑنے کا قصد کیا اور وہ اڑا پھر اس کو کیسی سمجھ ہے کہ بچوں کی حفاظت کے لیے اپنے گھونسلے کو نہایت محفوظ اور پوشیدہ مقام پر رکھتا ہے اور بہت کم جھنکی کرتا ہے مبادا اس غفلت میں وہ پکڑا جائے غرض کہ انسان سے بہت خائف اور محتاط رہتا ہے برخلاف اس کے چوپایوں اور دوسرے جانوروں سے اس کا معاملہ بالکل برعکس ہے ان کی پیٹھ پر سر پر سینگ پر گردن پر آکر بیٹھ جاتا ہے اور کافی دیر بیٹھا رہتا ہے اونٹ کا خون اور چوپایوں کی لید میں بھی کچھ اپنی غذا ڈھونڈ لیتا ہے جب کوے کا پیٹ بھر جاتا ہے تو باقی بچے ہوئے کسی پوشیدہ مقام پر چھپا کے رکھ دیتا ہے جو دوسرے وقت اس کے کھانے کے کام آتا ہے بتاؤ یہ حکمت اور سمجھ اس میں کس نے پیدا کی یقیناً اس خدائے قادر و حکیم نے ان جانوروں میں یہ حکمت اور تدبیر پیدا فرمائی اگرچہ عقل سے یہ محروم ہیں۔

چیل ایک مکروہ شکل کا پرندہ ہے اور وہ بھی اپنے کو دور ہی رکھتی ہے خدا

نے اس کو اڑنے کی بڑی زبردست طاقت دی ہے وہ نہایت بلندی پر اڑتی رہتی ہے اس میں قوت بیٹائی بہت تیز ہے کہ اتنی بلندی سے زمین پر اپنی خوراک کو دیکھ کر بہت تیزی سے نیچے آتی ہے اور اچانک اس چیز کو کسی بلند مقام پر جا کر کھاتی ہے۔ اس کے پنجے نہایت تیز اور مزے ہوئے ہوتے ہیں کہ اتنی تیزی میں وہ زمین سے چیزوں کو اٹھالے جانے میں مدد دیتے ہیں اور کبھی غطا نہیں کرتے۔

چھپکلی سے مشابہ ایک جانور ہے جسکو گرگٹ کہتے ہیں وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھے رہنے کا عادی ہوتا ہے بہت کم چلنا پھرتا ہے۔ خدا کے اس کی آنکھوں میں یہ صفت رکھی ہے کہ چاروں طرف حرکت کرتی ہیں اور وہ ایک جگہ پر ہی بیٹھے بیٹھے اپنی خوراک حاصل کر لیتا ہے چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو وہ شکار کر کے کھا جاتا ہے پھر اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس قسم کے رنگ دار درخت پر رہتا ہے اسی رنگ میں خود تبدیل ہو جاتا ہے جس سے بہت کم دکھائی دیتا ہے اور رکھیاں وغیرہ اس کو نہیں دیکھ پاتی اور وہ بیٹھے ہی بیٹھے زبان نکالتا ہے اور بجلی کی طرح سرعت کے ساتھ ان کو چٹ کر جاتا ہے۔ اور پھر درخت کی کسی ٹہنی پر اس طرح جم جاتا ہے گویا درخت کا ایک حصہ ہے۔

اس میں ایک خصوصیت اور بھی ہے کہ جب کوئی اس کو مارنا چاہے تو وہ اس کو ڈرانے کے لیے ایسے ایسے رنگ و روپ بدلتا ہے جس سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ کھیلوں میں خاص قسم کی کھٹی ہوتی ہے جو عام کھیلوں سے قدرے مختلف ہوتی ہے جو ان کھیلوں کو کھا جاتی ہے اور ان کو شکار کرنے کے لیے عجیب و غریب حکمت و

تذییر سے کام لیتی ہے جب کوئی مکھی اس کے قریب آکر بیٹھتی ہے تو یہ بالکل بے حس و حرکت ہو جاتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ وہ مکھی اطمینان سے بیٹھی ہے تو یہ نہایت ہوشیاری سے اس سے اتنی قریب پہنچ جاتی ہے کہ ایک حرکت میں اس کو پکڑے اور پھر دفعتاً اس پر چبھتی ہے اور اس کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور جب کچھ دیر بعد مردہ ہو کر بے حس و حرکت ہو جاتی ہے تو اس سے اپنی غذا حاصل کر لیتی ہے اب اس مکھی کی یہ ہوشیاری اور اس کی حیلہ سازی کیا اس کی خود پیدا کردہ ہے یا اس حکیم مطلق نے اس کو اپنی روزی حاصل کرنے کے لیے بخشی ہے۔

مچھر ننھی سی مخلوق کو دیکھو قدرت نے

اس کا جسم بھی کتنا چھوٹا بنایا ہے

مچھر ننھی سی مخلوق کو دیکھو قدرت نے اس کا جسم بھی کتنا چھوٹا بنایا ہے اس چھوٹے سے جسم ہونے کے باوجود اس کے ان پروں میں کوئی نقصان ہے جن سے وہ اڑتا ہے اور نہ ان پاؤں میں کوئی کوتاہی ہے جن پر وہ بیٹھتا ہے اور نہ بھائی میں کوئی کمی جس سے وہ اپنی غذا حاصل کرنے کے لیے مناسب مقام کو منتخب کرتا ہے اس مختصر سے جسم میں اس کا وہ ہتھیار بھی ہوتا ہے جس کو جسم میں جمبو کر خون پیتا ہے اس کے چھوٹے سے بدن میں وہ ساری مشینری موجود ہے جو اسکی غذا ہضم کرتی ہے اور پھر فضلہ کو باہر نکالتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ بغیر کھائے پئے زندہ

رہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ ان کی خوراک ایک ہی جگہ پر اس کو ہمیشہ دستیاب ہو سکے اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ فضلہ بغیر کسی منصفہ (سوراخ) کے اسکے جسم سے باہر آسکے معلوم ہوا کہ سب کچھ اس کے اس ننھے سے جسم میں اس قادر و حکیم نے بنایا ہے اور اس کے مناسب اعضاء بنائے پھر اس کو اپنی غذا حاصل کرنے کی معرفت و حکمت عطا کی نفع و نقصان میں تمیز کرنے کی صلاحیت بخشی ہے اس سے خدا کی حکمت و کبریائی کا پتہ معلوم ہوتا ہے اور اس کی بلیغ قدرت و حکمت کا ثبوت ملتا ہے اگرچہ یہ پتھر جو بہ ظاہر ایک حقیر اور نہایت ہی چھوٹا سا جسم رکھتا ہے۔ اگر آسمان و زمین کی تمام مخلوقات فرشتے وغیرہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ قدرت نے اس کے اجزاء کو کس طرح سے تقسیم و ترتیب دیا ہے اور کیسے متعادل لوب پر اسکو بنایا ہے پھر اگر یہ سوچیں کہ اس مختصر جسم میں ساری قوتیں بھی بخشی ہیں جن سے وہ معلوم کر لیتا ہے کہ جلد اور گوشت کے مابین خونے ہے جو میری غذا ہے اگر یہ علم پہلے سے نہ ہو تو وہ کبھی جسم پر بیٹھ کر خون چوسنے کی کوشش نہ کرتا اور پھر اس کی ہمت و جرأت دیکھو کہ کس طرح سے وہ اڑ کر اپنی مخصوص آواز سے پہلے آگاہ کر دیتا ہے اور پھر خود بھی ہوشیار ہوتا ہے کہ ذرا سا شبہ ہو اور وہ اڑا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اڑ جائے۔ اسکی نجات ہے اور جب وہ اڑ کر جاتا ہے تو پھر لوئی طاقت اسکو واپس نہیں لاسکتی۔ جب ایک پتھر جیسی ادنیٰ اور حقیر مخلوق میں خدا نے ایسی ایسی حکمتیں اور تدبیریں پیدا فرمائیں تو پھر اور دوسری ہزاروں لاکھوں بے شمار مخلوقات میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ کی ہوگی۔

مچھلی کی خوبصورتی کو دیکھو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وهو الذي سخر لكم البحر لتأكلوا منه لحما طرياً .
وہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا
سخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت
(انجیل: ۱۳) کھاتے ہو۔ (کنز الایمان)

مچھلی کو دیکھو خدا نے سمندر اور نہروں میں کیسی کیسی عجیب و غریب شکل و صورت کی مخلوقات بنائی ہے جس سے اس کی قدرت معلوم ہوتی ہے۔ خدا نے جب ان کا ٹھکانہ ہی پانی میں بنایا تو پھر اس مصلحت سے اس میں پاؤں اور پھپھڑے نہیں پیدا کئے کیونکہ وہ پانی میں غوطہ لگانے کے وقت سانس نہیں لیتے پاؤں کی جگہ ان میں بازو بنائے ہیں جو تیزی سے ان کی منشاء کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور جس طرف وہ جانا چاہیں جا سکیں۔ ان کے جسم کو ایک ایسی جلد سے ڈھانپا ہے جس کے جزاء بعض بعض مہیں گھسے ہوئے ہیں اور جو گوشت کی طرح نرم نہیں ہیں بلکہ سخت زرہ کی طرح ان کی پوری حفاظت کرتی ہے اور جن مچھلیوں میں اس طرح کے فلوس نہیں بنائے ان کے جسم پر ایک چھلکا سا پہنا دیا ہے جسکی جلد مضبوط اور دیر ہے جو اس کے لیے مکمل محافظ ہے مچھلی میں آنکھ کان ناک یہ تمام چیزیں ہوتی ہیں جنکی مدد سے وہ اپنی خوراک حاصل کرتی ہے اور خطرہ ہونے پر

اپنے کو بچاتی ہے۔ پس دیکھو کہ سمندر کی گہرائی میں رہنے والی مخلوق کو کیسی مناسب اعضاء اور قوت بخشی ہے جو اس کے لیے طلب معاش اور دشمن سے نجات حاصل کرنے میں پوری طرح ان کی معاون ہیں۔

اور کیونکہ خدا کو معلوم ہے کہ بعض بعض کی غذا ہے اس لیے خدا نے اسکو کثیر الاولاد بتایا ہے اور زومادہ کی خصوصیت بھی نہیں رکھی جس طرح بڑی مخلوقات میں مادہ ہی بچہ انڈے دیتی ہے برخلاف مچھلی کے کہ ہر مچھلی انڈے دیتی ہے اور ہر مچھلی انڈوں کا ایک بچہ دیتی ہے جس سے بے شمار بچے پیدا ہوتے ہیں۔

بعض مچھلیاں نہروں میں پیدا ہوتی ہیں اور بغیر تو والد کے لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوتی ہیں۔

بعض مچھلیاں ایسی ہیں جن کے دو ہاتھ اور دو پاؤں ہوتے ہیں ان میں تو والد و تاسل زومادہ کے ملنے سے ہوتی ہے۔

کچھ اور مگر چھ یا ان سے مشابہت رکھنے والے دوسرے جانور یہ انڈا دیتے ہیں سورج کی گرمی سے انڈا نوٹ جاتا ہے اور اس انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے پانی میں انڈوں کو سینے کا کام انجام نہیں پاسکتا۔ تو خدا تعالیٰ نے مچھلی کے انڈوں میں جو ہی مچھلی انڈے دیتی میں روح ڈال دیتا ہے۔ اور کامل بچہ اس میں موجود ہوتا ہے وہ اپنی تربیت میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ یہ خدا کی بڑی حکمت ہے کیونکہ خشکی کے جانوروں کی طرح سے سمندری جانوروں کو اپنے انڈے سے سینا ان پر ایک مدت تک بیٹھے رہنا پھر بچوں کو کھلانا۔ اور تربیت دینا ناممکن ہے اس

یہ خدا نے ان کو تمام باتوں سے مبرا اور بے نیاز رکھا ہے پھر خدا نے جنت کثیر تعداد میں ان کی پیدائش رکھی کیونکہ مچھلیاں آپس میں ایک دوسرے کو کھا جاتی ہیں اور پھر انسان کے لیے بھی یہ بہترین غذا ہے۔

مچھلی کی رفتار کو دیکھو

مچھلی کی سرعت حرکت کو دیکھو وہ اپنی دم کتنی بھرتی اور تیزی سے حرکت دیتی ہے اور پانی میں سکی رفتار کو دیکھو کس اعتدال اور میانہ روی سے کشتی کی طرح سے پانی میں تیرتی ہیں اپنے پاؤں اور پروں سے کس طرح پانی کو ادھر سے ادھر بناتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں اس کے جسم میں ہڈیاں بالکل اس کے اعضاء جسم کے مشابہ ہوتی ہیں اندر سے کھوکھلی اور نہایت ہلکی اور باریک ہوتی ہیں کہ تیرنے کے کام کے لیے ایسا ہی مناسب تھا۔ اگر کوئی ہڈی کہیں سے ٹوٹ جاتی ہے تو وہ کس طرح سے گوشت کی مدد سے پھر جڑ جاتی ہے دانت اگرچہ تعداد میں کافی ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے سے قریب ہونے کی وجہ سے ایک ہی جڑ و مظلوم ہوتے ہیں اور غذا کے چبانے میں سب مل کر ایک دوسرے کی اس طرح اعانت کرتے ہیں کہ پھر چبانے کی مزید ضرورت نہیں ہوتی۔

سمندر میں خدا نے کچھ بہت ہی کمزور اور ناتوان جانور بھی بنائے ہیں جو جرات تک اچھی طرح سے نہیں کر سکتے۔ جیسے گھونگے اور سپی کیزا مگر خدا نے ان کی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ ان کو ایک محفوظ اور مضبوط قلعہ میں بند کر دیا جو پتھر

جیسا سخت ہے اور وہی اسکا مکان اور جائے سکونت ہے اور اس کا اندرونی حصہ جو جسم کے ملحق رہتا ہے اس کو نرم بنایا کہ جسم کو ضرب نہ پہنچے۔

گھونگوں کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں بعض ایسے ہوتے ہیں جو کھلے ہوئے مقامات میں رہتے ہیں جہاں واپنی خود بھی حفاظت نہیں کر سکتے اس لیے خدا نے ان کو پہاڑوں اور پتھروں کی چٹانوں میں محفوظ رکھا ہے اور وہیں پہاڑوں سے رسنے والی رطوبت ان کی غذا ہوتی ہے۔

بعض اتنے خوبصورت اور ستارے کی مانند درخشاں ہوتے ہیں وہ اپنے منہ کو اپنے گھر سے باہر نکال لیتے ہیں اور ادھر ادھر کچھ کھاتے پیتے ہیں اور جوں ہی کوئی خطرہ محسوس ہو اذقہ اپنا منہ اندر کر لیتے ہیں اور اس سوراخ پر ایسے سخت قسم کی کوئی آزر لگا کر اس کو بند کر دیتے ہیں کہ باہر سے کوئی اس کے اندر جا نہیں سکتا۔ اور اس طرح وہ اس میں چاروں طرف سے بند ہو جاتے ہیں خدائی قدرت دیکھو کس طرح ان کا گھر بنایا اور ان کو گھر میں محفوظ ہو جانے کی کیسی حکمت سکھائی مختصر یہ کہ خدا نے کسی کو محروم نہیں رکھا سب کو اس کی مناسب اور مفید چیزیں عطا کی ہیں۔ وہ اپنے تمام مخلوقات کی پوری حفاظت کرتا ہے خواہ وہ مخلوقات پہاڑوں میں رہتی ہو یا نیلوں پر یا سمندر کی گہرائی میں۔

رنگین مچھلیوں کو دیکھو

رنگین مچھلیاں، مچھلیاں بھی طرح طرح کی ہیں بعض وہ ہیں جو سمندر کی

گہرائی سے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو قریب کے کناروں پر خشکی سے غذا حاصل کرتی ہیں ان میں قسم قسم کے رنگین نقوش ہوتے ہیں اور یہ رنگارنگ کے نقش و نگار بھی قدرت ان کے فضلہ غذا سے تیار کرتی ہے جس طرح گھانس کھانے والے جانوروں میں ان کے غذا سے صاف و شفاف مینھا دودھ تیار ہوتا ہے۔

یہ رنگین مچھلیاں جب کسی ایسی چیز کے اثر کو محفوظ کرتی ہیں جس سے ان کے رنگ میں کوئی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ فوراً اپنے پیٹ سے خاص قسم کے مادے کو نکال کر اس مقام کو صاف کر دیتی ہیں اور پھر پانی کے اندر جا کر اس میں دوسری تبدیلی کر دیتی ہیں۔ اسی قسم کی ہزاروں مصلحتیں اور حکمتیں ہیں جن کو بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا۔

پر دار مچھلیاں بعض مچھلیاں پر دار ہوتی ہیں اور ادھر ادھر حرکت کرنے میں چگادڑ کی طرح اڑتی ہیں اور دیکھنے میں خشکی کے پرندے کی طرح معلوم ہوتی ہیں اس طرح وہ اپنے پروں سے اڑنے کا کام لیتی ہیں۔ کچھ مچھلیاں ایسی ہوتی ہیں جو بہت چھوٹی اور کمزور ہوتی ہیں اور نہروں نالوں میں بیشتر ہوتی ہیں ان میں قدرت نے ایک خصوصیت ایسی رکھی ہے جو ان کی حفاظت کرتی ہے ذرا کسی نے اس کو پکڑا تو ہاتھ اور جسم کو سن کر دیتی ہے اس لیے اس کو کوئی پکڑتا نہیں۔

غرضکہ مخلوقات الہی کی عجیب و غریب حکمتوں اور لطافتوں کو کوئی لکھنے بیٹھنے تو دفتر کے دفتر بھر جائیں۔ مگر ان کو پورا نہیں کر سکتا یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے یہ صرف

بطور نمونہ ہے گویا خدا کی بے شمار حکمتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو عاقل ہیں وہ
اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردہ کو ہٹا کر اسکی حکمتوں کا نظارہ کریں۔

برگ درختان بزر در نظر ہو شمار

ہر در آئے دفتریت معرفت کردگار



ہمارے لیے خوبصورت باغ آگائے گئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

امن خلق السموات
والارض وانزل لكم
من السماء ماء فانبثنا
به حدائق ذات بھجة
ما كان لكم ان تنبتوا
اشجارها والہ مع اللہ
بل هم قوم یعدون.

(انمل: ۶۰)

یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائی اور
تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم
نے اسے سے باغ آگائے رونق والے
تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیز
آگاتے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بلکہ
وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔

(کنز الایمان)

سردی جبکہ بھگن بوستاں

در ہوائے قامت دلجوئے تو

زمین پر نباتات کو دیکھو کیسی سرسبز و شاداب اور خوشنما معلوم ہوتی ہے اس
میں انسانوں اور دور سے حیوانات کے لیے کتنے بے شمار فائدے اور اغراض
پوشیدہ ہیں پھر ان کی حفاظت کا سامان اس طرح کیا ہے کہ بیج اور گھنٹی کو اسکی اصل
قرار دیا۔ اور اس کے اندر یہ ساری نباتات اس طرح سے محفوظ رکھدی کہ انسانی
عقل حیرت میں ہیں۔ اس نباتات میں غلے بھی ہیں اور پھل پھول بھی اور
ترکاریاں بھی جو انسان کے کام آتی ہیں گھاس اور چارہ بھی ہے جو جانوروں کی

خوراک کا سامان ہے اس میں جلانے کی اور عمارتوں میں کام آنے والی لکڑی بھی شامل ہے اسی سے وہ لکڑی بھی حاصل ہوتی ہے جو جہاز اور کشتیوں کے بنانے میں کام آتی ہے اور کہاں تک اس کے فائدوں اور بے شمار حکمتوں کو بتایا جائے اس نباتات کا ایک ایک حصہ پھل اور پھول اور شاخیں اور پتے حتیٰ کہ اسکی جڑیں تک کام میں لائی جاتی ہیں۔ بے شک خدا نے کوئی چیز بے کار نہیں بنائی اس نباتات سے عصارے، جو شاندرے گوند اور طرح طرح کے عروق تیار کیے جاتے ہیں۔

اگر یہ پھل زمین میں ایک جگہ پر اکٹھے حاصل ہو جاتا کریں اور اس طرح درختوں پر شاخوں پر بیلوں پر نہ آتے تو انسان کتنے بے شمار فائدوں سے محروم ہو جاتا اور زندگی کی کتنی ضروریات کی فراہمی میں رکاوٹ ہوتی نہ اس کو جلانے کیلئے ایندھن میسر آتا نہ عمارتوں کے لیے لکڑی دستیاب ہوتی نہ جانوروں کے لیے ایندھن میسر آتا، نہ عمارتوں کے لیے لکڑی دستیاب ہوتی نہ جانوروں کے لیے چارہ ملتا اور نہ دوا دار و دغیرہ وغیرہ ضرورتوں کے لیے دوسری چیزیں حاصل ہوتیں جو موجودہ شکل میں حاصل ہوتی ہیں۔

اسکی قدرت کو دیکھو کہ ایک دانہ زمین میں ڈالو سودا نے حاصل کر لو اور اس سے بھی زائیم یہ اس کی برکت ہے حکمت ہے اپنی ضرورتوں میں کام لو ضرورت سے بچ جائے تو آئندہ پیش آنی والی ضرورتوں کے لیے ذخیرہ کر لو۔ اس کی مثال بالکل ایک بادشاہ کی سی ہے جو کسی مقام کو آباد کرنے کے ارادے سے وہاں کے باشندوں کو کچھ بیجیے کے لیے دے دے اور کہ دے کہ ان کو بولو اور اس

سے جو کاشت ہو اس کو اپنی خوراک و دیگر ضروریات میں صرف کر و پس اسی طرح سے خدا نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا ہے اور زمین اور ملکوں کو بسا کر ان پر احسان عظیم کیا۔ یہ درخت اور نباتات بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں بیج بنتے ہیں پھر بوئے جاتے ہیں یہ سلسلہ جاری ساری ہے اور یہی اس کی بقاء و دوام کا ضامن ہے اگر اس طرح نہ ہوتا تو یہ نعمت بس ایک مرتبہ کے بعد تمام ہو جاتی اور جاری نہ رہ سکتی اس میں قدرت کی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

ان دانوں کی پیدائش اور اس کی صورت کو دیکھو کہ کس حسن و خوبی سے ایک قدرتی ظرف میں ترتیب دے دیئے ہیں گویا کہ دانوں سے قرینہ سے بھری ہوئی ایک تھیلی ہے جو اپنی زبان حال سے پیدا کرنے والے کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے یہ دانوں سے بھری ہوئی تھیلی اپنے دانوں کو اس وقت تک محفوظ رکھتی ہے کہ وہ پخت ہو کر استعمال کے قابل ہو جائیں ٹھیک اس جھلی بچہ دانی کی طرح سے جو بچہ کی تکمیل ہونے تک پوری حفاظت کرتی ہے۔

یہ دانے ایک خاص قسم کے چھلکے میں بند ہوتے ہیں جن کے سروں پر نیزوں کی طرح سے تیز اور سخت چھلکے ہوتے ہیں گویا وہ پرندوں سے اپنے اندر کے خزانے کی حفاظت کروے ہیں پس خدا کی قدرت اور حکمت کو دیکھو کہ اس نے نباتات کے اس تیار ذخیروں کو پرندوں کی دسترس سے کس طرح محفوظ کر دیا ہے اگرچہ یہ غلہ پرندوں کی غذا ہے تاہم انسان کی ضرورت پہلے درجہ پر ہے۔

نباتات بھی انسان و حیوان کی طرح اپنے لیے غذا کی محتاج ہیں لیکن

قدرت نے نباتات میں انتقال مکانی کی وقت نہیں بخشی جو اپنے لیے روزی تلاش کریں اس لیے قدرت نے اس کو جڑوں کو زمین کی گہرائی میں مرکوز کر دیا ہے۔ تاکہ وہ مٹی اور پانی ہر وقت حاصل کر سکیں اور اس طرح یہ جڑیں زمین سے تری حاصل کر کے شاخوں ٹہنیوں، پھل پھول اور پتوں تک پہنچادیں۔ گویا زمین ان کے لیے ایک پرورش کرنے والی مہربان ماں کی جگہ ہے اور ان کی جڑیں ان کے لیے منہ کے قائم مقام ہیں کہ گویا زمین سے رطوبت چوس کر اپنے سارے جسم کو پوت پہنچاتی ہیں جس طرح ایک بچہ ماں کی چھاتی سے دودھ پی کر قوت حاصل کرتا ہے۔

تم نے خیموں کو نصب ہوتے دیکھا ہوگا اسکی ٹٹا میں اور رسیاں جو چاروں طرف اسکو سادھے ہوئے رہتی ہیں کہ کسی ایک طرف کو جھکنے و پائے اور پورا خیمہ سیدھا اور درست رہے۔ اسی طرح نباتات کا حال ہے کہ اس کی جڑیں زمین میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ کہ اس کو گرنے اور کسی طرف جھکنے سے روکے رہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو بڑے بڑے اونچے درخت کس طرح سے اپنے کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ بالخصوص جب طوفانی ہوائیں چلتی ہوں یہ اس خالق کی بڑی حکمت ہے کہ اس نے اس طرح سے انتظام قائم کیا ہے اور پھر اس قدرتی نظام کو دیکھ کر انسان اپنے اعمال میں اسکی پیروی کرتا ہے اور اپنے بگڑے ہوئے کاموں کو بنا لیتا ہے۔

سردی چند بھمن بوستان
در ہوائے قامت دلجوی تو

کسی درخت کے ایک پتے کو لو اور اس پر غور کرو اس میں باریک اور موٹی
 نیس دکھائی دیں گی کچھ طول میں کچھ عرض میں کبھی ہوئی اور ان عروق کا کیسا جال
 ایک پتے میں بچھا ہوا ہے انسان میں یہ طاقت کہاں کہ وہ اس طرح سے کام انجام
 دے سکے ایک ہی پتے کے نقش و نگار میں طویل عرصہ کی ضرورت ہوگی پھر بھی نقل ہو
 گی جو اصل سے بمطابق نہ ہوگی یہ قدرت کا کام ہے اس کے ایک اشارے پر
 نر ذروں پتوں پر پھولوں پر گل کاریاں نظر آتی ہیں اور نہ کسی قلم کی ضرورت اور
 نہ کسی دوسرے آلہ کی ضرورت اور پھر اس کثرت کے ساتھ پہاڑ جنگل میدان کوئی
 جگہ باقی نہیں جہاں پھول پتوں پر یہ گل کاریاں نہ ہوں اور یہ خالی نقش و نگار محض
 حسن و خوبصورتی نہیں بالکل پتے کی پرورش میں بڑا کام انجام دیتے ہیں ان رنگوں
 کے ذریعہ یہ پتے میں رطوبت اور مادہ کو پہنچانے میں مدد دیتے ہیں ٹھیک اسی طرح
 کہ ایک انسان اور حیوان کے جسم میں رگوں اور نسون کا ایک جال بچھا ہوتا ہے۔
 اور وہ ہر عضو کو غذا پہنچانے کا کام کرتا ہے۔

پتے میں جو موٹی نیس ہوتی ہیں وہ پتے کو سیدھا رکھتی ہیں تاکہ وہ اپنے قائم
 رکھ سکے۔ ورنہ نرم اور ہلکا ہونے کے باعث وہ اپنے کو قائم نہیں رکھ سکتا اور ہوا
 کے تیز جھونکے اسکو پاش پاش کر دینگے۔

اب گٹھلی اور اسکی حکمت پر غور کرو پھل کے درمیان اسکو محفوظ کیا ہے اگر
 کسی آفت ارضی اور سمادی سے بیڑ ضائع ہو جائیں تو یہ گٹھلی ان کا قائم مقام ہو
 اور پھر سے درختوں کے لگانے اور پیدا کرنے کا سامان مہیا کر دے۔ یقیناً یہ اس

نظریہ سے نہایت قیمتی اور قابل حفاظت چیز ہے کہ اس کے ذخیروں کے محفوظ کر لیا جائے یہ گھسلی اگرچہ خود سخت جسم رکھتی ہے مگر نرم پھلوں میں بھی کسی طرح سے چپاں اور ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر اس طرح نہ ہوتی تو پھر پھلوں کے پختہ ہونے سے قبل ہی اس میں خرابی پیدا ہو کر پھل کو بھی ضائع کر دیتی بعض گھسلیاں کھانے کے کام میں بھی آتی ہیں ان سے تیل بھی کشید نکالے جاتے ہیں اور کھانوں میں اور دیگر اشیاء میں استعمال میں لایا جاتا ہے۔ گھسلی کے اوپر کس طرح سے ایک ہلکا سا ورق چڑھا ہوتا ہے اور کس حکمت سے وہ اس میں محفوظ ہوتی ہے اور اس میں کیسی کیسی لذت اور فائدے مضمر ہیں یقیناً قدرت کی بڑی تخلیق کا پتہ چلتا ہے۔

اس گھسلی میں جو خاصیتیں اور اثرات قدرت نے ودیعت فرمائے ہیں۔ جس طرح مٹی کے ناپاک قطرہ میں انسانی تخلیق کے راز کو پوشیدہ کر دیا یہ سب راز اور حکمتوں کا جاننے والا وہی خدا ہے جس نے انکو بنایا ہے۔

اس گھسلی پر ایک سخت قسم کا غلاف چڑھا کر قدرت نے کتنی عظیم حکمت کا پتہ دیا کہ اگر کہیں گر جائے تو اس غلاف کی وجہ سے گھسلی خراب نہیں ہوتی اگر اسکو ذخیرہ کیا جائے تو بھی جلد فاسد نہیں ہوتی بلکہ اس غلاف کی وجہ سے کچھ دن محفوظ رہتی ہے گویا وہ غلاف ایک صندوق یا بکس ہے جسکے اندر ایک قیمتی جوہر محفوظ ہے۔

ایک گھسلی کو جب زمین میں رکھیں اور پانی دیں تو اس میں سے نیس نکلتی ہیں نہیں نکلتی ہے اور جوں جوں اس میں بالیدگی ہوتی ہے نیچے سے نیس اور جڑیں

زمین کے اندر مرکوز ہو جاتی ہیں جس سے یہ درخت مضبوطی سے اپنے تنے پر قائم رہتا ہے اس طرح سے زمین کے نیچے رطوبت اوپر کی شاخوں ٹہنیوں، پھلوں، پھولوں پتوں تک پہنچتی ہے اور نہایت انصاف سے یہ تقسیم ہوتی ہے گویا قدرت اپنی حکمت و انداز سے جس کو جس قدر پانی اور رطوبت درکار ہوتی ہے اتنا ہی اس کو پہنچاتی ہے اور پھر ہر ایک کو اس کے مناسب غذا پہنچتی ہے اسی رطوبت سے پھولوں میں رنگ، خوشبو، پھلوں میں ذائقہ، لذت، یہ سب کچھ قدرت کے نظام سے مکمل ہوتا ہے۔

پھلوں کے آنے سے پہلے قدرت پتوں کو پیدا کرتی ہے کہ نازک پھل اپنی حفاظت کے لیے ان پتوں کے محتاج ہیں تاکہ تند ہواؤں کے جھونکوں اور سورج کی تمازت سے ان کی حفاظت ہو اور پھل ضائع نہ ہو جائے سردی اور گرمی کی شدت اثر سے پھلوں کی حفاظت اور پتوں کی جاتی ہے اور پھر سردی گرمی، ہوا، دھوپ یہ سب چیزیں پتوں سے چھن چھن کر پھلوں تک پہنچتی ہیں۔ اور پھلوں کے پختہ ہونے میں مدد دیتی ہے۔ پھل کو اپنی پختگی کے لیے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے اور یہی چیزیں پھلوں کو سڑنے گلنے اور خراب ہونے سے روکتی ہیں۔

دیکھو خدا نے درختوں پھلوں اور پھولوں کو کس بہتر طریقہ سے مرتب کیا ہے ان کے مختلف رنگ اور گونا گوں شکل و صورت اور طرح طرح کے ذائقہ اور ان کی قسم قسم کی بھینی بھینی خوشبوئیں پھر کوئی بڑا ہے اور کوئی درمیانی کوئی سرخ ہے تو کوئی پیلا کوئی سفید ہے تو کوئی سبز کوئی رنگ میں شدید ہے تو کوئی ہلکا، اور کوئی

درمیانی نہ زیادہ تیز اور نہ زیادہ تیز اور نہ زیادہ ہلکا اسی تناسب سے ان کے مختلف ذائقے کوئی بیٹھا ہے کوئی ترش کوئی سینا ہے تو کوئی تلخ ان کی خوشبو بھی کیسی بھینی بھینی اور اچھی ہوتی ہے اور ہر پھول اور پھل کی خوشبو ایک دوسرے سے مختلف ان کی تمام تفصیلات ہم اوپر لکھ چکے ہیں جسکو پڑھ کر ایک صاحب عقل و بصیرت کے ایمان میں روشنی اور خدا کی قدرت کا یقین پیدا ہوتا ہے ان چیزوں کو دیکھ کر قلب میں کیسی مسرت اور خوشی محسوس ہوتی ہے ان کی تازگی اور کو دیکھ کر روح کو خوشی حاصل ہوتی ہے ان کے باطن میں جو اثرات و فوائد پوشیدہ ہیں ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا ان میں ایسی قوتیں ہیں جن سے زندگی کو بڑی غذا اور قوت پہنچتی ہے کھانے میں اسکی لذت و خوشبو سے عجب انبساط مسرت ہوتی ہے ان کی گھنٹی یا حج محفوظ ہیں خشک ہونے پر ان سے پھر کاشت حاصل کی جاتی ہے کیسے کیسے فوائد اور ذائقے قدرت نے ان پھلوں میں رکھے ہیں۔

وشجرة تخرج من طور سيناء اور وہ بیڑ پیدا کیا کہ تو ر سینہ سے نکلتا
 ثبت بالدهن صبع للاکالین۔ بے لے کر اگتا ہے تیل اور کھانے
 (المونون: ۲۰) والوں کے لیے سالن (کنز الایمان)

خدا نے پتھر اور پانی کے درمیان سے صاف لذیذ اور نہایت کارآمد
 زیتون کا تیل پیدا کیا جس طرح اس نے اپنی قدرت سے گوبر اور خون اور گندی
 چیزوں کے درمیان سفید شریں اور سفید دودھ پیدا فرمایا اور شہد کی مکھیوں سے
 خالص شہد جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں جس میں لذت و فرحت کے علاوہ بہت

سے امراض سے شفاء بھی ہے۔

زمین کی گہرائی سے جڑوں، نسوں اور شاخوں کے ذریعہ درخت کی اونچی اور بلند شاخوں تک پانی کا پہنچنا کیسا حیرت انگیز کوششہ قدرت ہے اس طرح غذا کے پہنچنے میں ایک تناسب یہ بھی ملحوظ ہے کہ بیج میں دیہی جڑو پہنچیں جو اس کے مناسب ہے اور پھل میں وہ جو اس کے مناسب ہوں شاخوں، ٹہنیوں میں وہ جو اس کے وجود اور قیام کے مناسب ہے۔ کھجوروں پر نظر کیجئے۔ ابتداء میں وہ نہایت کمزور اور ضعیف حالت میں ہوتی ہے۔ کس عجیب حکمت سے اس کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہونے سے محفوظ ہیں ان پر ایک غلاف کا پردہ چڑھا دیا کہ اسکی حفاظت ہو جب وہ پختہ اور کالم ہوں تو پھر وہ غلاف تدریجی طور پر شق ہو جڑ پھل ظاہر ہو جائے اور اس طرح کہ ہو اور سورج کی گرمی و سردی کا تحمل ہو سکے۔ یہی نظام قدرت اور عجیب حکمت تمام درختوں اور ان کے پھلوں پھولوں میں کارفرما ہے۔

انار کے پھل پر غور کیجئے کس عجیب حکمت سے اس کے دانوں کے اندر ترتیب دیا ہے دانوں کو علیحدہ علیحدہ کس طرح سے خانوں میں تقسیم کی ہے پھر ان پر ہلکے ہلکے پردے حفاظت کے لیے ہیں ایک موم نے اور نرم گودے میں وہ دانے جڑے ہیں نیچے سے مومنا اور اوپر سے باریک اور پھر دانوں کو ایک باریک غلاف میں محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ وہ ایک مقام پر مرتب رہ کر پرورش پائیں اور کسی ضرب کے پڑنے سے وہ متضرر ہو کر خراب نہ ہوں دیکھو یہ سب کچھ بندوں کے نفع

کی خاطر خدا نے انتظامات کیے ہیں اس میں غذا بھی ہے اور دوا بھی اور پھر ذخیرہ کے رکھنے کی صلاحیت و قابلیت بھی تاکہ بے موسم ضرورت پڑنے پر کام آسکیں جس زمانہ میں درخت پر پھل نہیں آتے گویا اس طرح ان کی حفاظت کا سامان کر دیا انار کی اس شاخ کو دیکھو جس میں انار لگا ہوتا ہے جس تک انار پختہ ہو کر کھانے کے قابل نہیں ہوتا اس وقت تک یہ شاخ انار کو روکے رہتی ہے۔

اس نباتات کو دیکھو جو زمین کی سطح پر پھیلتی ہیں جیسے بلیں ان کی شاخیں نرم اور کمزور ہوتی ہیں ان کو ہر وقت تری کی ضرورت ہے وہ پھلوں کو اٹھانے کی متحمل نہیں ہوتیں۔ قدرت نے ان کو اسی طرح بنایا ہے کہ یہ زمین پھیلتی ہیں ورنہ پھلوں کے زمانے میں بڑی مشکل ہوتی اور پھر یہ پھل ایسے موسم میں آتے ہیں جب طبیعت ان کی خواہشمند ہوتی ہے اگر یہ ٹھنڈے پھل سردی کے زمانے میں آتے تو ایک طرف تو طبیعت اس سے متنفر ہوتی اور ایسے وقت اس کے کھانے سے نقصان ہوتا۔

کچھور میں نرم مادہ پیدا کیے اس لیے وہ تا وقتیکہ یہ دونوں موجود نہ ہوں پھل نہیں دیتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انسان و حیوان کی طرح سے اس درخت میں نرم مادہ کو ٹھونڈا رکھاتا کہ اس سے قدرت مزید آشکارا ہوا۔ نباتات میں جزی بوئیاں بھی شامل ہیں۔ اور وہ کیسے کیسے عظیم منافع و فوائد اپنے اندر پوشیدہ کئے ہوئے ہیں ان کے خواص و اثرات پر کرنے سے خدا کی قدرت معلوم ہوتی ہے ظاہر میں وہ جنگل کی گھاس معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ انسانی امراض کے

لیے دور کرنے کے لیے بیش بہا دواؤں کا خزانہ ہے اگر کوئی دوا بدن کے تمام فضلات کو نکالنے کے کام آتی ہے تو دوسری ضغراء کے دفع کرنے کے لیے تیسری ریح خارج کرنے کے لیے اور چوتھی طبیعت کے سکون و ٹھہرانے کے لیے کوئی مسہل ہے تو کوئی قابض کوئی تے لانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے تو کوئی تسکین طبیعت کے کام میں آتی ہے۔ دیکھو قدرت نے کیسے کیسے راز پوشیدہ کیے ہیں اور یہ سب انسانی فائدے کے لیے۔

فلسفی سر حقیقت تنو انت کشود!

گشت راز دگر آں راز کہ افشامی کرد



دلوں میں اللہ کی عظمت پیدا کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان
اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور
کوئی چیز ایسی نہیں جو اس سے سراہتی
ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی
تسبیح نہیں سمجھتے بے شک وہ علم والا بخشنے
والا ہے۔

تسبح له السموات السبع
والارض و من فيهن وان من
شئ الا يسبح بحمده ولكن
لا تفقهون تسبيح انه كان
حليما غفورا
(نبی اسرائیل: ۲۳)

دوسری جگہ فرمایا۔

قریب ہوتا ہے آسمان اپنے اوپر سے شک ہو
جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے
ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں
کے لیے معافی مانگتے ہیں۔ سن لو بے شک
اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

تکاد السموات يتفطرن من
فوقهن والملائكة يسبحون
بحمدهم ويستغفرون
لمن في الارض. الا ان الله
هو الغفور رحيم.

(شوری: ۵)

(کنز الایمان)

خدا نے فرمایا:-

و يسبح الرعد بحمده والملائكة اور گرجا سے سراجتی ہوئی اس کی پاکي
من خيفته. (رعد: ۱۳) بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے۔

اوپر جو کچھ عجائبات قدرت میں حکمتوں اور کاریگریوں کا ذکر ہوا اس سے
پتہ چلتا ہے کہ اس خالق کائنات کی رفعت و قدرت اور اس کی عظمت و ہیبت کس
درجہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ اگر تم اپنی ذات میں غور کرو اس میں اس کی بڑی قدرت و
حکمت پاؤ گے۔ پھر زمین پر نظر کرو کیسی کیسی نعمتیں اور حکمتیں نظر آئیں گی بلند پہاڑ
اور اونچے نیلے وسیع میدان اور بہتے دریا اور بے تباہ سمندر ان دریاؤں، نہروں،
سمندر میں جو عجائبات ہیں زمین پر نباتات شجر و حجر پر غور کرو چو پاؤں جانوروں
اور پرندوں کو دیکھو۔ اہل بصیرت کے لیے کیا کچھ درس و نصیحت موجود ہے۔ یہ
ساری چیزیں ان کی حکمتیں ان کے فوائد کا احاطہ کرنا ناممکن ہے یہ ایسی وسیع زمین
اور اس پر بسنے والی تمام مخلوقات آسمان کی وسعت کے مقابلے میں ایسی ہے گویا
ایک چمچہ زمین پر ڈال دیا جائے اس سے آسمان اور اس کے ستاروں کی وسعت
اور طول و عرض کا اندازہ کرو۔ آفتاب جو آسمانی سیاروں میں سے ایک روشن اور
تابناک سیارہ ہے، سیاحین کی جماعت نے جو آسمانی سیاروں کی بابت آسمان
پر سفر کیے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ آفتاب زمین سے ایک سو ساٹھ حصہ بڑا ہے
اور بعض دوسرے سیارے زمین سے سو سو حصے زائد ہیں اب تم دیکھو کہ یہ دیکھو
کہ یہ آفتاب و ماہتاب اور دوسرے بے شمار سیارے جو آسمان پر بکھرے ہوئے
ہیں اور تمام آسمان ان سے بھرا ہوا نظر آتا ہے ان سیاروں میں سے بعض کی

وسعت ہم نے بتادی اب کم و بیش لاکھوں سیارے آسمان کی وسعت میں موجود ہیں ان سے آسمان کی وسعت اور لمبائی چوڑائی کا اندازہ کرو اور پھر یہ ایسے وسیع سیارے تمہاری آنکھ کے چھوٹے سے ڈھیلے میں ساتے ہیں تو اس سے ان کی دوری اور بعد مسافت کا اندازہ کرو۔ اسی طرح ان کی حرکت کو تم محسوس نہیں کر سکتے اور اسی طرح آسمان کی حرکت ہے جس کو ہم نہیں محسوس کرتے ہیں اور یہاں تک لا علمی ہے کہ ہم میں سے اکثر تو اس سے قطعاً غافل اور بے خبر ہیں ان چیزوں کی عظمت اور بڑائی پر نظر کر کے اب تم خدائے قدوس کی قرآنی آیتوں کو سنو اس نے فرمایا۔

والسما ذات البروج . (بروج: ۱)

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

والسما والطارق وما	آسمان کی قسم رات کو آنے والے کی اور
ادراک مالطارق النجم	کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے
الثاقب .	خوب چمکتا تارا۔
(طارق)	
فلا اقسام بمواقع النجوم	اور مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں
وانه القسم لو تعلمون	تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو یہ
عظیم . (واقعہ، ۷۳، ۷۴)	بڑی قسم ہے۔

اسی طرح تم عالم علوی اور اس کے بسنے والے فرشتے وغیرہ پر نظر کرو۔

جبریل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے حضرت اسرافیل فرشتے کی بابت ذکر

کیا۔ اسرائیل کو لوگ دیکھیں گے تو لوگوں کو تعجب ہو گا عرش ان کی پشت پر ہے اور ان کے دونوں پاؤں زمین کی تہ میں ہیں اور اس سے زیادہ عظمت و رفعت خدا کے سا فرمان سے سمجھو اس نے فرمایا۔

وسع کرسیہ السموات اس کی کرسی میں سمائے ہیں زمین
والارض (بقرہ) اور آسمان۔

اس کی وسعت سے اس مخلوق کی عظمت و وسعت کا اندازہ کرو اور اس ذات کو سمجھو جس نے ایسی ایسی عظیم المرتبہ اور عظیم الشان اور وسیع و ارفع مخلوقات بنائی ہے۔ اور کیسی کیسی حکمتیں اور تدبیریں اور کیا کیا فائدے اور حصص ان کے وجود میں رکھی ہیں پھر ایسا عظیم الشان آسمان اور اس پر ایسے وسیع و عظیم بے شمار سیارے اور بنسے والی مخلوق اور یہ آسمان ان سب کو اپنے میں لیے ہوئے ہیں اور بغیر کسی ستون اور ظاہری بندش کے آج تک استحکام اور پائیداری سے قائم ہے پس جو ان اشیاء پر نظر کرے گا اور ملکوت السموات والارض میں غور و فکر سے کام کرے گا۔

اس کے خالق کی عظمت و رفعت اس کے دل میں پیدا ہوگی۔ اور جوں جوں اس کی کائنات و صنعت میں تدبر کرے گا اس کی معرفت زیادہ ہوگی۔ پس لوگوں میں یہ معرفت و نور متفاوت ہیں اور اسی اعتبار سے انکو نور ہدایت اور نور عقل بخشا گیا ہے پس حقیقی وسیلہ اور اس کی معرفت تک پہنچنے کا ذریعہ اس کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت اور اس میں تدبر و فکر ہے اس کی حقیقی معرفت کا یہی دروازہ

صاحب قرآن ﷺ کی شان دیکھو

اب تم سمجھو کہ نبی پاک ﷺ جن پر یہ قرآن اترا اس میں غور و فکر کرنے اور اس پر عمل کرنے سے انتہائی مقام تک پہنچنے خالق کی بڑی بڑی نشانوں کا مشاہدہ کیا امور آخرت کا یقین حاصل ہوا معراج کمال پر اس حد تک رسائی ہوئی کمان کے دونوں چلوں سے بھی زیادہ اپنے رب سے قریب ہو گئے۔

ثم دنسۃ فتدلیٰ ۞ فکان قاب
قوسین او ادنیٰ ۞
پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا
اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا
(نجم) فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

پس ایسے علم و معرفت کی کیا شان ہوگی کہ خدا کی طرف سے جس کے حاصل کرنے کے لیے دعا کا حکم کیا جائے اور ایسے نور معرفت و ہدایت سے نوازا اس سے بڑھ کر خالق کا اور کیا احسان ہوگا کہ ہم تمام انسانوں کو ان کی اتباع و اطاعت کی توفیق بخشی جس راستہ پر چل کر ہم خدا کے دوستوں میں شمار ہوئے۔ سچ ہے۔

خلاف پیہر کے راہ گزیہ
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
زمین زنگت فردماند راز من باقی ست
بضاعت خن آخر شد و خن باقی ست

اللهم وفقنا لما تحب وترضى وما توفيقى الا بالله عليه توكلت و اليه انيب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نوجوانوں کی رہنمائی کے لیے بہترین تصنیف

”اَيُّهَا الْوَلَدُ“

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی

پیاری نصیحت

مصنف

حجتہ الاسلام
ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب

حافظ محمد وسیم شرف قادری

علمی پبلشرز اردو بازار لاہور

فون: 0300-4295247

جواہر القرآن

محقق
مجاہد امام محمد غزالی

علی بیسملہ لاہور

محقق
مجاہد امام محمد غزالی

علی بیسملہ لاہور

ان ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخرفون

سفینة الاولیاء

شہزادہ دارا شکوہ

علی بیسملہ لاہور

علی بیسملہ لاہور